اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / پندرہواں بجٹ اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 23/جون 2025ء بمطابق ۲۶/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	05
4	سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 26-2025ء اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث کی تیسری نشست۔	05

جلد15 ☆☆☆ شمارہ04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ **23**/جون **2025**ء بمطابق ۲۶/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ ۔

بوقت سہ پہر **3** بجکر **35** منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **اَز** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَایَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ج وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ

شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً ط وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ط وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ۝۲۸ قُلۡ اِنۡ

تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡهُ اللّٰہُ ط وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝۲۹

﴿پارہ نمبر ۳ سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان آیات نمبر ۲۸ اور ۲۹﴾

ترجمہ: نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم اُن سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تُو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اُسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اُس کو اللہ اور اُس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہَ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم. اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ. رَبَّنَا ظَلَمۡنَا اَنفُسَنَاوَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡلَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر محمد صادق عمرانی صاحب نے آج اور 24 جون کی نشستوں سے اور جبکہ سردار فیصل خان جمالی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں نامنظور۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: نہیں پہلے رخصت کی درخواستوں کا، یہ mixed، جی رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔ علی مدد جتک صاحب کا مائیک ذرا آن کر دیں۔

حاجی علی مدد جتک: کل ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ میر نصیر مینگل کے فرزند کو دہشتگردوں نے شہید کیا ہے، ایک تو میں مذمت کرتا ہوں دوسرا اُنکے لیے دُعا کریں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب فاتحہ پڑھیں۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! مجھے دو منٹ دیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! گزارش ہے مَیں آپ کو دو منٹ دے دیتا ہوں لیکن یہ ہے کہ اس بجٹ سیشن کے دوران کوئی اور موضوع اگر آپ بیچ میں لاتے ہیں تو پھر یہ ہے کہ جس موضوع پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں یہ بہت بڑا موضوع ہے ہر ایک بندہ اس پر بات کرنا چاہے گا۔ اِس پر ایک قرارداد بھی ہے جس کو ہم نے 26 تاریخ کو رکھا ہے اُس پر مکمل بحث ہوگی۔ okay just two minutes. پھر آپ کر لیں۔ سردار صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): سر! جسٹس جمال مندوخیل کی والدہ کی فاتحہ، اچھا! دُعا ہوگئی ہے اُن کی؟ ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہوگئی ہے سر! دونوں کے لئے ہوگئی ہے۔ جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بہت شکریہ۔ میں پورے ایوان کی طرف سے بھی سب کی دل کی

آواز ہے، پورے بلوچستان کی طرف سے جو دہشتگرد اسرائیل نے ایران پر حملہ کیا اور کل امریکہ نے ایران پر حملہ کیا، یہ جو تین ممالک ہیں امریکہ، اسرائیل اور بھارت جو دہشتگرد، جو مسلمانوں کے قاتل، پوری انسانیت کے قاتل جنہوں نے ایران پر حملہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ بلوچستان والے متاثر ہوں گے اور متاثر ہیں بھی۔ تو اس ایوان میں قرارداد بھی آنی چاہیے اگر ہے بھی تو پورے بلوچستان کی اسمبلی کو بلوچستان کے عوام کو ایرانی عوام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔ سر! بارڈر بند ہے۔ دیکھیں! اِس مشکل موقع پر ہمیں ایران کا بارڈر بند نہیں کرنا چاہیے جب ہم اُمہ کی بات کرتے ہیں مسلمانوں کی بات کرتے ہیں ہم مدد کرنا چاہتے ہیں تو ایک اُمتِ مسلمہ کلمہ لآ اِلٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کے نکتہ نظر اس موقع پر جب پہلے ہم نے اگر بارڈر بند کیے تو آج بارڈر کھولنا چاہیے اگر ہم ایران کے مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اِس ایران کے بارڈر کی بندش کی وجہ سے وہاں بھی اشتعال ہے کہ پاکستانی لوگ حمایت تو کرتے ہیں مگر ہمارے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ ایران کے بارڈر کی بندش سے جو ہمارے مسائل ہیں، جو بارڈر کے رہنے والوں کے معاش کے مسائل ہیں وہ بھی میں اور آپ جانتے ہیں۔ اِسی طرح میں صوبائی حکومت سے بھی اور آپ سب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس موقع پر ہمیں ایران کے عوام کے ساتھ اور جو تین ملک ہیں، ٹرمپ کو جو یہ کہہ رہے ہیں نوبل انعام، میری تجویز ہے کہ اُس کو امن کا نوبل انعام نہیں فساد کا نوبل انعام ملنا چاہیے۔ ٹرمپ، مودی، نیتن یاہو، اُن تینوں کو فساد کا نوبل انعام ملنا چاہیے۔ بدقسمتی سے ہم لوگ اُن کے لئے سفارش کر رہے ہیں کہ امن کا نوبل انعام ملے۔ جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے قاتل ہیں بلکہ انسانیت کے قاتل ہیں، یہ جو تینوں دہشتگرد ہیں بھارت، اسرائیل اور امریکہ تینوں دہشتگرد ملک ہیں تینوں مسلمانوں کے قاتل ہیں، تینوں انسانیت کے قاتل ہیں اِن کے خلاف پورا بلوچستان ایرانی عوام کے ساتھ ہے۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون نمبر مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون نمبر مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں وزیر خزانہ بلوچستان، مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون نمبر مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! یہ تو پیش ہوگیا، انجینئر صاحب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اِس کو کمیٹی کے حوالے کردیں تاکہ وہ اس کا جائزہ لے اور اُس کے بعد بہت جلدی اِس کو آگے وہ کرلیں گے ذرا دیکھ لیں اِس کو کیونکہ یہ پلندہ ابھی لا کے دیدیا ہمیں تو اتنی جلدی تو دیکھ بھی نہیں سکتے تو ایک دن کے لیے اگر کمیٹی کے حوالے کردیں، کمیٹی اپنی رپورٹ اِس میں دے دے گی تو زیادہ بہتر ہوگا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہماری بھی یہی گزارش ہے جس طرح یونس صاحب نے کہا کہ اِسکو کمیٹی کے حوالے کردیں اور کم از کم جس میں کوئی بات ہو، وہ عوام کی بہتری میں ہو۔

جناب اسپیکر: Minister concerned please.

وزیر خزانہ: جی جناب اسپیکر! اِس پر ہمیں اعتراض نہیں ہے اگر کمیٹی کے حوالے ہو۔

جناب اسپیکر: Minister concerned کی درخواست پر، بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2025ء) کو برائے مزید غور وخوض متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اور مجلس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مذکورہ مسودہ قانون کی بابت اپنی سفارشات رپورٹ کی شکل میں دو دن کے اندر مرتب کر کے مورخہ 26 جون 2025ء کی نشست میں پیش کرے۔ **سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر باقی ماندہ اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث کی تیسری نشست۔** آج کی نشست میں سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر بحث کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں، نام list کافی لمبی ہے مَیں شروع کروں گا ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب سے کہ وہ اپنی speech کا آغاز کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ اسپیکر صاحب! مَیں بجٹ پر آنے سے پہلے تھوڑا سا جو اِس وقت گلوبل چیلنجز ہیں، سیاسی، معاشی، ماحولیاتی اور جو ایک سرد جنگ شروع ہوئی ہے۔ کیونکہ سوویت یونین کے Second World War کے بعد یا دنیا bipolar تھا، ایک جانب سوویت یونین تھا دوسری جانب NATO، لیکن سوویت یونین کی downfall کے بعد unipolar world بن گیا۔ اب لگتا ہے کہ دنیا multipolar world کی جانب جارہی ہے جس میں چائنا، یورپ، رشیا، امریکہ۔ مسٹر اسپیکر صاحب! یہ جو فلسطین پر اسرائیل کی دہشتگردی ہے، یہ جو ایران پر اسرائیل کی دہشتگردی ہے ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو بڑے محتاط انداز پر diplomatically ضرور اپنے ایرانی بھائیوں کی، فلسطینی بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ لیکن ہم کوشش کریں کہ اِس

جنگ میں ہم نہ کُودیں۔ ہمارے ملک کی interest اِسی میں ہے کہ ہم جنگ سے avoid کریں۔ مسٹر اسپیکر! اِس وقت ہمارے ملکی حالات بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ ہماری تمام بڑی پارٹیوں نے کمپرومائز کی ہے۔ جو ہم نے چارٹر بنائی تھی اپوزیشن نے، اُن میں سے ایک نقطے پر دونوں پارٹیاں گامزن نہیں رہیں، پی ڈی ایم کی۔ اور اِس وقت معاشرے میں ایک پولرائزیشن ہے۔ پارلیمنٹ، عدلیہ، polarized ہیں۔ اور جو کمپرومائز کیے گئے ہیں، اُس سے عوام کی پارلیمنٹ کی بالادستی بہت متاثر ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آئین کی بالادستی کی بات کرنی چاہیے۔ مسٹر اسپیکر! بلوچستان میں اِس وقت جو مشکلات ہیں، مَیں سی ایم صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ بلوچستان کو جوڑنے کی ضرورت ہے۔ وفاق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ آج بلوچستان میں جو ایشوز ہیں سب سے بڑا ایشو یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو ووٹ کا حق ملنا چاہیے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جب تک عوام کو آپ ووٹ کا حق نہیں دیں گے یہاں پارلیمانی، جمہوری نظام نہیں ہوگا۔ دوسرے جو ہمارے مسائل ہیں یہاں جہالت ہے۔ اِس وقت موجودہ economical survey ہوا ہے یہاں ہماری literacy rate 42% ہے۔ 52 male اور 32 female اِنکو ملا کے 42% ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں منسٹر بیٹھی ہوئی ہیں، اِس وقت وزیراعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم 42% literacy rate کے ساتھ ہم دنیا کو چھوڑیں ہم پاکستان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دوسرا جو ہمارا مسئلہ ہے وہ poverty ہے۔ اِس وقت جو نئے اعداد و شمار آئے ہیں بلوچستان 60% poverty, poverty line سے below ہے، poverty کو کس طرح define کرتے ہیں۔ اگر کسی بندے کو دو ڈالر روزانہ نہیں ملتے تو poverty line below ہے۔ یعنی 600 روپے ہمارے لوگوں کی آمدنی نہیں ہے۔ تربت میں ایک کلو مرغی کی قیمت ایک ہزار روپے ہے۔ تو poverty کو ہمیں ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سب سے زیادہ جو ہمارا مسئلہ ہے وہ ہمارے بلوچستان میں کرپشن کا ہے۔ جو کرپشن پر رپورٹ آئی ہوئی ہے پاکستان اس ریجن میں سب سے زیادہ کرپٹ ترین ریاست ہے۔ اور بلوچستان، پاکستان میں سب سے کرپٹ ترین صوبہ ہے۔ مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ اِتنا بڑا بجٹ آپ نے ایک ہزار ارب کا بنایا ہے، جس پر کنٹرول نہیں کیا تو یہ بالکل black hole میں جائے گا، کوئی کام نہیں ہوگا۔ تو ہمیں کرپشن کے لیے، بیروزگاری ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اِس کے لیے ہمیں منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اور جو بہت important مسئلہ ہے وہ ہے Anti-Terrorist Act بننے کے بعد لاپتہ افراد کا ہے۔ کیونکہ Anti-Terrorist Act میں یہ کہا گیا تھا کہ لاپتہ افراد کا مسئلہ اس Act سے حل ہوگا۔ ابھی بھی روزانہ، کل بھی مستونگ بند تھا روزانہ ہماری شاہراہیں بند ہیں اِس ایشو کو ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم اس ایشو کو ایڈریس نہیں کریں گے یہاں ہمارے لیے مشکلات زیادہ ہوں گی۔ مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ نیشنل پارٹی

کے کماش غفار قمبرانی اُس کی بیٹی بیبو، ڈاکٹر ماہ رنگ، گل زادی، اِن کو آپ لوگ، تھوڑا سا ریاست اپنا دل بڑا کرے، اِن کو چھوڑ دیں۔ یہ آپ کے اپنے بچے ہیں۔ ہم بار بار کوشش کر رہے ہیں کہ ہم چیزوں کو smooth کریں۔ ہماری رائے یہی ہے کہ چیزوں کو smooth کر لیں۔ لیکن بدقسمتی سے چیزیں مزید خراب ہو رہی ہیں۔ سر! آپ نے ایک ہزار ارب کا بجٹ پیش کیا، چھ سو کے قریب آپ کی نان ڈویلپمنٹ باقی آپ کی ڈویلپمنٹ، لیکن اِس میں جو رائے لی گئی ہے، مجھے بجٹ پر اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے اپنے تو کوئی وسائل ہی نہیں ہیں۔ جو بھی آتا ہے divisible pool سے آتا ہے۔ اِس میں تین چار مشورے لیے گئے ہیں، ایک تو شاید ڈیپارٹمنٹ کے ہیں، ڈیپارٹمنٹل بجٹ ہے۔ دوسرا جو یہاں کے نمائندے ہیں اُن کی ہیں۔ تیسرا جو notable ہیں، یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ notable کو کس کھاتے میں ڈالا ہے؟ تیسرا جو ایک پروجیکٹ ہے، اُس کو بھی، مَیں نے پہلی دفعہ سنا ہے، strategical project جو کہ 64 ہیں۔ اور 91 ارب پر ہیں۔ اور اُس کی تفصیل میں مَیں اگر جاؤں تو عجیب لگتا ہے، نام نہیں لوں گا۔ ایک ضلع کیلئے آپ نے اُسکی vamping کے لیے چھ ارب روپے رکھے ہیں۔ مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ چاغی ماسٹر پلان، six billions اور اس میں 64 ایسے ایسے، سی ایم صاحب! میں سب کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ خدا کے لیے اگر یہ پیسے جیسے آپ اپنے علاقے میں خرچ کر رہے ہیں، یہ خرچ ہو جائیں، سب لے جائیں، ہمیں کچھ نہ دیں۔ لیکن 64 ایسے ہیں جن کی میں تفصیل میں جاؤں تو آپ کو عجیب لگے گا۔ جو پی ایس ڈی پی میں نہیں ہیں ماسوائے کچھ چیزوں کی۔ یہ اِیسی کتابیں ہیں شاید جس کو آج ہمیں دیا گیا ہے۔ یہ جو strategical جو projects ہیں یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اِن کو اگر کہتے less-developed project تو وہ زیادہ بہتر تھا۔ کیونکہ میں strategical لفظ سے بہت ڈرتا ہوں۔ بلوچستان strategical ہے، ہاں! کسی کتاب میں نہیں ہے۔ تو سر! جب، کیونکہ مَیں تو کتاب کا پابند ہوں۔ اگر کتاب میں نہ ہو تو وہ بجٹ کا حصہ نہیں ہوگا۔ جو بجٹ کا حصہ ہوگا اُس کو ہائی کورٹ چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ جو بجٹ کا حصہ نہیں ہوگا اُس کو ہائی کورٹ چیلنج کر سکتا ہے۔ اچھا! وہ لفظ نہیں ہے، ہاں strategical، یہ چلیں سی ایم صاحب مانتے ہیں۔ سر! پھر ایک اور مذاق، ہم سب نالائق ہیں، کیونکہ 23 ارب روپے ڈپٹی کمشنر کو دے رہے ہیں for-what? ڈپٹی کمشنر ہم سے زیادہ ایماندار ہے کہ آپ اُس کو 23 ارب روپے دے رہے ہیں اور اُس کا کوئی mechanism نہیں ہے۔ میرے دوست ظہور نے کہا کہ ہم economical وہ دے دیں گے۔ ساڑھے تین ارب رکھے ہوئے ہیں entrepreneurship پر۔ اب وہ کس کو دیں گے؟ کسی این جی اوز کو دیں گے؟ کسی بندے کو دیں گے کہ آپ loaning کریں۔ تو خدارا! اِتنا آپ لوگ اِس صوبے کے ساتھ، مَیں اگر، یہ بڑی مشکل سے، مَیں اگر اس کو پڑھ لوں تو اچھا نہیں لگتا ہے۔ کیونکہ ماشاءاللہ یہ ایسی تقسیم وہ ہمارے براہوئی میں کہتے ہیں کہ ”تین پہ تین“۔ کہ خود ”تین پہ تین

ٹُولوکن،" اب "تین پہ تین"، پر ہم کیا بولیں سارے ہمارے دوست ہیں۔ گیلا! آپ کو نہیں ملا ہے۔ تو مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں سر! مَیں مشکور ہوں سی ایم صاحب کا کہ مجھے اُس نے، میرے تمام پروجیکٹس کو اُس نے accommodate کیئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے باقی اور خاص طور پر ہمارے جو special seats کے لوگ ہیں اُن کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ یعنی یہ لوگ تو ڈپٹی کمشنر کے برابر نہیں ہیں کہ آپ اُسکو 23 ارب روپے دیتے ہیں۔ یہ خواتین کتنی ہیں۔ اب اگر اِن کو reasonable۔ اب ہم اُس کو کہہ رہے ہیں کہ 16 کروڑ دیا۔ 16 کروڑ میں آپ ایک اسکول بنا سکتے ہیں اور کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ آپ تھوڑا سا، کیبنٹ کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ذمہ دار افسران بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ چیزوں کو revisit کریں۔ revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ اب وہ، مَیں اِس، مجھے پتہ نہیں ہے کہ اِس بجٹ کو میں کیا کہوں۔ باقی بجٹ میں جب آپ جائیں گے۔ سی ایم صاحب! ایک بار پھر ہمارے دوستوں نے زور دیا ہے home solar پر۔ لگتا یہ ہے کہ اب بلوچستان کو بجلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر آپ کوئی اپنے ذمہ دار کو بٹھائیں اور analysis کریں اِس بجٹ کی کہ اسکی سیاسی، معاشی، ماحولیاتی پر کیا اثرات پڑیں گے۔ میں نے جو دیکھا تین رات میں مَیں نے اسکو پڑھا ہے اسمیں سولر، ہوم سولر، روڈز اور بندات ہیں۔ کوئی ایک پرسنٹیج تو رکھیں جی کہ یہ اِتنا پرسنٹ سکولوں کا، اِتنا ہاسپٹلوں کا لیکن نہیں۔ سولر ہی سولر دینا ہے۔ تو بہتر ہے۔ سی ایم صاحب اور ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ لوگ اِدھر BUITEMS میں کوئی سولر کا چھوٹا سا کارخانہ لگائیں تاکہ یہ پیسے یہیں پر ہی خرچ ہوں کہیں اور نہیں جائیں۔ اب پتہ نہیں صحیح ہے یا غلط ہے، مشورہ جب تک جاری ہے مَیں بات نہیں کروں گا سر!۔۔۔ (مداخلت) سر! جواب conclude کر کے دے دیں۔ ابھی آپ جواب مت دیں، فورم آپ کا ہے۔ آپ آخری دن میں جو کچھ بولنا ہے بولیں۔ آپ کی speech پر میں نے جہاں دیکھا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں مجھے پتہ ہے مَیں red-line کبھی cross نہیں کرتا ہوں مَیں بالکل جانتا ہوں کہ مجھے کیا بولنا ہے وہ چیزیں میں نہیں بول رہا ہوں جو مجھے بولنا نہیں چاہیے۔ نہیں تو اگر اُن کو بولوں تو پھر اور، مَیں نہیں بولوں گا اُن کو۔ پچھلے سال، منسٹر صاحبہ بھی بیٹھی ہوئی ہیں کہ 15 اسکول پرائمری بنائے گئے ہیں۔ اگر واقعی 15 ہیں، اِس وقت کم از کم آٹھ سے نو ہزار ایسے علاقے ہیں جہاں سکول نہیں ہیں۔ تین ہزار سے زیادہ ایسے اسکول ہیں جو شیلٹر لیس ہیں۔ تو مَیں سی ایم صاحب آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایجوکیشن کو priority دیں۔ ہر دفعہ جو ہماری روڈ کی جو بجٹ ہے وہ 20 پرسنٹ سے زیادہ ہے۔ health and education reduce ہو رہے ہیں۔ بلکہ میں آپ سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ کوئی بڑے لوگوں کے سکالر کی ایک کمیٹی بنائیں تاکہ ہمارے curriculum کو visit کریں۔ یہ curriculum ابھی out-dated ہے اس کا مارکیٹ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جتنے ہم بچے پیدا

کر رہے ہیں وہ بیروزگار ہیں۔ تو آپ ایسے curriculum بنائیں جو market orientetd ہوں۔ ہم نے ایک تجویز دی تھی منسٹر ہیلتھ صاحب کو کہ خدا کے لیے جو بڑے ہاسپٹلز ہیں ٹرشری ہاسپٹل ہیں اِنکو autonomous بنا دیں۔ یہ workable نہیں ہیں۔ دوسرا ہم نے کہا کہ جو ہمارے پاس human resources موجود ہیں آپ وہاں کھیپ لے کے جائیں کیونکہ بلوچستان کے لوگ کراچی نہیں جا سکتے، راستے میں مر جائیں گے۔ اِس پر اتنا expenditure بھی نہیں آیا۔ اگر آپ اسکی construction section کو نکال لیں اس میں اتنا خرچہ نہیں ہے جو ڈیڑھ ارب کی ہیلتھ نے وہ کی ہے میں نے پوچھا ہے۔ یہ بیس، پچیس تیس کروڑ کے اندر آتا ہے بغیر کنسٹرکشن کے۔ اور میں گزارش کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب آپ ہیلتھ کارڈ کو revist کر لیں۔ ہیلتھ کارڈ میں اِتنے پیسے جو آپ دے رہے ہیں اُس کو revisit کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ being a doctor میں جانتا ہوں کہ یہ ریکارڈ misuse ہو رہا ہے۔ ہیلتھ کارڈ کو آپ major diseases پر رکھیں۔ کینسر پہ رکھیں۔ ہارٹ بائی پاس پر رکھیں۔ آپ اس کو اِس قسم کی diseases، یہ ٹرانسپلانٹ پر رکھیں۔ اب آپ ملیریا والے کو بھی آپ اِن کارڈز پر چلے جاتے ہیں تو it is useless.۔ سی ایم صاحب نے کہا ہے کہ مَیں 50 مڈل سکول یا 50 ہائی اسکولز، سی ایم صاحب! بلوچستان میں زیادہ اسکولوں کو اَپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ 50 تو آپ کی ایک ڈسٹرکٹ میں، اب تربت سے ہم چار ایم پی اے ہیں پانچ ہیں اپنی بہن کے ساتھ۔ ہمارے حصے میں تو ایک ایک بھی نہیں پڑتا ہے۔ اور آپ کا drop-out اِتنا زیادہ ہے اِس وجہ سے کہ اسکول قریب نہیں ہیں۔ بند کرو تربت کو، تربت تو ویسے ہی، کالجز میں مَیں گزارش کرتا ہوں کہ BRC کو concentrate کریں۔ دو پروجیکٹس تربت BRC کے مَیں نے شروع کئے تھے۔ جیسے میرا کالج ہے، اُس کے بعد دونوں بند ہیں، مَیں نے ظہور صاحب سے کہا آپ نے اُس کالج میں پڑھا ہے۔ ایک ایڈمنسٹریٹو بلاک ہے اور ایک ہاسٹل ہے۔ لیکن وہ ابھی تک اِسی طرح ظہور صاحب پڑے ہوئے ہیں۔ مَیں ایمانداری سے، اسپیکر صاحب! آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری یونیورسٹیوں میں ویسے ہی crisis چل رہی ہیں۔ ہماری یونیورسٹیز کی چار پانچ جو الاؤنسز تھے اُن کو ختم کیا گیا ہے۔ آپ کم از کم یونیورسٹیوں کو strengthen کریں۔ اچھے لوگ نہیں آئیں گے۔ ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کا ایک لاکھ روپے کم ہو گیا ہے اِس مہنگائی میں۔ یہ جو ڈپٹی کمشنروں کو 23 ارب روپے دیئے ہیں، یہ دے دیں یونیورسٹیوں کو، endowment fund بنا دیں تا کہ وہ crisis میں نہیں جائیں۔ یہ ڈی سی کیا کریں گے پیسوں کو؟ میری تو آپ سے گزارش ہے کہ یہ 23 ارب روپے لے کے یونیورسٹیوں کے endowment fund میں ڈال دیں تا کہ اُن کو ایک permanent وہ source of income ملے۔ اب آپ نے آٹھ ارب روپے دیئے، بڑی مہربانی۔ لیکن HEC وہ زیادتی کر رہا ہے۔ HEC جو ہم نے اٹھارہویں ترمیم میں کہا تھا کہ جو ڈیپارٹمنٹ

devolve ہوں گے اُس کے assets بھی devolve ہو نگے۔ لیکن فیڈرل گورنمنٹ چالا کی کر رہی ہے۔ assets devolve نہیں کر رہے ہیں یعنی وہی پیسے جو پہلے ملتے تھے وہی ملنے چاہئیں۔ لیکن وہ نہیں مل رہے ہیں۔ اب لوکل گورنمنٹ کے لئے، میری آپ سے اور سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ لوکل گورنمنٹ Constitution ہماری تھری ٹائیرز ہیں، فیڈرل، پراونشل اینڈ لوکل باڈیز۔ ہم کچھ ڈیپارٹمنٹس کو لوکل باڈیز کو دے دیں۔ یہ ڈسپینسری، یہ پرائمری سکول، یہ واٹر سپلائی، یہ کوئی ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ نہیں چلا سکتا ہے۔ یہ وہاں کا کونسلر چلا سکتا ہے۔ اور بارہ ارب روپے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہیں اِتنی بڑی آپ کی لوکل باڈیز ہیں اِسکو زیادہ ہونی چاہیے۔ بلڈوزر ہاورز کہ ہم نہیں رکھ سکتے ہیں۔ I do not know. ہمیں کہا ہے کہ جی اب کورٹ نے آرڈر دیا ہے۔ مَیں سیکرٹری صاحب کے پاس گیا ہوں۔ وہ clause ہم نے دیکھیں ہیں کوئی کورٹ ہماری decision کو چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ ہم صحیح کریں یا غلط کریں Constitution میں ہے۔ سی ایم صاحب! Constitution میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو proceedings ہیں، اِس کو کورٹ چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ نہ کورٹ میں کوئی کیس چل رہا ہے اُس کو ہم چیلنج کر سکتے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں کورٹ نے گھنٹے بند کئے ہیں۔ بچوں کی اسکالرشپس بند کئے ہیں۔ کسی ایم پی اے کو پیسے وہ پہلے ملتے تھے۔ کسی کو وہ میڈیکل دیتے تھے۔ وہ سارے بند کر دیئے ہیں کہ جی ہائیکورٹ نے بند کئے ہیں۔ مَیں مشکور ہوں فنانس منسٹر صاحب کا کہ اُس نے اکیڈمیز کے کچھ پیسے بڑھائے صرف چار کے۔ بلوچستان میں بے تحاشا اکیڈمیز ہیں اُن پر بھی ذرا غور کریں۔ سَر! غور کریں وہ اچھے کام کر رہی ہیں۔ RCDC گوادر بہت اچھا ادارہ ہے۔ اُن کو تھوڑے بہت پیسے ملتے تھے وہ بھی بند۔ باقی اکیڈمیز پر آپ سوچیں۔ سَر! لوگوں کی آخری اُمید پبلک سروس کمیشن سے ہے۔ پبلک سروس کمیشن کو سی ایم صاحب آپ جتنا strengthen کر سکتے ہیں آپ کی حکومت پر لوگوں کا اعتماد اِتنا بڑھے گا۔ ابھی recently جو مَیں نے update لی ہے، جو exams ہوتے ہیں اُن کو جگہ ہی نہیں مل رہی ہے کہ ہمارے exams ہم کہاں کرائیں گے۔ پچاس پچاس ہزار لڑکیاں exams دیتی ہیں۔ اُن کی جتنی SNE تھی سب کو delete کیا گیا۔ اب وہاں چار نئے لے گئے ہیں اُنکے بیٹھنے کے لئے کمرہ نہیں ہے۔ گاڑی کو تو چھوڑ دیں۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ باقی سَر! مَیں ایک چیز جو آپ سے عرض کروں کہ جو فیڈرل گورنمنٹ، اب تیس سال ہو گئے ہیں یہی دھندا کرتے ہیں، چالیس ارب روپے رکھ لیتے ہیں، آدھے کاٹ لیتے ہیں۔ شکر ہے کہ آپ لوگوں کی کچھ وہ کیا ہے، بڑی خوش فہمی میں تھے، یہ پیسہ، ’’کہ اِس کو ہم کرائیں گے اور یہ پیسے فیڈرل گورنمنٹ دے گی‘‘ اُس نے صرف پچیس کروڑ آپ لوگوں کے لئے رکھے ہیں۔ اگر فیڈرل PSDP کو آپ دیکھیں، مَیں نے دیکھا ہے اِس کو۔ یہ پچیس کروڑ سے تو یہ نہیں ہوگا۔ بناؤ گے تو اپنے پیسوں سے بناؤ گے تو اور بات ہے۔ پھر اور strategy اور کل کوئی چیز لائیں۔ سَر! فیڈرل گورنمنٹ اِس دفعہ ماسوا کوئٹہ اور کراچی کو صحیح فنانس کی ہے اور

ژوب کو۔ باقی تمام جو ساؤتھ کے پیکیج تھے وہ سارے meagers ہیں۔ اِس کو ظہور صاحب! آپ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں کہ، کہ جو سب سے زیادہ نزلہ ہے وہ ہم پر گرا ہے۔ سر! مُجھے معاف کرنا مَیں کچھ زیادہ ٹائم لے رہا ہوں۔ بات میں کم کرتا ہوں۔ ویسے آپ مجھے موقع دے دیں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک تو آپ ٹائم بھی لے رہے ہیں۔ اور یہ آپ کی اسپیچ ٹوٹل مجھے ایسی لگ رہی ہے کہ آپ اور سی ایم صاحب کے درمیان پرسنل گفتگو ہو رہی ہے۔ ہاؤس، ہاؤس کو تو آپ، آپ Chair کو تو address ہی نہیں کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں آپ کو Chair کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: مہربانی کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: آخر میں میری ایک گزارش ہے، یہ جو گرینڈ الائنس کا جو دھرنا چل رہا ہے اُس کا آپ لوگ visit کریں جو اُن کے جائز مطالبات ہیں اُن کو مان لیں۔ اور میری ایک آخری خواہش ہے کہ پسنی کی جو ڈگری کالج ہے، اُس کا نام قاضی مبارک کے نام سے رکھیں۔ تو پسنی کے لوگوں کی بلکہ بلوچ دانشوروں کے لئے ایک بہت اچھا میسج ہوگا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you. سردار عبدالرحمٰن صاحب! اگر آپ اپنی سیٹ پر آجائیں تو۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): thank you. جناب اسپیکر صاحب! مَیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے ایک ہزار ارب plus کا بجٹ پیش کرنے پر اپنے سی ایم صاحب کو، منسٹر فنانس کو، منسٹر پی اینڈ ڈی کو اور اِن کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ پسماندہ صوبہ ہے میرے خیال میں مَیں نے اکنامکس میں ایم اے کیا ہے پھر مَیں ملازم رہا ہوں۔ چیف آفیسر رہا ہوں۔ مَیں بجٹ بناتا رہا ہوں۔ مجھے بجٹ کا تھوڑا بہت تجربہ ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اِتنا خوبصورت بجٹ جس میں ہیلتھ، ایجوکیشن، مواصلات، پی ایچ اِی، جس طریقے سے اِس میں اسکیمات شامل کی گئی ہیں یا لوگوں کی جو ضروریات ہیں، وہ شامل کی گئی ہیں تو یہ مثبت پیشرفت ہے اِس صوبے کی پسماندگی کو دُور کرنے میں۔ خاص کر کے مَیں خصوصی طور پر اِس ایوان کا اور اپنے سی ایم صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ میرا ایک یونین کونسل ہے جو کہ hub ہے پانچ چھ اضلاع کا۔ ڈیرہ بگٹی، کوہلو، بارکھان، موسیٰ خیل، لورالائی، دُکی، پلس پنجاب کا جو بارڈر ایریا ہے، وہاں اُس کو ایک education city declare کیا ہے۔ تو میں تہہ دل سے اپنی طرف سے، اپنے بارکھان کے عوام کی جانب سے تہہ دل سے ان کا مشکور ہوں، سی ایم صاحب آپ کا بھی۔ یہ ایک خالی اعلان نہیں تھا

بلکہ یہ کینیڈا کے pattern پر ایک وہاں انکا ایک شہر ہے شہر کا نام تو یاد مجھے نہیں ہے، یہ ایک سنگ میل ہے ایجوکیشن کے سلسلے میں۔ جب ہم یہ بجٹ وائنڈ اَپ کریں گے نوٹیفکیشن ہوگا تو through out the world پوری دنیا میں ہم اسکو لے جائیں گے، کہ جی ہمارے پاس پاکستان کی تاریخ میں 74 سالہ تاریخ میں یہ پہلا ٹاؤن یا شہر ہے جس کو education city declare کیا گیا ہے۔ حالانکہ لاہور، کراچی بڑے بڑے شہر ہیں اُن کو کبھی بھی یہ اعزاز نہیں ہوا، یہ اس پسماندہ صوبے کے ایک چھوٹے سے ضلع کے پسماندہ یونین کونسل کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ تو آپ دیکھیں گے جناب سپیکر صاحب! کے دنیا میں NGOs ہیں، donors ہیں، بہت ساری تنظیمیں ہیں جو ایجوکیشن پر کام کر رہی ہیں۔ اور وہ میری ایجوکیشن منسٹر بھی یہاں بیٹھی ہیں، ان کے توسط سے ہم اس کو آگے بڑھائیں گے، پروگرام اور ایک دو سالوں میں اپ کو اس کا انشاء اللہ اتنا اچھا رزلٹ ملے گا کہ میرا خیال ہے کہ پورے ایوان میں سب کہیں گے کہ جی ہمارے اس شہر کو یا اس گاؤں کو یا اس ایریے کو education city declare کریں باقی بہت ساری چیزیں ہیں۔ جن پہ ہم سمجھتے ہیں کہ کمی وبیشی ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا 42-43 بلین پلس کا بجٹ ہے، یہ بھی تاریخی ہے۔ پھر جو ہمارا گزشتہ بجٹ تھا 24-25ء کا وہ 100% exhaust کیا ہے اس صوبائی حکومت کو اس کا سہرا جاتا ہے۔ یہ بھی تاریخی بات ہے تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے باقی دیکھیں، امریکہ کے بجٹ پر بھی اعتراضات آتے ہیں، اپوزیشن کا یا کچھ دوستوں کے اعتراضات ہوتے ہیں، کہ جی یہ ہوا یہ نہیں ہوا۔ کچھ ہم سے پہلے ذکر کیا گیا کہ جی notables اور یہ، مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے یہ notables یا جن کو بجٹ میں اُن کے توسط سے کوئی سکیم ڈالی گئی ہے وہ بھی اسی دھرتی کے باشندے ہیں۔ وہ یہ بجٹ تھا کہ پنجاب لے جائے گا۔ نہ KP لے جائیگا، نہ سندھ لے جائے گا اسی علاقے میں اسی جگہوں پر وہ بھی یہاں کے رہنے والے ہیں وہ استعمال ہوں گے تو ہمیں خوشی منانی چاہیے اس چیز کی۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ میری اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کے قائد یونس زہری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، الحمدللہ یہ اس ایوان کو اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ نہ اسمبلی کے باہر نہ اسمبلی کے اندر ایک زیرو پرسنٹ احتجاج بھی نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک سالہ کارکردگی ہے۔ اور اگے دیکھیں گے کہ انشاء اللہ یہی ٹیم جو ہمارے سی ایم صاحب کی ہے، ہم اس کے ساتھ ہیں، مسلم لیگ ان کے ساتھ ہے، بلوچستان عوامی پارٹی اس coalition میں ہے۔ اور باقی ساتھیوں کو بھی ساتھ لے کے چل رہے ہیں، یہ سب سے خوبصورت چیز تو یہ ہے جمہوریت کی کہ آپ تمام دوستوں کو ساتھ لے کے چلیں۔ اور میرا خیال ہے کہ اپوزیشن بیٹھی ہے۔ ٹھیک ہے ان کا حق ہے تھوڑا بہت تو وہ کریں گے۔ لیکن الحمدللہ اُن کے علاقوں کو بھی ترجیح دی گئی ہے، ترجیحی بنیادوں پر فنڈ ان کے علاقے میں فراہم کئے گئے ہیں۔ تاکہ یہ بلوچستان ترقی کی راہ پر چل پڑے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ اس چیز کے witness ہیں کہ یہی اپوزیشن آج بھی وہ یہ ہمارے سامنے ہیں، قائد حزب اختلاف بیٹھا

ہوا ہے، آج بھی وہ ڈنڈا پکڑ کے معذوری کی حالت میں، تو یہاں وہ بھی ہوا۔ لیکن اب ہم چاہتے ہیں کہ سب کا نظریہ یہ ہے کہ بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو، بلوچستان کے بارے میں جو misperception ہیں وہ ختم ہوں۔ تو میں مشکور ہوں اپنی اپوزیشن کا کہ وہ ہمارا ساتھ دے کر کے۔ اِس چیز کو تسلیم کر کے کہ وہ ان کے ذہنوں میں بھی یہ ہے ہمارے ذہن میں بھی یہ ہے کہ بلوچستان کے ہر بچے کو روزگار ملے تعلیم کے مواقع ملیں، اچھی صحت کے مواقع ان کو میسر ہوں۔ تو ہماری سوچ بھی یہ ہے۔ ان کی سوچ بھی یہ ہے۔ تو جب پورے ایوان کی سوچ بنے گی، یہ ایوان پورے بلوچستان کی نمائندگی کر رہا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ ہم انشاء اللہ جو کام سالوں میں ہونا ہے وہ دنوں میں ہوگا، ہفتوں میں ہوگا اور انشاء اللہ اگر میرے مالک اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بہت جلد بلوچستان کی چیزوں کی مثال پنجاب میں دی جائے گی۔ بلوچستان کی ترقی کے حوالے سے ایجوکیشن کے حوالے سے ہیلتھ کے حوالے سے، انشاء اللہ سندھ میں، KP میں ہر جگہ کہ جی وہاں پہ یہ ہو رہا ہے، کیوں اپ نے دیکھا ہے کہ جب بجٹ پیش ہوا مرکز کا بجٹ بھی آپ نے دیکھا ہے پنجاب کا بھی دیکھا ہے سندھ کا بھی دیکھا ہے KP کا بھی کہ وہاں ایوان مچھلی بازار بن گیا تھا۔ الحمدللہ یہ credit اسمبلی کو جاتا ہے کہ مختلف اقوام کے مختلف ٹرائبز کے لوگ یہاں ہیں اور انہوں نے اخلاقیات کا مظاہرہ کیا، ان مَیں، میں اُس کو کیا نام دوں، کہ انہوں نے یہ ثابت کیا پورے پاکستان میں کہ یہ اسمبلی ایک پیج پر ہے ایک ہی الفاظ، ایک ہی نظریات پر ہم مل کے چلیں گے انشاء اللہ اور ترقی کی راہ پہ گامزں ہوں گے تو بہت ساری چیزیں ہیں۔ جسکا مطلب point-wise ہم ڈسکس کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ آج last day ہے تو میں اس شکریہ کے ساتھ اس ایوان کا، اپنے سی ایم کا اپنی فنانس کی ٹیم کا پی اینڈ ڈی کی ٹیم کا اور سی ایم سیکرٹریٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا اور اپوزیشن کو ساتھ اعتماد میں لے کے گئے۔

Thank you very much

جناب اسپیکر: Thank you very much۔ جی جناب فضل قادر مندوخیل صاحب۔

جناب فضل قادر مندوخیل: شکریہ جناب اسپیکر! یہ بجٹ 2024-25ء اِس کا ٹوٹل حجم تقریباً 1 ہزار 28 اَرب ہے۔ مجموعی ترقیاتی بجٹ کا حجم 2 سو 49 اَرب ہے۔ گرانٹ 57 اَرب ہے۔ اور فارن گرانٹ وہ 30 اَرب ہے۔ سرپلس بجٹ 51.50 اَرب ہے۔ لیکن اِس سارے بجٹ میں ایک ایسا میگا پروجیکٹ نہیں ہے جس سے ہم اپنے جوانوں کو اپنے youth کو اِس سے کوئی روزگار کے مواقع ملیں۔ بجٹ، ہم لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان پسماندہ صوبہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کو پسماندگی ہم نے دی ہے۔ کہیں یہ باہر سے نہیں آئی ہے۔ بجٹ کی تقسیم کسی ڈسٹرکٹ کو 4 اَرب، کسی ڈسٹرکٹ کو 6 اَرب، کسی ڈسٹرکٹ کو 3 اَرب روپے دیئے ہیں۔ اور کسی ڈسٹرکٹ کا صرف 45 کروڑ روپے کے بجائے کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارا سب سے پہلا مسئلہ ہیلتھ کا ہے۔ ہیلتھ میں ہمارے ایچ آر سی بالکل رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

ہمارے ہسپتالوں میں میڈیسن نہیں ہیں۔ میڈیکل جو لوگ ہیں یعنی ہمارے کوالیفائیڈ، ٹرینڈ کمپاؤنڈر، میڈیکل ٹیکنیشن، یہ کوئی نہیں ہیں۔ یقین جانو! ژوب کے ہسپتال کو میں اپنی تنخواہ سے ٹیسٹوں کے پیسے دیتا ہوں۔ CBC ٹیسٹ کی دوائی نہیں ہوتی ہے۔ وہاں جو کوئی آتا ہے اُس کو میڈیسن نہیں ملتا ہے۔ تو ہمیں سب سے پہلی توجہ ہیلتھ پر دینی چاہیے۔ ژوب بلوچستان کا ایک بہت پرانا ڈسٹرکٹ ہے۔ قمر دین کاریز، جو ژوب سے 220 کلومیٹر دُور ہے۔ الگ تحصیل ہے۔ وہاں کوئی ڈی ایچ کیو ہسپتال نہیں ہے۔ وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ اُس ہسپتال کا کوئی فنڈ نہیں ہے۔ تین چار آر ایچ سیز ہیں۔ کوئی میڈیسن نہیں ہے۔ ایجوکیشن کی طرف آپ آئیں۔ ہمارے ہاں ژوب میں آپ جس اسکول میں جائیں گے اور پہلی کلاس سے لیکر دسویں جماعت تک آپ کو کسی کلاس میں اَسی، نوے لڑکوں سے کم نہیں ملیں گے۔ وہاں بیٹھنے کی بالکل جگہ نہیں ہے۔ ہمارے اسکول تقریباً اگر میں یہ کہوں کہ 50% اسکول شیلٹر لیس ہیں۔ کوئی درخت کے نیچے ہے۔ کسی نے جھگی بنائی ہوئی ہے۔ یعنی اَب آپ خود سوچیں کہ کوئٹہ کے 9 ایم پی ایز ہیں۔ اور کسی کو اَرب، کسی کو ڈیڑھ اَرب، کسی کو 65 کروڑ روپے ملے ہیں۔ اِن کا نہ کوئی اسکول شیلٹر لیس ہے۔ نہ اِن کے ہسپتالوں میں دوائیوں کی کوئی کمی ہے۔ نہ اِنہوں نے نئ روڈز بنانے ہیں۔ نہ اِنہوں نے کوئی ایگریکلچر پر کوئی بور دینا ہے۔ نہ لینڈ لیولنگ کرنی ہیں۔ اَب یہ 65 کروڑ لیکر کیا کریں گے۔ پچھلے سال کے جو اِن کے فنڈز تھے، جن پر تین تین کروڑ روپے کے ٹینڈرز ہوئے ہیں۔ ابھی کوئٹہ میں اِن کو کوئی گلی نہیں مل رہی ہے کہ جس پر وہ بلیک ٹاپ کریں۔ یا تو جناح ٹاؤن میں کرتے ہیں جو کینٹ کا ایریا ہے یا شہباز ٹاؤن میں کرتے ہیں جو کینٹ کا ایریا ہے۔ جس کا کوئی تعلق ہم سے نہیں ہے۔ تو یہ جو تقسیم ہوئی ہیں فنڈز کی، یہ بالکل بے انصافی ہوئی ہے۔ انصاف نہیں ہوا ہے۔ ہمارے ہاں آج کل خشک سالی ہے۔ مجھے دن میں دس فون آتے ہیں کہ ہمارے باغ کا پانی ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے گھر کا پانی ختم ہو گیا ہمارے گاؤں کا پانی ختم ہو گیا ہے۔ اور ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ اُن کو کوئی بور دے دیں۔ گھر یا زمینوں کیلئے یا لینڈ لیولنگ کیلئے لوگ دن بدن غریب ہوتے جا رہے ہیں۔ یقین جانو! کچھ دن پہلے میں ژوب اور دو دن پہلے میں چمن جا رہا تھا۔ غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جوان جوان عورتیں مین نیشنل ہائی وے پر کھڑی رہتی ہیں اور بھیک مانگ رہی ہوتی ہیں۔ یہ کوئی جوان بیٹی یا ماں کو مستی سے تو نہیں نکالتے ہیں کہ آپ جا کے روڈ پر کھڑے ہو کے بھیک مانگیں۔ تو ہمارے ہاں یہ کہتے ہیں۔ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔ یعنی جو طاقت گورنمنٹ میں ہوتی ہے۔ اُس کو ملتے ہیں۔ مساوات نہیں ہے، انصاف نہیں ہے۔ یہاں میں اکثر سُنتا رہتا ہوں کہ ہماری روایات ہے۔ کوئی روایات نہیں ہے۔ جس کا بھی زور بازو میں ہوتا ہے۔ وہ سارا فنڈ لے کے چلا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: Might is Right.

جناب فضل قادر مندوخیل: Might is Right. تو جناب! حال ہی میں پچھلے سال 2023-24ء کے mid

میں سی ایم صاحب نے ایک گرین بلوچستان کا پروجیکٹ شروع کیا اور اُس میں صرف تین ہی ڈسٹرکٹس تھے باقیوں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ اور بلوچستان کی ترقی کا اگر ہم بلوچستان کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو ہمارا واحد حل یہ ہے کہ کہ ہم اپنے ایگریکلچر پر توجہ دیں۔ اور ہمارے ہاں جناب 45 کروڑ روپے سے ہم زیادہ سے زیادہ 45 بور لوگوں کو دے دیں گے اور کچھ بھی نہیں دے سکتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ یعنی تقسیم، جس طرح اُنہوں نے کہا کہ مَیں نام نہیں لینا چاہتا تو مَیں بھی نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ اِسی بجٹ میں دیکھیں ہیں ایک کروڑ 33 لاکھ روپے کے فلڈ پروٹیکشن ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی تو کسی کا نام لیں۔

جناب فضل قادر مندوخیل: ایک کروڑ 50 لاکھ روپے کے فلڈ پروٹیکشن میں۔ اور ہمارے ہاں لوگ کیا کرتے ہیں جگھیوں میں یا shelterless یعنی دھوپ میں بیٹھ کے بچے سبق پڑھ رہے ہیں اور اُنکے لیے کوئی سایہ نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ بجٹ بدنیتی پر مبنی ہے اس میں کوئی انصاف نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: مطلب تقسیم کار سے آپ اتفاق نہیں کرتے ہیں۔

جناب فضل قادر مندوخیل: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اچھا .thank you very much جی مولوی نوراللہ صاحب۔

مولوی نوراللہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡآنِ الۡمَجِیۡدِ. لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَھۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ. وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیۡعاً عَلِیۡمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمِ۔ جناب اسپیکر! مَیں خود اپنے دل میں سوچتا ہوں کہ کیا بولنا بہتر ہے یا کہ نہ بولنا بہتر ہے۔ ذمہ داری نہ ہوتی۔ تو شاید میں نہیں بولتا۔ امانت جس کے بارے میں ہمارے دین نے فرمایا ہے۔ لا ایمانَ لِمن لا امانۃ۔ اُس کا ایمان نہیں، جو امانت کا خیال نہیں رکھتے۔ یہ عہدہ اور منصب بھی ایک امانت ہے۔ ایک ذمہ داری ہے۔ ایمان کا خطرہ ہے، اگر میں ایمانداری سے اِس کا حق ادا نہ کروں۔ اور کسی کی عزت نہ کرنا بھی بُری بات ہے۔ جس طرح مَیں نے آیات پڑھی اُس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کو پسند نہیں کہ کسی کی بری بات کو ظاہر کرنا، یہ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ اِلّا مَن ظلم۔ مگر مظلوم کو اللہ اجازت دیتا ہے کہ بات کو بری سمجھتے ہوئے پھر بھی اُس کو ظاہر کر دے کوئی پرواہ نہیں۔ اِس خداوندی اِجازت کو اپنے سامنے رکھ کے مَیں کچھ گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے مَیں آپ سے اپنی مادری زبان میں بولنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ تاکہ میں ذرا تفصیل و روانی سے۔

جناب اسپیکر: یقین کریں مولوی صاحب! آپ کی اُردو مجھے آدھے ہاؤس سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔

(اس موقع پر معزز اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجائے)

جناب اسپیکر: اور آپ کی اُردو کے الفاظ، جو تلفظ آپ اَدا کرتے ہیں وہ کافی بہتر ہے، مہربانی کر کے National Language میں continue کریں۔

مولوی نور اللہ: میں ایک عذر پیش کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ ہمارے 80% عوام غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ یہ بھی اِسی بجٹ کے حوالے سے کہ وہ تعلیم میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ آج تو ہماری گورنمنٹ جدت کی طرف گئی ہے کہ یہ پی ایس ڈی پی ہمیں تھما دی گئی ہے مجھے اِس چیز کا نام معلوم نہیں جناب! اِس کو کیا کہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): مولانا صاحب! USB کہتے ہیں۔

مولوی نور اللہ: USB خدا کی قسم مجھے اِس کا پتہ نہیں ہے کہ اس کا استعمال کس طریقے سے ہوگا۔ اور یہ کتابیں ہمیں تھما دی گئی ہیں جس کا نام پی ایس ڈی پی ہے۔ یہ پوری انگریزی میں ہے۔ میں انگریزی نہ پڑھ سکتا ہوں نہ مجھے انگریزی کی کوئی معلومات اور تعلیم ہے کہ میں اِس کو تفصیل سے پڑھوں۔ اور پتہ نہیں کہ اِس ملک کا کوئی دستور ہے یا نہیں؟ اگر دستور ہے، ایک دستورِ پاکستان ہے۔ ایک ہے دستورِ مسلمان۔ مسلمان کا دستور تو قرآن الکریم اللہ کتاب ہے۔ اور پاکستان کا دستور آئینِ پاکستان ہے جو سن 73ء میں بنا ہے۔ اِس فلور پر، اِس ایوان میں نہ دستورِ پاکستان نظر آ رہا ہے نہ دستورِ مسلمان نظر آ رہا ہے۔ دستورِ پاکستان میں یہ لکھا ہے کہ ہماری قومی زبان اِس مملکت کی اُردو ہوگی۔ ایسا ہے کہ نہیں؟ قومی زبان ہماری اُردو ہے۔ میں دکھاتا ہوں کہ وہی دستورِ پاکستان یہ ہے جو کہ میرے پاس پڑا ہے۔ اور اُس کا آرٹیکل وغیرہ سب مَیں دکھا سکتا ہوں اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ شروع دن سے لے کر 15 سالوں کے اندر تمام معاملات اُردو میں ہوں گے۔ یہ لازمی ہے۔ اِن 15 سالوں میں انگریزی کی بھی اجازت ہے اِس ضرورت کی بنیاد پر تاکہ یہ نظام اور سسٹم انگریزی سے اردو میں search ہونے میں جو عرصہ لگتا ہے وہ 15 سال۔ لیکن آج پاکستان کے 75 سال مکمل ہو چکے ہیں پھر بھی ہم اپنا بجٹ اپنے محاصل اپنے اخراجات اور اپنے مسائل ہمیں اُردو زبان میں نہیں مل سکے۔ یہاں بیٹھے بلوچ، پشتون ہیں۔ ہمیں بلوچی اور پشتو میں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اُردو بولنی پڑے گی اور ساتھ ہی انگریزی میں نہ جانتے ہوئے بھی آپ کو دیکھنا ہوگا، آپ کو پڑھنا ہوگا، آپ کو معلومات حاصل کرنی ہونگی۔ اُس پر سیر حاصل بحث کرنا ہوگی۔ کیا خدا کے عذاب میں یہ قوم مبتلا ہے کہ دیگر کی زبان، انگریز تو یہاں موجود تھا ہمیں انگریز سے نفرت تھی، اِس وجہ سے یہاں ہمارے اکابرین نے شہادتیں دے کر انگریز کو باہر نکالا۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! میں تھوڑا سا بیچ میں interfere کرنا چاہتا ہوں آپ کو بالکل بولنے کی اجازت ہے لیکن اُس کا ایک طریقہ کار ہے آپ کو فالو کرنا پڑے گا، تب آپ کو اجازت مل سکتی ہے۔ مثال کے طور پر جو speech آپ کرنا چاہتے ہیں آپ کو پہلے ہمارا پاس جمع کرانا ہوگا سیکرٹریٹ میں۔ ہم اُس کی بلوچی زبان میں یا اُردو

زبان میں یا انگلش میں translate کریں گے۔ سب حضرات کے سامنے ٹیبل پر رکھیں گے تا کہ اُن کو پتہ ہو کہ آپ کچھ بول رہے ہیں اِن کو بھی سمجھ آئیں اُس کا ایک طریقہ کار ہے اگر آپ پشتو میں بولنا چاہتے ہیں آپ بیشک ہمیں اپنی speech لکھ کے بھجوائیں ہم اُس کو translate کریں گے رکھیں گے، پھر آپ بیشک بولیں۔

مولوی نوراللہ: ٹھیک ہے طریقہ کار، مگر آج یہ توفی الفور نہیں ہوسکتا آج ہمیں اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں پھر rules کے against ہو جائے گی۔

مولوی نوراللہ: آئندہ کے لیے پھر کرلیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! اگر آپ۔۔۔۔

مولوی نوراللہ: تو جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی please مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: دہ بجٹ حوالہ باندی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! مولانا صاحب کو اجازت دیں وہ اپنی زبان میں بات کریں۔

جناب اسپیکر: سر! میں بولنے کی اجازت دے دیتا ہوں لیکن یہ ہے کہ وہ ریکارڈ کا حصہ پھر نہیں بنے گا۔ یہ پرابلم ہے۔

مولوی نوراللہ: ریکارڈ کا حصہ نہ بنے ہم اپنی پبلک تک اپنا پیغام اور اپنی ذمہ داری پہنچائیں گے کہ ہم نے فلور پر آپ کا حق ادا کرتے ہوئے، آپ سنیں مَیں نے یہی بولا ہے۔

جناب اسپیکر: مَیں ہاؤس سے رائے لے لیتا ہوں کہ اگر وہ یہ promise کریں کہ کوئی اور پھر اپنی مادری زبان میں بولنے کی خواہش نہیں کریگا۔

مولوی نوراللہ: اچھی بات ہوگی کہ ہمارے بلوچ اور قبائلی پٹھان، یہ اجازت، ٹھیک ہے لے لیں۔

جناب اسپیکر: کوئی اور پھر یہ نہیں کہے گا کہ مجھے بھی بولنے دیں۔

میر جہانزیب مینگل: جناب! پھر میں بھی اپنی زبان میں بولنے کا حق رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ بولیں گے؟

میر جہانزیب مینگل: جی جناب! بالکل بولیں گے۔

مولوی نوراللہ: یہ تو اقلیت میں ہے ایک، دو کہہ رہے ہیں۔ کیا میں پشتو میں تقریر کروں؟

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں مولوی صاحب! آپ کو ہاؤس کی رائے نہیں ملے گی۔ مہربانی کر کے آپ اُردو میں جاری رکھیں پلیز۔ نہیں نہیں پھر ریکارڈ میں پرابلم آئیگی۔ مولوی صاحب! اُردو میں جاری رکھیں پلیز۔

مولوی نوراللہ: اگر احتجاج کروں تب بھی اجازت نہیں دو گے؟

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! میں نے کہا کہ مجھے کوئی ایشو نہیں ہے۔

مولوی نوراللہ: پھر بجٹ اجلاس سے واک آؤٹ کرنا کیا مناسب نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: please order in the House

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آپ اگر پشتو میں بولیں گے تو وہ پھر ریکارڈ کا حصہ نہیں بنے گا تو کیا فائدہ۔

مولوی نوراللہ: تو جناب والا۔

جناب اسپیکر: جی جی پلیز مہربانی سمجھ آ گئی مولوی۔

مولوی نوراللہ: بعد میں کچھ جملے تو کہنے دو۔ عرض یہ ہے کہ اِس بجٹ کے حوالے سے حکومتی اتحادی ہونے کے باوجود اور سی ایم صاحب کی شفقت اور تعاون کے باوجود مَیں شدید تحفظات رکھتا ہوں۔ وہ تحفظات غیر معمولی ہیں بلاوجہ نہیں ہیں، کسی کی توہین کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں خونی رشتے پر یقین نہیں رکھتا ہوں۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ بلوچ اور پشتون کا میرے لیے کوئی فرق نہیں ہے۔ سب سے زیادہ جو بے انصافی ہوئی ہے، 37 اضلاع میں، سب سے بڑی بے انصافی شیرانی کے ساتھ ہوئی ہے، ضلع شیرانی۔ اور دوسرے نمبر میں سوراب کے ساتھ ہوئی ہے ایک کا تعلق پٹھان سے ہے اور دوسری کا تعلق بلوچوں سے ہے۔ شیرانی کو 600 سے کچھ above ملین دیئے گئے ہیں ایک پورا ضلع ہے۔ اور سوراب کو 700 ملین کچھ اوپر دیا گیا ہے۔ تفصیلی خاکہ پیش کرتے ہوئے وقت لگے گا۔ وقت کا خیال رکھتے ہوئے میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 21 ممبرز اور ایم پی ایز جو ہمارے 18 اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں، اضلاع اُنکے 18 ہیں اور ایم پی ایز 21 ہیں۔ جن میں قلعہ سیف اللہ بھی شامل ہے۔ اِن کو اِس بجٹ میں ترقیاتی اسکیم جو دیئے گئے ہیں وہ 41 ارب ہیں۔ اور اِس کے مقابل میں 21 ایم پی ایز جن کا 18 اضلاع سے تعلق ہے، اِن کو ایک کھرب 13 ارب روپے کی اسکیمیں دیئے گئے ہیں۔ وہ کون سے اضلاع ہیں، ابھی مَیں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری اسکیم دینے کا ترقیاتی کام کرنے کا کیا ہے۔ وفاق کا مجھے اور آپ کو تو معلوم ہے کہ 82% آبادی کی بنیاد پر دیئے جا رہے ہیں۔ اور 5% ریونیو کی بنیاد پر اور 10.7% غربت کی بنیاد پر اور 2.3 رقبے کی بنیاد پر دیے جا رہے ہیں۔ وفاقی محاصل کا طریقہ کار تو یہ ہے صوبائی حکومت اور ذمہ داروں سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا معیار کیا ہے؟ ضلع کی بنیاد پر دے رہے ہیں کیا؟ غربت کی بنیاد پر دے رہے ہیں کیا؟ ریونیو کی بنیاد پر دے رہے ہیں کیا؟ رقبے کی بنیاد پر دے رہے ہیں کیا؟ کیا بنیاد ہے کہ آپ محاصل کس بنیاد پر تقسیم کر رہے ہیں؟ اگر آبادی کی بنیاد پر ہیں تو یہ بات صحیح ہے کہ کوئٹہ کو 28 ارب روپے دیئے گئے ہیں آبادی یہاں تمام بلوچستان کی اِن 37 اضلاع میں سے سب سے زیادہ آبادی کوئٹہ کی ہے اِس میں شک نہیں ہے۔ مگر یہ پوچھنا چاہتا

ہوں کہ کیا واشک کی بھی اتنی آبادی ہے کہ اِس کو 30 ارب روپے روپے دیئے گئے ہیں۔ مجھے واشک کی آبادی پر کوئی بدنیتی نہیں ہے نہ کسی کا حق مارنا چاہتا ہوں، دبانا چاہتا ہوں، یہ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ مجھے ایک بنیاد بتائیں کہ کس بنیاد پر محاصل تقسیم ہو رہے ہیں؟ میرے ضلع کا، یہ اگر میں نے ثابت نہیں کیا تو پھر جھوٹ ہوگا۔ یہ سارے ہر ضلع کا اگر بتاؤں تو اگر آپ اجازت دیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ ڈیرہ بگٹی کا 8 ارب۔ حب کا ساڑھے آٹھ ارب۔ لورالائی کا 9 ارب۔ کیچ کا 9 ارب۔ چاغی کا 9 ارب۔ پشین کا پونے دس ارب۔ اور کوئٹہ کا ساڑھے 28 ارب۔ واشک کا ساڑھے 30 ارب۔ تو جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مالِ غنیمت ہے؟ کہ فلاں سابق وزیر اعلیٰ ہے اس لیے اس کو دیا گیا ہے، فلاں سابق وزیر اعلیٰ ہے حب میں سابق وزیر اعلیٰ ہے، خضدار میں سابق وزیر اعلیٰ ہے۔۔۔ (مداخلت) ہاں کم دیا ہے پتہ نہیں ہے اِس وزیر اعلیٰ کو کیا ہوا ہے۔ یہاں وزیر خزانہ ہے۔ یہاں کے وزیر منصوبہ بندی ہے۔ یہ تو سی ایم صاحب ہیں۔ بھئی! یہ تو امانت ہے۔ اس میں انصاف کرنا چاہیے۔ سب کو حصہ بقدرِ ضرورت و مشکلات دینا چاہیے۔ ابھی مَیں کیا بتاؤں ایک ارب، ایک کروڑ کی میں نے تقریباً چھ سکیم روڈ کی مجھے دی ہیں، ایک روٹ سے کتنی روڈ بنے گی اور اس کا ایلوکیشن حساب تو 100 پرسنٹ رکھا ہے۔ پچھلے سال ایک تہائی، ایک چوتھائی رکھا تھا۔ وہ ہمارے آفیسر لے گئے کہ یہ تو ہمارا کیا بلا ہے، یہ پیسے جو ہمیں مل رہے ہیں۔ کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ خواہ وہ وزیر اعلیٰ ہو خواہ وہ وزیر خزانہ ہو۔ خواہ وہ وزیر منصوبہ بندی ہو خواہ وہ مولوی نور اللہ ہو خواہ وہ ڈاکٹر مالک ہو۔ یہ قانون ہے کہ دونوں جہنمی ہیں۔ ابھی رشوت ایک قانونی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ایلوکیشن رشوت کی بنیاد پر۔ اتھورائزیشن رشوت کی بنیاد پر۔ ریلیز ز رشوت کی بنیاد پر۔ ہماری بیوروکریسی نوکریاں بیچتی ہے۔ خدا کی قسم آج مجھ پر بھی یہ الزام ہے کہ آپ کے آفیسرز 22 پرسنٹ ہم سے وصول کرتے ہیں، ٹھیکیداروں سے وصول کرتے ہیں۔ آپ کو بھی کچھ دیا ہوگا آپ نے بھی کچھ لیا ہے۔ لیکن میں کلمہ پڑھ کے باوضو ہوتے ہوئے کہ چھ ساڑھے چھ سال میں ممبر رہا ہوں، خدا کی قسم اِس بوتل کی قیمت کے برابر میں نے ایک پائی کسی سے رشوت لی ہے نہ ٹھیکیدار سے نہ ٹھیکے سے نہ آفیسر سے۔ مسلمانی کا خیال رکھتے ہوئے جناب والا! مَیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں اس ایوان کو مقدس کہنا مجھے برا لگتا ہے۔ خدا کی قسم اس ایوان پر یہ آیات جو آویزاں ہیں۔ خدا کی قسم یہی آیات ہمارے لیے تباہی اور بربادی کا سبب بنیں گی ان کو یہاں سے ہٹا دو۔☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) یہ معزز ایوان نہیں ہے۔ یہ مقدس ایوان نہیں ہے۔ یہاں پہ سارے کے سارے☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) جناب والا! مَیں نے اپنے آپ کو بھی شمار کیا ہے بھائی آپ برا نہ مانیں۔ تو جناب والا! میرا ضلع، پاکستان کے 20 اضلاع میں پسماندہ ضلع ہے ایک ہمارا سے قلعہ سیف اللہ ہے۔ رشوت خوروں نے پسماندہ رکھا ہے۔ یہاں سے پی ایس ڈی پی میں بہت سارے بڑے بڑے

☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) لگائے نہیں ہیں۔ عوام آج بھی مشکل میں ہیں۔ ہمارے ضلع کے ساتھ، ابھی 877 سکول مسنگ پوسٹ ہیں۔ 2001ء سے لے کے آج کے دن تک اسکول کی تمام کارگزاری سے گزرتے ہوئے 877 پوسٹیں آچکی ہیں مگر بجٹ بک میں مندرج نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ سے 177 پرائمری سکول بند ہیں۔ اسمبلی کا ریکارڈ ہے سوال کا جواب ہے جو میں نے پہلے سوال جمع کیا تھا اُس کا جواب آیا ہے۔ یہ پروپیگنڈا نہیں ہے یہ ایک حقیقت ہے۔ اسمبلی سے پوچھ سکتے ہیں۔ 2019ء میں بلوچستان کے مختلف اضلاع میں نوکریاں آئی تھیں۔ تمام اضلاح کی نوکریاں اُن پر تقرری ہوئی لیکن قلعہ سیف اللہ رہ گیا۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: آپ بات کریں مولوی صاحب! آواز آرہی ہے آپ کی۔

مولوی نوراللہ: تو جناب والا! ہمارا بادینی بارڈر انتہائی اہم بارڈر ہے۔ اُس کے تین پروجیکٹس ہیں۔ پیکج ہے۔ اور تین ارب کی ایک روڈ ہے۔ یہ 76 کلومیٹر ہے۔ اس سال اسکے لیے 226 ایلوکیشن رکھا ہے تینوں میں سے ایک اسٹارٹ ہوگا اگر سارے پیسے دیے جائیں اور تینوں سٹارٹ نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ تو سی ایم صاحب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ میں یاد دلانے کی غرض سے بتا دینا چاہتا ہوں۔ اور اسی طرح ہمارے پشتون بیلٹ کے 11 اضلاع اِن کو صرف 37 ارب روپے دیے گئے ہیں۔ چمن سے لے کے کٹاوڈبری تک۔ اِس حوالے سے ہمارے پشتون بیلٹ کے 11 اضلاع احساسِ محرومی کے شکار ہیں۔ ہماری ریاست کی سردمہری سے اور عوام کے مسائل پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے، مَیں نہ TTP ہوں نہ BLA ہوں۔ لیکن آج ہمارا یہ ریاستی ادارہ یہ اس کا طریقہ کار وہ اس طرف لوگوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ وہاں بھی کوئی دہشتگرد تنظیم بنے اور ریاست سے بغاوت کرے۔ ہمیں یہ پسند نہیں ہے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے ہمیں اس کا امن عزیز ہے۔ جان سے بھی عزیز ہے۔ ہم پاکستان کے وفادار ہیں۔ لیکن یہ ریاستی طرزِ عمل اسکا عکاس ہے کہ ابھی تو BLA بنی ہے شاید خدا نہ کرے کہ لوگ BLA نہ بنائیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس PSDP کے حوالے سے شاید اس آواز کے مقابلے میں اربابِ اختیار و اقتدار برا مانتے ہوئے ہمارا یہ PSDP جو اسکیم اس میں آچکی اس کو بھی تباہ و برباد کریں، ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ رزق دینے والا اللہ ہے ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور وہی روزی دے گا۔ مگر یہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ ایک مثال میں دینا چاہتا ہوں۔ ایک چچا اور اس کا ایک چھوٹا بھتیجا ساتھ تھے، کسی سے دہی مانگ کے، جب گھر والوں نے اُس کو بھیک میں دہی دیا تو چچا نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے بھتیجے سے کہنے لگا، وہ تو بچہ تھا، نہیں جان رہا تھا کہ 20 گھونٹ مَیں پی لیتا ہوں اور 20 گھونٹ آپ پی لیں، کیسے بچے؟ اُس لڑکے نے بولا کہ ٹھیک ہے۔ اُس نے بولا کہ مَیں تو بڑا ہوں پہلے مَیں پی لیتا ہوں۔ لڑکے نے کہا کہ ٹھیک ہے چچا آپ پی لیں۔ اُس نے 19 گھونٹ میں پوری تھالی کو صاف کر دیا زمین پر رکھ دیا تو بھتیجا رونے لگا کہ بھئی ہمارے لیے تو کچھ نہیں بچا۔ اُس

نے بولا کہ روؤ مت میرا ابھی تو ایک گھونٹ رہ گیا ہے مَیں نے تو پورے نہیں کئے ہیں۔ ابھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامل بنا کے کسی علاقے میں بھیج دیا۔ اُنہوں نے عشر وصدقہ کے جتنے پیسے جمع کیے تھے، ایک تھوڑا سا الگ ہیرا وہ اپنے ہمراہ لایا۔ ہیرا جو مانگتا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ وہ ہیرا اپنے سامنے ساتھ رکھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ ابوہریرہ یہ اپنے ساتھ جو رکھا ہے یہ ہیرا، یہ چھوٹا سا یہ کس کا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگوں نے مجھے تحفے میں دیا ہے۔ وہ عامل کی حیثیت سے نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو یہاں جمع کرو، جاؤ فلاں کے بیٹے آپ عامل بنے بغیر آپ چلے جائیں پھر لوگ آپ کو تحفے میں دیں۔ تو ہمارے یہ تحفے گورنر صاحب کو دو ارب، فلاں سابق وزیر اعلیٰ صاحب کو دو ارب اور لوگوں کو۔ مَیں تو خیال نہیں رکھتا ہوں۔ میرا بجٹ، بلوچستان کا بجٹ، نہ بلوچستان کے غریب بلوچ کے لیے کچھ اس میں ہے، نہ غریب پشتون کے لیے اس میں کچھ ہے۔ یہ سرمایہ داروں کا بجٹ ہے یہ بیوروکریسی کا بجٹ ہے یہ جرنیلوں کا بجٹ ہے یہ فوجیوں کا بجٹ ہے۔ یہ ہم کہہ سکتے ہیں یہ قطعاً اس پر PSDP نام رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ دو تین باتیں میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے حلقے والے ہمیں تنگ کر رہے ہیں کہ دے دو سکیم، دے دو اسکول، دے دو بی ایچ یو، دے دو سڑک، دے دو واٹر سپلائی۔ اِن کو مَیں کہاں سے دے دوں؟ (پشتو، ترجمہ) مَیں پشتونوں سے کو یہ کہتا ہوں کہ ہمیں انصاف نہیں ملا۔ یہاں مسلط قوت وہ اکثریت بلوچوں کی ہے۔ ہمارے ساتھ غریب بلوچوں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ ہمارے ساتھ غریب مزدور بلوچوں نے ظم نہیں کیا ہے۔ ہمارے ساتھ اُن بلوچ نے ظلم کیا ہے جنہوں نے اپنے غریب بلوچوں پر ظلم کیا ہے پھر ہم پر ظلم کیا ہے یہ زیادتی ہے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب اسپیکر: ok مولوی صاحب thank you! ۔ میر سلیم احمد کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (صوبائی وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ 2025-26ء کے بجٹ سیشن میں ہمارے کافی دوستوں نے کافی ایشوز پر بہت ساری باتیں کی ہیں۔ بجٹ پر آنے سے پہلے میں ایک آج ضرور گزارشات کرنا چاہوں گا۔ جس طرح ہمارے معزز اراکین نے بہت ساری باتیں کی ہیں۔ یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ فلاں صاحب کو، فلاں صاحب کو اِتنا بجٹ دیا گیا تو یہ بڑا غیر مناسب ہے کہ کسی صاحب کو نہیں بلکہ اِس صوبے کے عوام کے لیے دیا گیا ہے۔ چاہے وہ اپوزیشن کے حلقوں میں، یہ پہلی دفعہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن کے حلقوں کو شاید ٹریژری سے زیادہ پیسے ملے ہیں بہت اچھی بات ہے۔ صرف واشک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسے اضلاع ہیں اور بھی ایسے حلقے ہیں، جہاں کافی پیسے گئے ہیں۔ اگر ان پیسوں سے اُن کی محرومیاں اُن کی غربت کم ہوتی ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہوسکتی ہے۔ اور یہ بھی اس گورنمنٹ کو کریڈٹ جانا چاہیے کہ اس نے

اپوزیشن اور ٹریژری بینچز کو نہیں دیکھا، یہاں جتنے بھی ہمارے معزز اراکین بیٹھے ہیں، یہ 65 کا ہاؤس نہیں ہے، یہ پورے بلوچستان کی نمائندگی ہے۔ پورے بلوچستان کے عوام کے لوگوں کی نمائندگی ہے۔ اور پورے عوام آپ یہ سمجھیں کہ اس چھوٹے سے ایوان میں سمایا ہوا ہے۔ اور اُن سب کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ اُن کے لیے لڑا جا رہا ہے، جھگڑا جا رہا ہے، بہت ہی خوبصورت انداز ہے۔ اِس دفعہ جو اِس اپوزیشن کا جو ایک کردار رہا ہے یہ بھی بڑا خوبصورت ہے کہ کیونکہ جب بھی اپوزیشن کسی حوالے سے تنقید کرتی ہے ہم نے دیکھا ہے کہ تنقید برائے تنقید بہت ہی کم رہی ہے۔ تنقید برائے تعمیر رہی ہے۔ جس سے ہمیں سیکھنے کو بہت ساری چیزیں ملتی ہیں۔ جب تک اپوزیشن ہمارے کسی بھی معاملے میں کسی بھی چیز کے حوالے سے اگر تنقید نہیں کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طرح سے اپنے ڈیپارٹمنٹس کے حوالے سے یا اس صوبے کے حوالے سے بہتری نہیں لا سکتے ہیں۔ تو یہ بہت بہتر انداز سے اس دفعہ ایک ذمہ داری کے ساتھ ہر کوئی اپنا رول ادا کر رہا ہے۔ یہ بڑی ایک خوبصورت اور بہترین ہے۔ اس سے ہی بدلاؤ اس صوبے کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں آنے والے وقتوں میں نظر آئے گی۔ ظاہر سی بات ہے کہ جو گزشتہ بجٹ ہے اس میں اس صوبائی گورنمنٹ اور خاص طور پہ میں وزیر اعلیٰ کو یہ کریڈٹ دینا چاہوں گا انہوں نے دن رات کی کوشش کی جو صوبے میں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے پیسے آئے ہوئے۔ تو proper ان کی جو implementation ہے، وہ ہو۔ تو یہ بھی کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ 95 پرسنٹ سے زیادہ اس دفعہ الحمدللہ پیسے خرچ کیے گئے ہیں۔ پہلے ہمیشہ یہ الزام لگتا رہا، اِسی بلوچستان کے اوپر کہ جی یہ پیسے اپنے واپس کر دیتے ہیں، lapse کر دیتے ہیں۔ تو الحمدللہ یہ ایک بڑا اچھا ایک good-sign ہے حالانکہ اس پورے سال میں ہم نے دیکھا ایک دہشتگردی کا بھی بڑا چیلنج اس صوبے کو رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بڑی ہی ذمہ داری تھی بڑی کوشش سب کی اس میں contribution شامل ہے سب کی کوششیں شامل ہیں۔ اِن میں مَیں ٹریژی بینچز کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں کہ اُن کا بھی بڑا contribution رہا پازیٹیو کنٹرولیشن رہا ہر حوالے سے تب جا کر یہ چیزیں کامیابی کی طرف گئی ہیں۔ تو آنے والا جو بجٹ جب پیش کیا گیا سب سے پہلے تو میں اپنے فنانس منسٹر شعیب نوشیروانی اور ان کی پوری ٹیم کو، عمران زرکون صاحب ہیں اُن کے سیکرٹری، اسی طرح اے سی ایس ہیں لیکن سب سے بڑا رول میں سمجھتا ہوں کہ سی ایم سیکرٹریٹ کا سی ایم صاحب کا اپنا اور سی ایم صاحب کے اسٹاف کا دن رات انہوں نے بیٹھ کر ایک بڑ خوبصورت اور بہترین قسم کا بجٹ بنایا۔ اور ہمیشہ پی اینڈ ڈی پر یہ الزام لگتا رہا کہ جی کچھ باہر سے ہمیشہ وہ اسکیمات اس پی ایس ڈی پی میں انکلیوڈ کیے جاتے ہیں کچھ کمیشن دے کر کچھ اس طرح کی باتیں، ہمیشہ جب بھی بجٹ آیا تو یہ چلتا رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صداقت بھی رہی ہے اس طرح کا ماحول بھی صوبے کے اندر رہا۔ لیکن الحمدللہ ہماری گورنمنٹ نے ہمارے پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب نے، اے سی ایس صاحب نے اور اسی طرح ہمارے فنانس منسٹر اور ان

کے سیکرٹری اور سب سے بڑا رول پھر وہی میں کہوں گا کہ سی ایم صاحب کا جو دن رات انہوں نے اس کو فوکس کیا، دیکھا کہ یہ بے قاعدگیاں نہ ہوں اس طرح نہ ہو کہ کوئی کمیشن خور آ کر اپنا کسی کو کمیشن دے کر کوئی دائیں بائیں کوئی fudge قسم کی اسکیمات ڈالی جائیں تو الحمدللہ اس دفعہ اس پی ایچ ڈی پی میں اس قسم کی کوئی بھی بے قاعدگی آپ کو نہیں ملے گی یہ بھی ایک بہت بڑا positive sign ہے اور بہت بڑا میں سمجھتا ہوں کہ کامیابی ہے کیونکہ ان چیزوں کو روکنے کے لیے بھی بڑی محنت کی ضرورت ہے جناب سپیکر صاحب! تو یہ محنت کی گئی ہے تو بہت ساری چیزیں ہیں گڈ گورننس کے حوالے سے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمارے اپوزیشن کے دوست جو باتیں کرتے ہیں جو الزامات لگاتے ہیں اس پہ کوئی دورائے نہیں ہیں یہ چیزیں موجود ہیں۔ لیکن یہ سب چیزیں over-night نہ خراب ہوئی ہیں نہ over-night ٹھیک ہوں گی اس کو خراب ہونے میں بھی ایک بڑا عرصہ لگا ایک تسلسل کے ساتھ یہ چیزیں ہوتی رہی ہیں، ہوتی گئیں، کوئی اس طرح توجہ نہیں دی گئی کسی نے کوئی میکنزم نہیں بنایا۔ تو چیزیں ٹائم کے ساتھ خراب ہوتی چلی گئیں۔ لیکن الحمدللہ ہماری گورنمنٹ نے آ کر میں نے وہی بات کی کہ over night ٹھیک بھی نہیں کی جاسکتی ہیں لیکن نیک نیتی ہو اور ڈائریکشن آپ کا ٹھیک ہو تو انشاءاللہ تعالی آنے والے وقت میں آپ دیکھیں گے ان چیزوں پہ بھی کنٹرول ہوگا ان چیزوں نے ان چیزوں پہ ہم نے فوکس کیا ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں جب تک یہ چیزیں کنٹرول نہیں ہوگی جو اس صوبے کے اندر ایک گڈ گورننس کی جو ایک بات کی جاتی ہے وہ کبھی بھی ٹھیک نہیں ہوگی اس کے لیے ہمیں محنت کرنا پڑے گی اور اس کے علاوہ ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اس صوبے کو آگے لے جانے کے لیے کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ تو ہمارے سی ایم صاحب دن رات بیٹھ کر محنت کر رہے ہیں تو ظاہر ہے تھوڑا سا اس گورنمنٹ کو وقت دیں۔ ابھی ایک سال بھی ہوا ہے میں نے پہلے یہ جو پچھلا پورا سال گزرا ساتھ ساتھ اور دہشتگردی بھی اس صوبے میں چلتی رہی اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے چیلنجز، ساتھ ساتھ یہ ڈویلپمنٹ بھی اللہ کی مہربانی سے دن رات محنت سے ہم نے اس نتیجے تک پہنچایا۔ تو یہ جو آنے والا سال ہے اس میں آپ کافی بہتری دیکھیں گے۔ امن وامان کے حوالے سے بھی بہتری دیکھیں گے انشاءاللہ وتعالیٰ اور ڈویلپمنٹ کی بھی جو چیزیں ہیں ان کو بھی آپ ٹھیک ہوتے ہوئے دیکھیں گے جہاں تک ڈیپارٹمنٹس کی بات ہے ان کو بھی اِسٹریم لائن کرنے کی ضرورت ہے سی ایم صاحب کے ساتھ ہماری دو تین اس حوالے سے sitting ہوئی ہے پی اینڈ ڈی منسٹر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں یہاں جو سب سے بڑا ایک ایشو میں سمجھتا ہوں جو گڈ گورننس کے حوالے سے جو ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹس میں پراپر طریقے سے کوآرڈینیشن نہ ہونا۔ اور یہاں ہم نے دیکھا کہ پچھلے ادوار سے، یہاں کچھ پروجیکٹس اس طرح کے چلے جن کے PD لگائے گئے وہ بغیر کسی، جو طریقہ کار ہے اس کو adopt کیے بغیر لگائے گئے تو ان کی وجہ سے بہت ساری چیزیں یا ڈویلپمنٹ کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے بڑا suffer کیا ان کو

ٹھیک کرنے کے لیے ان PDs کے حوالے سے ہمیں ہم revisit کر رہے ہیں ہم نے ایک سمری بھی initiate کیا ہے سی ایم صاحب کی طرف بھیج رہے ہیں تو ان سب کو اسٹریم لائن کیا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالی آنے والے وقتوں میں آنے والے دنوں میں آپ دیکھیں گے تو بہت ساری چیزیں انشاء اللہ تعالی آپ کو ٹھیک ہوتے ہوئے نظر آئیں گی۔ جہاں تک میں اپنے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کی بات کروں تو ہم نے اس میں بھی بہت سارے ریفارمز لانے کی کوشش کی۔ آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! اسی صوبے کے اور اس جو ہم آج اس شہر میں بیٹھے ہوئے ہیں، جو ٹریفک کا ایک بہت بڑا ایشو ہے جو ایک بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ 2020ء، یہ 2021ء اور 2022ء میں جو پروجیکٹس شروع کیے گئے تھے وہ سارے stop تھے وہ چل نہیں رہے تھے ہماری گورنمنٹ نے آتے ہی اس پہ اسٹینڈ لیا ہم نے انہی کنٹریکٹرز کو پش کیا ان پہ سختی کی ان میں بہت سارے ہمارے پروجیکٹس ہیں جو الحمدللہ کچھ تو کمپلیٹ ہو گئے ہیں اور کچھ آنے والے دنوں میں انشاء اللہ تعالی کمپلیٹ بھی ہوں گے جس میں میں خاص طور پہ گاہی خان چوک کا ذکر کروں گا کسٹم کا جو فلائی اوور ہے یہ دونوں فلائی اوور ہیں جو بالکل ان پہ کام رکا ہوا تھا ہماری گورنمنٹ کے آنے کے بعد خاص طور پہ سی ایم صاحب نے اس میں کئی میٹنگز کیے اور ان کے ڈائریکشنز اور ان کے انسٹرکشنز کے مطابق ہم نے بار بار وزٹ کیا۔ اور الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ گائی خان چوک اگلے ایک ڈیڑھ مہینے میں کمپلیٹ ہو جائے گا۔ اسی طرح اور بہت سارے جو اس شہر کے جو روڈز تھے جہاں پر ایشوز تھے جو کمپلیٹ نہیں ہو رہے تھے وہ بھی کمپلیٹ ہونے کو ہیں۔ ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جناب اسپیکر صاحب! بہت سارے کچھ اس طرح کے کنٹریکٹرز تھے جو انہوں نے مختلف جگہوں پر اسکیمات، پروجیکٹس تو اٹھائے تھے لیکن کام نہیں کر رہے تھے پہلی دفعہ میں سمجھتا ہوں کہ سی این ڈبلیو کی ہسٹری میں ہم نے کوئی 35 کے قریب جو مختلف ہیں، ان کو ہم بلیک لسٹ کیا اس کا ہمیں بڑا فائدہ ہوا اس سے جو باقی لوگ تھے انہوں نے اپنے کاموں کو دوبارہ اسٹریم لائن کیا اور اپنے پروجیکٹس کو دوبارہ سٹارٹ کیا اور میں نے جس طرح کہا کہ کوئٹہ شہر ہو یا کوئٹہ شہر سے باہر ہمارے جو بہت سارے پروجیکٹس تھے جو بند تھے وہ انشاء اللہ تعالی اگلے دو چار مہینے میں ہم کمپلیٹ کرنے جا رہے ہیں تو یہ سب سے بڑی ایک ذمہ داری کا جو کام تھا، جو اصل ہمارا جو فوکس تھا وہ اِنہی چیزوں پر تھا تا کہ لوگوں کو آسانیاں ہوں۔ لوگوں کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اس طرح بہت سارے پروجیکٹس خاص طور پہ میں ضرور یہاں بتانا چاہوں گا ہمارے سارے ذمہ دار دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ کافی ہمارے ایسے پروجیکٹس تھے جو کام نہیں ہو رہے تھے۔ کافی عرصے سے بند تھے۔ جو stuck تھے بالکل۔ اُس میں تربت، مند روڈ تھا، پنجگور تھا، گیچک، آواران روڈ، ناگ، درگئی، شبوزئی، تونسہ روڈ، تلی، چمالنگ، کوہلو، بارکھان، رکنی اور بہت سارے ایسے روڈز تھے جو بالکل ان پر کام نہیں ہو رہا تھا انشاء اللہ تعالی آنے والے دنوں میں دوبارہ ہم کام سٹارٹ کر رہے ہیں تا کہ بلوچستان کا جو روڈ انفراسٹرکچر ہے اس کو ہم ٹھیک کر لیتے ہیں۔ سی ایم صاحب اپنے

وائنڈ اَپ اسپیچ میں اس پہ مزید روشنی ڈالیں گے۔ میں ضرور اپنے اس ایوان کو اور بلوچستان کے اپنے جو عوام میں اپنے دوستوں کو ضرور یہ بتانا چاہوں گا کہ کسی بھی صوبے کی ترقی میں روڈز انفراسٹرکچر کا ایک بہت بڑا رول ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں جو اتنے بڑے billions آپ دیکھ رہے ہیں کمیونیکیشن میں تو یہ مختلف ایم پی ایز کی اپنی اسکیمات ہیں۔ اُن کے حلقوں کی اسکیمات ہیں۔ اُن کے حلقوں کی ریکوائرمنٹس کے مطابق ان کی جو اسکیمات ہیں۔ جو ہمارے مین ہیں جن پر بہت عرصے سے اُن پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ باقی صوبے، چاہے وہ پنجاب ہو، چاہے وہ سندھ ہو، چاہے وہ KP ہو۔ انہوں نے ہمیشہ لون لیے ہیں۔ ایشیئن بنک سے loan لے کر اُنھوں نے اپنے پروجیکٹس کو start کیا اور اپنے انفراسٹرکچر کو ٹھیک کیا تو اِس دفعہ ہماری بھی یہ کوشش ہو گی کہ ہم اِس ڈیزائن پر جائیں اور اِس کے لیے الحمدللہ ہم نے ایک ٹینڈر بھی کیا ہے اُس میں کنسلٹنٹس ہیں open tender کیا ہے کہ اچھے لوگ آ جائیں اور ایک اچھا ہمیں اِس پر کام کر کے دے دیں، ایک working کر کے دے دیں تا کہ ہمارے پاس پورا ایک mechanism آ جائے ایک سمری آ جائے تو اُس کے بعد ہم اِنشاء اللہ تعالیٰ ADB میں جائیں گے اور بلوچستان کے، کیونکہ اِس PSDP میں اگر بلوچستان کے روڈ انفراسٹرکچر کو ٹھیک کرنے جائیں گے تو اِس میں کئی صدیاں لگیں گی کیونکہ ہر کسی کی اپنی اپنی priorities ہیں جو پیسے کے ہمارے محدود وسائل ہیں اُس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اِس کو ٹھیک ہونے میں بڑا ٹائم لگے گا لیکن ہم اِس ڈیزائن کی طرف جا کر اِنشاء اللہ تعالیٰ بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر لانے کی کوشش کریں گے تا کہ یہاں ایک بزنس کا لوگوں کے فروٹس کا لوگوں کی بہت ساری چیزوں کا دارومدار اِنہی روڈوں پر ہے اگر یہ روڈ انفراسٹرکچر ہمارے بہتر ہوں تو آپ دیکھیں کے بہت ساری چیزیں آگے جائیں گی۔ ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں پہلی دفعہ بڑے عرصے کے بعد بہت بڑے عرصے کے promotions نہیں ہو رہے تھے کوئی ڈھائی سو کے قریب ہم نے promotions کیئے ہیں اہلکاروں کے اور 59 کے قریب جناب اسپیکر صاحب! ہم نے propmotion کیئے ہیں officers کے تا کہ ڈیپارٹمنٹ strengthen ہو اور بہتر طریقے سے آگے جا سکے۔ بہت ساری چیزیں اِنشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں آپ دیکھیں گے صوبے میں ہوتا ہوا نظر آئے گا آپ کو۔ ہمارا ایک E&M ایک ڈیپارٹمنٹ تھا جو بالکل غیر فعال تھا، مَیں سی ایم صاحب کا شکر گزار ہوں ہم نے صاحب سے کہا ہے کہ بہتریں ہمارے پاس موجود ہے آپ اپنیا نفراسٹرکچر کو ٹھیک سکتے ہیں تو سی ایم صاحب نے اُس کے لیے ہمیں تقریباً کوئی 200 million کے قریب phase-I میں پیسے دیئے ہیں۔ اور 220 million کے قریب Phase-II میں دیئے ہیں جو اِس شہر میں آپ کو بہت ساری جگھوں پر جو روڈ نظر آ رہے ہیں کیونکہ MPAs کی تو priority ہمیشہ اپنے حلقوں میں اپنی چھوٹی چھوٹی جگھوں پر ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی جو اُن کی جو streets ہوتی ہیں اپنے حلقے کی وہ شاہراہیں ہوتی ہیں جس طرح جو

city کے اندر بھی کافی جو شہر تھے جو مَیں کہوں اگر لیاقت بازار ہے سورج گنج بازار ہے عبدالستار روڈ ہے یہ ساری روڈ جو ہیں نہ E&M سے ہم نے اِس دفعہ بنوائے ہیں۔ آپ کی یونیورسٹی کے طرف روڈ آپ کے شہباز ٹاؤن بہت سارے روڈ الحمدللہ کافی اور بہترین کام ہوا اور اِس کو ہم مزید strengthen کرنے جارہے ہیں۔ تو یہ وہ سب چیزیں ہیں جو اِنشاءاللہ تعالیٰ اِس صوبے کی ترقی میں ایک بہت بڑا رول ہوگا ایک بہت اِنشاءاللہ تعالیٰ ہم اِس صوبے کو آگے لے جانا چاہتا ہے ایک نیک نیتی کے ساتھ ایک بہتر انداز کے ساتھ لیکن پہلے بھی مَیں نے کہا کیونکہ اِس گورنمنٹ کا ایک سال گزرا ہے ہمیں وقت ضرور ملنا چاہیے اُس وقت کے بعد پھر فیصلہ ہو کہ اِس حکومت نے کیا deliver کیا، کیا deliver نہیں کیا۔ تو اِن سب چیزوں کے لیے وقت بہت اہم چیز ہے اور جس ذمہ داری کے ساتھ مَیں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر نے جس طرح focus کیا حالانکہ کے بہت سارے challenges ہیں جس طرح میں نے کہا law & order کے challanges اور بہت سارے اور جس طرح گورنمنٹ کے حوالے سے جس طرح صوبے کو آگے لے جایا گیا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ تاریخ میں اس سے پہلے کبھی بھی اِس کی مثال نہیں ملے گی اِسی طرح ہمارا نصیر آباد ڈویژن کے حوالے سے مَیں ضرور یہ بات کرنا چاہوں گا ہمارا ایک پروجیکٹ وہ حیر دین ڈرینج ہے۔ جناب اسپیکر! کئی عرصے سے ہم نے کوشش کی کہ اِس کے لیے فنڈ مختص کریں وہ لیکن نہیں ہو سکے مَیں شکر گزار ہوں چیف منسٹر کا اُنہوں نے اِس کی نزاکت کو سمجھا اِس مسئلے کو سمجھا اِس دفعہ پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں حیر دین ڈرینج کے لیے اور اِس کی remodeling کے بعد بننے کے بعد جو flood آتے ہیں جو flood نے ہمارے اِس ایگریکلچر سسٹم کو جتنا نقصان پہنچایا جناب اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں کہ اتنا نقصان کسی چیز نے نہیں پہنچایا ہے۔ 2010، 2012 ہو 2022 ہو اِس سیلاب نے پورے علاقے کا انفراسٹرکچر پوری شکل کو بگاڑ کر رکھ دیا تو یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اِنشاءاللہ تعالیٰ اِس صوبے کی ترقی میں ایک بہت بڑی جو ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ بہتری آئے گی اور مَیں سی ایم صاحب کا اِس حوالے سے بھی شکر گزار ہوں جو ہمارا صحبت پور ہے اُس کو ہم اپنی موٹروے کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: کھوسہ صاحب! اگر مَیں آپ سے چھوٹی سی گزارش کروں کہ مختصر کریں، کافی بڑی لمبی لسٹ ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں بس دومنٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں لیکن ظاہر سی بات جو چیزیں چل رہی ہیں جو ہو رہی ہیں وہ عوام کے سامنے یہ positive چیزیں ہیں جس سے اِس صوبے میں بہتری آرہی ہے، نہ کہ صحبت پور بلکہ پورا نصیر آباد ڈویژن آپ موٹروے کے ساتھ connect ہو جائیں گے۔ تو اُس کے لیے بھی کام کیا جارہا ہے حالانکہ کہ ہم نے بڑی کوشش کی کافی دوستوں نے یہاں تھوڑی سی شکوہ شکایت کہ وفاق کے پروجیکٹس کے حوالے سے، مَیں سمجھتا ہوں کہ وفاق کے پروجیکٹس جو بھی اِس دفعہ آئے ہیں وہ ضرور میرٹ پر آئے ہوں گے اُن علاقوں

کی بہتری کے لیے آئے ہوں گے، حالانکہ مَیں نے بھی کوشش کی حالانکہ اِحسن اقبال صاحب convince تھے کہ یہ روڈ include کریں گے وفاقی PSDP میں لیکن نہیں کیا، تو اِس کا یہ کبھی بھی نہیں ہے کہ مَیں کہوں کہ جی دوسرے اگر دوسرے ڈسٹرکٹ کا آ گیا تو میرے ڈسٹرکٹ کو نہیں دیا گیا سارا بلوچستان ہمارا ہے، اگر آج نہیں دیا تو اگلے سال اِنشاءاللہ تعالیٰ آ جائے گا۔ مَیں اِس کے ساتھ ساتھ یہ ضرور کہوں گا کہ یہاں سارے ہمارے سینئر دوست بیٹھے ہوئے ہیں وفاق کی فنڈنگ کے حوالے سے issues تو ہیں problems تو موجود ہیں، مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر سارے بیٹھ کر ایک page پر آ جاتے ہیں اِس حوالے سے کیونکہ بہت سارے ہمارے پروجیکٹس پرانے چل رہے ہیں وفاق کے allocation کا بڑا problem ہے وہ complete نہیں وہ رہے ہیں بلکہ ہم اگلے سال اگر یہ طے کر لیں کہ ہمیں نئے پروجیکٹس وفاق سے نہیں چاہیے بلوچستان کے جو پرانے پروجیکٹس وفاق سے چل رہے ہیں وہ complete ہو جائیں تو یہ بھی بہت بڑی achievement ہو گی۔ ایک آدھ سال اگر ہم نئے پروجیکٹس نہیں لیتے ہیں تو مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوئی بڑا نقصان ہو جائے گا۔ لیکن جو پرانے ہمارے پروجیکٹس جو suffer کر رہے ہیں جو اہم نوعیت کے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اُن میں ہمارے treasury benches والے بھی اپوزیشن benches والے بھی بیٹھ کر اگر سی ایم صاحب اگر اِس چیز کو مناسب سمجھتے ہیں تو وفاق کے ساتھ بیٹھ کر ایک commitment کر لیں کہ ہم نئے پروجیکٹس پر نہیں جاتے ہیں ہمارے پرانے پروجیکٹس کے لیے atleast ہمیں allocation 100% دیں تا کہ ہم اِس کو complete کر کے اِس chapter کو close کر دیں، اُس کے بعد پھر اِنشاءاللہ تعالیٰ یہاں دوسرے بھی پروجیکٹس بھی آتے رہیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا اِنشاءاللہ تعالیٰ۔ بہر حال آخر میں مَیں پھر جناب اسپیکر صاحب! باتیں تو بہت کرنے کے لیے اِس بجٹ کے حوالے سے اِس صوبے کے حوالے سے میں ایک بات ضرور کہوں گا جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے جو حالات بنے ہوئے ہیں جو law & order کی situation بنی ہوئی ہے جو ہمارے نوجوان خاص طور پر کچھ ڈویژنز کے نالاں ہیں وہاں کی جو بھی لیڈرشپ ہے مَیں اُن سے یہ request کروں گا کہ اپنے نوجوانوں کو اُمید hope دلائیں، یہ صوبہ اُن کا ہے آج ہم بیٹھے ہیں کل اُنہوں نے ان ایوانوں میں آ کر بیٹھنا ہے کسی نے سیاستدان بننا ہے اِنہی علاقوں سے کسی نے چیف منسٹر بننا ہے کسی نے بیوروکریسی میں جا کر AC, DC, SP, DSP, DIG,IG کمشنر اِنہی نوجوانوں نے بننا ہے یہ صوبہ اِنہی کا ہے تو ہم اپنی چھوٹی سی سیاست کی خاطر اگر مایوسی کی بات کریں گے بڑا یہ غیر مناسب ہو گا، میرے لیے بڑے ہی یہ محترم ہیں بار بار یہاں بات کی جاتی ہے الیکشن کے حوالے سے اگر مَیں یہ گزارش کروں دو چار کون سے حلقے ہیں جہاں اِس طرح ہوا overall بلوچستان کو آپ اِس پیمانے کے اندر جوڑتے ہیں کہ جی یہاں الیکشن ٹھیک اور بہتر نہیں ہوئے، یہاں بہت سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سب نے کہا

چیف منسٹر نے کہا کئی لوگوں نے کہا، ایک دہائی سے بیٹھے ہوئے ہیں آج سے نہیں کئی عرصے سے بیٹھے ہوئے ہیں مجھے یہاں مَیں چوتھی دفعہ آ رہا ہوں اُس سے پہلے میرے ہی خاندان سے میرے چچا تھے اُن سے پہلے میرے چچا تھے اِسی طرح ہم اِس طرح نہیں آئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ووٹ لینا کوئی آسان کام نہیں ہے یہ خدمت کے عوض آپ کو وہاں سے آپ کے عوام آپ کو بھیجتی ہے۔ ووٹ لینا مَیں سمجھتا ہوں سب سے بڑا مشکل کام ہے وہ بھی آج کے دور میں اِس سوشل میڈیا کے دور میں آپ ووٹ لے کر اِس ایوان تک پہنچتے ہیں کوئی آسان کام نہیں ہے یہ ہمیں پتہ ہے ہم کس طرح پہنچتے ہیں کس طرح آتے ہیں تو اُس مینڈیٹ کی عزت کی جائے اُس کو اِس طرح مطلب کے پورے پاکستان کے سامنے ہم بار بار اِس طرح کی بات کرتے ہیں تو لوگ کیا سمجھیں گے لوگ اِس کو بڑا ہی wrong way میں لے رہے ہیں اِس طرح نہیں ہے، شاید ہو سکتا ہے دو چار حلقے اِس طرح ہوں جو بھی اِس طرح کے حلقے ہیں اُن حلقوں کے اگر نام لے لیں تو بہتر ہے کہ فلاں فلاں حلقے ہیں تو اُن حلقوں کے نمائندے خود کھڑے ہو کر اُس کا جواب دیں گے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ سارے کیسز کورٹ میں چل رہے ہیں کورٹ نے decide کرنا ہے نہ کہ ہم نے یہاں اِس ایوان میں decide کرنا ہے نہ باہر ہم نے کسی چوک پر decide کرنا ہے اس کا اپنا ایک طریقہ کار ہے اُس کو adopt کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہے بلوچستان کو بار بار اِس طرح کی بات کر کے لوگوں کے ذہنوں میں ڈالا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ پتہ نہیں بلوچستان میں کوئی حشر نشر بنا ہوا ہے، اِس طرح نہیں ہے ایسا نہیں ہے ایسا بالکل نہیں ہے بلوچستان الحمدللہ law and order کی جو situation اِتنی بُری نہیں ہے جس طرح پیش کیا جاتا ہے ضرور ہے، کوئی اِس میں دو رائے نہیں ہے۔ چیزیں ٹھیک نہیں ہیں، اِس میں بھی دو رائے نہیں ہے۔ اِس طرح بھی نہیں ہے کہ خُدانخواستہ میں اور آپ اپنے گھر سے بھی نہیں نکل سکتے مَیں اور آپ اِن شہروں پہ سفر بھی نہیں کر سکتے تو چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے ذمہ داری کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے، ٹھیک کیا بھی جا رہا ہے تو تھوڑی سی میرے خیال میں سارے senior politician یہاں موجود ہیں دہائیوں سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کا بڑا contribution ہے تو تھوڑا سا اُس ذمہ داری کو بھی دیکھیں میری یہ گزارش ہوگی کہ بلوچستان کو مہربانی کر کے بہت ہم نے ایک دوسرے کی کھینچا تانی میں اس نقصان، ultimately بلوچستان کا ہی ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: thank you

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: مَیں آخری دو باتیں کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ الحمدللہ جو سب سے بہتر جو دو departments جو آتے ہی چیف منسٹر صاحب نے ایمرجنسی لگائی ایک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اور ایک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں، الحمدللہ ہماری ایجوکیشن کی میڈم صاحبہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں، ہیلتھ کے منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اِنہوں نے بڑا focus کیا اپنے ڈیپارٹمنٹس کو بہت زیادہ streamline کیا لیکن اب بھی بہت کام کرنے کی

ضرورت ہے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ میڈم تو بہت سینئر ہیں۔ first time بخت صاحب آئے ہیں اور جس ذمہ داری کے ساتھ نبھا رہے ہیں تو اُن سے اِس صوبے کے لوگوں کو بہت ساری اُمیدیں ہیں۔ اور آخری بات میں کروں گا مائنز اینڈ منرلز کے حوالے سے کہ بلوچستان کی ترقی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ مَیں سی ایم صاحب سے request کروں گا کہ اِس ڈیپارٹمنٹ کی اہمیت کو زیادہ سے زیادہ اُجاگر کیا جائے بلکہ یہ سال اِس ڈیپارٹمنٹ کے نام پر مائنز اینڈ منرلز۔ مائنز اینڈ منرلز کیونکہ یہ صرف اِس صوبے کی ترقی نہیں ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کی تقدیر change کرنے والا الحمدللہ یہ ڈیپارٹمنٹ یہ جو وسائل آپ کے پاس ہیں باقی ملک کے پاس نہیں ہیں۔ تو اِس کو زیادہ سے زیادہ focus کیا جائے تا کہ یہ صوبہ بھی اُس سے مستفید ہو زیادہ سے زیادہ جو ہے وہ ترقی کر سکے اور یہ ملک بھی اُس سے فائدہ اُٹھائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ میر اصغر رند صاحب۔

میر محمد اصغر رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: جی آپ کا نام list میں ہے آپ کی باری آئے گی، بھاگنے نہیں دوں گا میں آپ کو۔ آپ نے بیٹھے رہنا ہے۔ اور آپ نے speech کرنی ہے۔ جی جی please۔ جی اصغر رند صاحب۔۔۔ (مداخلت) آپ نے، دیکھیں میڈم! آپ نے بھی آج صبح اپنا نام، آپ نے ہمیں آ کے۔۔۔ (مداخلت) سُنیں، سُنیں آپ نے اپنا نام آج list میں شامل کروانے کے لیے کہا ہے اور یہ میرے پاس ہم نے جو نام چل رہے ہیں یہ پرسوں کے بلکہ اُس سے پہلے کے نام ابھی پڑے ہوئے ہیں تقریباً۔ تو آپ مہربانی کر کے اپنے ٹائم پر جب آپ کو بتاتے ہیں آپ کرتے نہیں ہیں، پھر آپ کو اچانک خیال آ جاتا ہے کہ میں نے بولنا بھی ہے۔ جی اصغر رند صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی: جی شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ، وزیر پی اینڈ ڈی، وزیر خزانہ اور اُس کے اسٹاف کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر میں پورے ڈیپارٹمنٹس پر چلوں تو، ہمارے دوست شور کر رہے ہیں شاید ٹائم کی کمی کی ہو، میں ایک دو ڈیپارٹمنٹ پر focus کروں گا اور اُن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے پورے بلوچستان اور اپنے حلقہ اِنتخاب، بجٹ میں جو ہمارے ترقیاتی بجٹ اور غیر ترقیاتی بجٹ۔ مَیں صرف دو تین ڈیپارٹمنٹس کو لیتا ہوں۔ ہمارے جو B-area ہیں جناب اسپیکر صاحب! وہاں ڈیپارٹمنٹس ہیں نہیں، زیادہ ہمارا ہیلتھ اور ایجوکیشن باقی city area میں ہوں گے۔ اگر میں ایجوکیشن کے حوالے سے لے لوں یہ جو بجٹ میں ترقیاتی حوالے سے اگر میں 24ء، 25ء کو لے لوں تو ترقیاتی مد میں شعیب صاحب کا، وزیر خزانہ صاحب کی تقریر ہے، کہ 19 ارب روپے ڈویلپمنٹ کے فنڈ ہیں، اور اِس میں میں دیکھ رہا ہوں new پرائمری سکول،

پرائمری to مڈل، مڈل سے ہائی۔ غیر فعال اسکولوں کو فعال کرنا، تقریباً 325 اسکول شیلٹرلیس سکولز 97، نئے روم، , digital, 200 ایڈیشنل لائبریری 380، سائنسی سامان 42، بسیں 142، باؤنڈری وال پتہ نہیں 431, شاید آپ کے علم میں ہوگا یہ میرا تیسرا term ہے اِس سے پہلے میں cabinet میں بھی رہا۔ لیکن ایجوکیشن میں پہلے ایک طریقہ کار ہوتا تھا ڈسٹرکٹ میں، جب بجٹ بننے سے پہلے وہاں کے جو آفیسرز ہوتے تھے وہ مشاورت کرتے تھے، جس طرح میرا علاقہ ڈسٹرکٹ کیچ، وہاں ابھی ہم چار MPAs ہیں، ڈاکٹر صاحب ہیں ہمارا سینئر ہیں، بزرگ ہیں اُس نے بھی یہی چیزیں بتائیں، پانچ ہیں، ہماری بہن بھی ہیں۔ اچھا اِس میں طریقہ ہوتا تھا کہ اگر نئے پرائمری سکول بنانے نہیں کس طریقے سے اُن کا ایک طریقہ کار ہوتا تھا کہ اُن کے کس طریقے سے کون سے علاقے میں جہاں آبادی کی ایک چیز ہو، وہاں اُس کا قریب ترین کوئی پرائمری اسکول ہے نہیں؟ یا پرائمری سے اِس کو upgrade کرنا ہے طریقہ کار کیا ہوتا تھا، تو وہاں ڈسٹرکٹ کی سطح سے ایک باقاعدہ proposal آتا تھا اور سیکرٹری ایجوکیشن سارے MPAs کو کیونکہ، MPAs کو پتہ ہے ہر کوئی گھر گھر جاتا ہے گاؤں گاؤں جاتا ہے ووٹ لینے کے لیے، کہاں کس چیز کی ضرورت ہے اسکول کی ضرورت ہے ہسپتال کی ضرورت ہے، پچھلے سال کا ہم جب ذکر کرتے ہیں یہ چیزیں جو میں نے بتائیں اِس میں میرے حلقے میں ایک بھی چیز نہیں ہوئی ہے، نہ نیو پرائمری سکول ہے نہ مڈل پرائمری سے مڈل سے کوئی upgrade ہوگیا ہے اور نہ پرائمری سے مڈل، نہ مڈل سے ہائی۔ اور آپ کو پتہ ہوگا کہ میرا اور حاجی برکت صاحب کا جو علاقہ ہے وہ تقریباً city سے 120 کلومیٹر دور ہے ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں قریب میں یا آس پاس میں کوئی اسکول نہیں ہے مجھے کسی پر اعتراض نہیں ہے پورا ڈسٹرکٹ ہمارا ہے۔ لیکن طریقہ کار کا کم از کم آپ مجھے بحیثیت custodian مجھے بتا دیں اِن کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟ جب ہم نے ڈسٹرکٹ سے رابطہ کیا وہ کہتے ہیں ہمیں پتہ نہیں، پھر ہم نے یہاں سیکرٹری سے DG سے رابطہ کیا کہ یہ اسکولز کہاں سے آ گئے بسیں کہاں سے آ گئی ہیں یہ باؤنڈری وال کہاں سے آ گئے ہیں، تو یہی کہہ رہے تھے کہ تو ہمارے علم میں نہیں ہے تو میرا آپ سے اِسی بجٹ کے حوالے سے ایک سوال ہے اِن کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ ٹھیک ہے وہ پچھلے تو گزر گئے یہ آنے والوں میں طریقہ کار کیا ہوگا؟ دوسرا کالج سیکٹر میں 22 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ تھوڑا اگر یہ سُن لیں۔ سر! یہ جو کالج سیکٹر میں 22 ارب روپے رکھے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب وزیر تعلیم تھا تو اُس نے تمپ میں کوئی اِنٹر کالج دیا ہے۔ اُسی ٹائم ڈاکٹر صاحب نے، اُس کا صرف ڈھانچہ تھا اور اُس کا staff تھا۔ جام یوسف کے دور میں جب میں تھا، میں نے اُس ٹائم اچھا ڈاکٹر صاحب نے بھی ایک بس دی تھی اور میں نے ایک بس اُس کی باؤنڈری وال، اُس کی الیکٹرک سٹی، اُس کی واٹر سپلائی اُس کے ایڈیشنل کلاس روم، یہ میں نے اپنے MPA fund اور PSDP سے کیے ہیں۔ وہاں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہمیں ایک روپیہ نہ ملا، نہ کوئی اضافی کمرہ ملا، نہ بسیں ملیں۔

یہاں تو کہہ رہے ہیں کہ 142 بسیں۔ تربت کے بعد جو ہمارا علاقہ ہے ایک تقریباً 120 کلومیٹر کے فاصلے پر تربت سے، تو اس کا میں اِس لیے ڈر رہا ہوں کہ ہمارا past ہمارا future ہوتا ہے جو 24ء، 25ء جو گزر گیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر وہی چیزیں۔ یہاں طریقہ کار اور اگر interests سے سُن لیں کوئی آپس میں بات نہیں کریں تو مہربانی ہوگی۔ اِس طرف اگر یہ دھیان دے دیں۔ کیونکہ حاجی کا۔۔۔

جناب اسپیکر: Please Order in the House,no direct speech.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی: same اِسی طریقے سے حاجی برکت کے حلقے کا ایک کالج ہے مند، ابھی اِس کے تین پوسٹیں آ گئی ہیں نہ چوکیدار ہے نہ چپڑاسی ہے۔ وہ میرے دور میں complete ہو گیا ہے، ایک ہفتہ پہلے وہاں 220 اُس کے پنکھے لگے ہوئے تھے، چوکیدار نہ ہونے کی وجہ سے اُس کے پنکھے چوری ہو گئے۔ یہ last دو سال پہلے یہ کالج complete ہو گیا۔ تو اس کا آپ مجھے بحیثیت اسپیکر بتا دیں کہ یہ جو development کی اس سے جو سب سے زیادہ زور آور ہو گا۔

جناب اسپیکر: ایجوکیشن کے حوالے سے آپ بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی: ایجوکیشن کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی: کیونکہ جہاں ہم جاتے ہیں کہ طریقہ کار کوئی وہاں کوئی یہی جواب ہے کہ ہمیں پتہ نہیں ہے یہی چیزیں جس طرح ایک مثال ہے ایجوکیشن کے interview ہو گئے تھے سی ایم صاحب out of country تھے، سب سے پہلے میں نے اور مینا صاحبہ نے آواز اُٹھائی کہ ناانصافی سے انٹرویو ہو گئے میرٹ میں نہیں ہوئے لیکن کسی نے نہیں مانا۔ لیکن یہاں سے جب ٹیم گئی 98% یہی جو پوسٹیں تھیں جس بندے نے MA کیا ہے اُس کو waiting list میں جس نے BA کیا اُس کی تقرری ہوئی۔ اور جو کراچی سے جعلی documents آئے تھے یہ میں نہیں کہتا ہوں یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جو کمیٹی بھیجی اُس کا جو result آ گیا، جو first division تھا اُس کو پانچویں نمبر پر جو third تھا اُس کو دوسرے نمبر پر پہلے کسی نے نہیں مانا، لیکن میں خود گیا ہمارا آنریبل MPA اُدھر گیا، ٹیم کے ساتھ بیٹھ گیا، یہ ساری چیزیں آ گئیں، تو کیا چیزیں نظر آئیں؟ تو خُدا کے لیے ہمیں آپ بتا دیں کہ ایجوکیشن ایک ہی ڈیپارٹمنٹ ہے مَیں نے کہا کہ ہمارے بی ایریا میں۔ نہ ایگریکلچر ہے نہ اریگیشن ہے نہ لوکل گورنمنٹ وہاں دو تین ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ ٹھیک اسی طریقے سے سلیم صاحب میرے سینئر دوست ہیں، C&W پر آتا ہوں۔ میرے حلقے میں بلڈنگ سیکٹر میں کم از کم 50 کروڑ کا پروجیکٹ ہے وہ last دو سال سے pending میں پڑا ہوا ہے۔ مجھ سے پہلے جو

میرے قابل احترام MPA تھا اُس نے تو کوئی اچھا کام کیا تھا اسکول کی مد میں لائبریری کی مد میں لیبارٹری کی مد میں باؤنڈری وال کی مد میں ساری بلڈنگ uncomplete ہیں یہ ذمہ داری کس کی ہے ہم تو زیادہ سے زیادہ اگر جس طرح اپوزیشن ہوتی ہے ہم پریس کانفرنس کریں۔ تحریری طور پر ڈیپارٹمنٹ کو ہم نے بتادیا یہ حکومت بلوچستان کے پیسوں سے بنی ہوئی ہے پہلے جو uncomplete schemes ہیں کم از کم اُن کو تو complete کیا جائے میرے پاس list ہے۔ تحصیل تمپ کے تقریباً گیارہ پروجیکٹس ہیں تین سال سے uncomplete ہیں۔ تو یہ دونوں ڈیپارٹمنٹ ہیں خدارا دونوں منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں کم از کم جو طریقہ کار ہے اُس کو بتادیں کہ یہ جو آئندہ پچاس پرائمری سکول upgrade ہورہے ہیں کس طریقے سے ہو رہے ہیں۔ جس طرح جو پہلے ہو گئے تھے اُن کو میں اس اسمبلی کے اندر کہتا ہوں کہ اُن پر میرٹ نہیں ہوئی ہے۔ جو 2024-25ء کے بجٹ میں آپ ریکارڈ میں لے لیں اور میری یہ speech ریکارڈ پر ہے کہ جتنی upgradation ہوگئی ہیں جتنے پرائمری سے مڈل، نیو، وہ میرٹ پر نہیں ہوئے ہیں، میرے پاس ثبوت ہیں۔ لیکن اب جو ہو گیا ہے ٹھیک ہے، لیکن جو next میں یہ ہو رہے ہیں اِن پر آپ ذرا نوٹس لے لیں۔ thanks۔

جناب اسپیکر: thank you۔ محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر تعلیم): thank you جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے time دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی، تمام کیبنٹ ممبرز تمام اسمبلی ممبرز اور منسٹر فنانس، منسٹر فنانس کی ٹیم، منسٹر پی اینڈ ڈی اور اُس کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ بلوچستان کے عوام کو بھی جنہوں نے جو ہماری ٹیم ہے، اِنہوں نے ایک بہت بیلنس بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں تقریباً میرے خیال میں دیکھیں! جب بھی بجٹ پیش ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم! آپ کی آواز نہیں آرہی ہے۔

وزیر تعلیم: دیکھیں! جب بھی بجٹ آتا ہے جب بھی مختلف ادوار میں ہم نے attend بھی کیا ہے جو پرانے ہماری history میں ہے، تو ہمیشہ سے مختلف تجاویز آتی ہیں اور اُس پر ایسی recommendations بھی آتی ہیں جو کہ یقیناً جو ہماری ٹریژری بنچز ہیں، وہ اُس کو adopt کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُس میں بہتری لاتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی کہ وہ ایسا بجٹ دے جس میں عوام کو مشکلات ہوں یا پھر ہمارے ممبران کو کوئی اُن کے خیال میں اُن کی تجاویز شامل نہیں کی گئی ہیں۔ تو میرے حساب سے جو میں نے اتنے جو ہمارے، جو terms میں نے یہاں گزاری ہے اُس میں یہ بہت اچھا بجٹ ہے اور اس میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ سی ایم سرفراز بگٹی صاحب نے سب کو on board لینے کی کوشش کی ہے یہ بات یقیناً اپوزیشن ممبرز بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں اور ہم بھی کر رہے

ہیں۔ باقی جہاں تک بات ہے ہمارے department wise میں سمجھتی ہوں اس وقت سب سے زیادہ بات ہوتی ہے ہمیشہ سے سکول، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سکولز، کالجز، یونیورسٹیز جو میرا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے یا ہیلتھ کی۔ جو سوشل جو ہماری منسٹریز ہیں جس کا impact یقیناً بہت زیادہ ہوتا ہے society میں اور میں یہاں اپنے تمام ممبران کا شکریہ ادا کروں گی ہمیں تقریباً ایک سال دو مہینے ہوگئے ہیں as a minister education اور چاہے جتنے بھی ہمارے کیبنٹ ممبرز ہیں۔ یقیناً ہر ایک نے کوشش کی ہے کہ اُن چیزوں کو بہتر انداز میں لانے کی کوشش کریں جس سے پورے صوبے کو سسٹم کے حساب سے فائدہ ہو۔ لیکن میں یہاں زمرک خان کا ذکر ضرور کروں گی میں اُن کی speech سن رہی تھی پرسوں، اُنہوں نے بہت اچھی بات کی اُنہوں نے کہا کہ دیکھیں یقیناً یہ دونوں منسٹریز بہت اہم ہیں۔ لیکن اُس کے ساتھ ساتھ what about the other ministries. اُن کی performance کہاں ہے وہ کیا کر رہے ہیں اُنکا بھی impact پوری society میں ہوتا ہے بہت سے ایسے ہیں جس پر direct basic rights پر ہماری چیزوں پر آتے ہیں۔ تو ہمیں یقیناً اس scenario میں دیکھنا چاہیے کہ every ministry is connected with the other ministry. اور ایک دوسرے ساتھ اس طرح linked ہیں کہ جس کا جب combined کام کرتے ہیں تو اُس کا impact یقیناً بہت بہتر انداز میں سوسائٹی میں ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس کو صرف دو منسٹریز کے ساتھ لنک کرنا کچھ انصاف نہیں ہوگا۔ بہرحال اِس وقت میں سمجھتی ہوں کہ جو بلوچستان میں، مَیں direct education پر ہی آجاتی ہوں۔ ویسے تو جنرلی جو بجٹ میں پیش کیا گیا ہے تمام سیکٹرز کو کوشش کی گئی کہ ایک balanced بجٹ دیا جائے۔ last year میں 2024-25 میں جو ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بلوچستان گورنمنٹ نے کافی بجٹ دیا اور اُس میں ہم نے وہ schemes دیں۔ میں نے کوشش کی اور میں خود بھی اُس کا حصہ رہی۔ اور ایسی schemes دوں بجائے چھوٹی چھوٹی schemes دینے کے بجائے ہم umbrella schemes لائیں تا کہ کام بھی نظر آئے اور اُس کے جو grass roots level تک اُس کے impact جائیں۔ تو اُس کے لیے میں شکرگزار ہوں سب سے بڑا بجٹ دیا گیا بلوچستان کی تاریخ میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب کی حکومت کے بعد اس گورنمنٹ نے سب سے زیادہ بجٹ دیا بلوچستان کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو اور اُس میں خاص طور پر سکول ڈیپارٹمنٹ کو۔ اور وہ آپ سب کو پتہ ہے 27 billion تھا اور اُس میں جو umbrella schemes ہمیں ملیں ہم نے اُس میں کوشش کی کہ اُن تمام سیکٹرز کو address کیا جائے جس سے بہتری آئے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لیے۔ ہم نے کوشش کی دو تین چیزیں میں نے نوٹ کیں، میں زیادہ detail میں نہیں جاؤں گی کیوں کہ وقت کم ہے اور حق بھی زیادہ ہوتا ہے ہمارے اپوزیشن ممبرز کا۔ لیکن چونکہ questions سارے ہم سے related ہوتے ہیں تو

کوشش کروں گی کہ دو چار چیزیں بیان کردوں۔ اب آپ دیکھیں کہ ہمارے ایجوکیشن میں جو سب سے بجٹ اس وقت ہمیں دیا گیا ہے ایجوکیشن میں 20 billion school side پر اور almost I think one billion new schemes میں higher education کے لیے دیئے گئے ہیں۔ جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ کافی کم بجٹ ہے، last year بھی اسی طرح تھا۔ اور ہمارا higher education ایک بہت بڑا sector ہے جس پر ہمیں implement کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی جیسے بہت سے ممبرز نے کہا ہمارے BRCs کام نہیں کر رہیں۔ آپ کے علاقے میں بتایا گیا کہ نہیں ہے۔ دوسروں میں نہیں ہے تو میں نے جب جا کے پتہ کیا اپنے ڈیپارٹمنٹ سے تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ جو BRCs ہیں اس کے فنڈز ہی release نہیں ہوئے ہیں۔ اور کافی سالوں سے سارے ممبرز admit کر رہے ہیں کہ کافی سالوں سے یہ مسئلہ چل رہا ہے۔ تو یہ ایک مسئلہ ہے دوسرے اُدھر کچھ زمین کے مسئلے ہیں کچھ ایسی چیزیں ہیں جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور ہم دے رہے ہیں۔ کوئی زمین خالی نہیں کر رہا ہے کسی نے encroachment کیا ہوا ہے اُس علاقے میں۔ تو جس کی وجہ سے کچھ schemes جو ہیں وہ رک جاتی ہیں۔ لیکن میں as an education minister یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت سب سے بڑی problem ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو ہے وہ allocation کا ہے۔ ابھی اس دفعہ میں سی ایم صاحب کی توجہ اس پر کروں گی کہ ہمیں allocation last years کی جو schemes ہیں اُس پر بھی allocation وہ کم رکھی گئی ہے جس سے ہمیں اپنی schemes complete کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔ میں اِدھر again, it is not only, now he is sitting in the Assembly میں سی ایم صاحب کی اس بات پر ضرور تعریف کروں گی کہ this is also the first time that I observed کہ بہت تیزی سے کام ہوا اُنہوں نے ہم سب کو on board لیا اور کہا کہ آپ، کیوں کہ دیکھیں ہر انسان کا اپنا self experience بھی different ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ اگر ایک بندہ منسٹر بن جائے تو اُس کو سارا knowledge آجائے گا ساری چیزیں۔ وہ itself وہ خود بھی learn کر رہا ہوگا یا کر رہی ہوتی ہے۔ تو اِنہوں نے جب ہمیں on board لیا تو ہماری واقعی بہت سی schemes 2002,2008,2014 کی میں آپ کو بتاؤں schemes جو تھیں وہ ابھی تک complete نہیں ہوئی تھیں۔ تو ہم نے جب اُس پر بات کی تو وجہ کیا آئی سامنے کہ allocation also. All the departments work. جو کچھ implementations کے حوالے سے کچھ departments جن کے پاس ہماری اسکیمز، it is not education کہ ایجوکیشن نہیں کر رہا۔ جو implementation کرنے والے departments ہیں وہ implementation ہی اُن کے اتنے slow ہے اور وہ اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں۔

کبھی schedule آجاتا ہے کبھی contractors کے کچھ مسئلے آجاتے ہیں۔ کچھ چیزیں ہیں ان کو ہم نے streamline میں کرانے کی کوشش کی۔ اور for the first time more then 90% ہمارے سکولز کے کام complete ہوئے۔ جبکہ ماضی میں یہ رہا کہ تو یہ بھی ایک بہت بڑی achievement ہے۔ باقی جہاں تک ہمارے ٹیکس بک بورڈ کے میں نے سکولز بند ہونے کی بات ہو رہی تھی جب میں نے charge سنبھالا تو وہ سارے ممبرز یہی کہہ رہے تھے سکولز بند ہیں ہمارے ٹیچرز نہیں ہیں۔ unemployment ہمارے ٹیکسٹ بک بورڈ کے لیے بہت سے ایشوز تھے۔ ہماری اور بہت سی چیزوں پر بہت سے ایشوز تھے۔ اب الحمدللہ ہمارے 3000 سے زیادہ سکولز کھل چکے ہیں ہماری نیو اسکیمز کے کام شروع ہو چکے ہیں۔ مَیں نے جیسے بتایا 90% سے زیادہ ہمارے ٹیچرز 10 000 سے زیادہ بھرتی ہو چکے ہیں، contract کے ساتھ ساتھ SBK ایک بہت بڑا ایشو تھا۔ جس کے لیے پوری اسمبلی ہی کہ ممبران ہمارے پاس آتے تھے اور سی ایم صاحب کے پاس، وہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ ابھی میرے بھائی اصغر رند نے لمبے question اور تقریر کی اور اُس میں اُنہوں نے کہا کہ جی SBK میں یہ مسئلہ ہوا وہ مسئلہ ہوا۔ دیکھیں وہاں اب we are living in the society which is not very much developed. ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی corruption element بھی ہے ہمارے ہاں بہت سی چیزیں ہیں ہر کوئی perfect نہیں ہے ہر کوئی فرشتہ نہیں ہے جہاں جہاں ہم اپنے لیول پر تو کوشش کرتے ہیں چیزوں کو سنبھالنے کی۔ لیکن جہاں یہ واقعہ ہوا میرے علم میں بھی آیا سی ایم صاحب کے علم میں بھی آیا اور ہم سب نے مل کے اِس ایشو کو solve کیا۔ اب کوئی اپنے individual level پر کوئی بھی آفیسر یا کوئی بھی شخص اگر کوئی کرپشن کے element میں ہوتا ہے تو ظاہر بات ہے ہمارے علم میں جب آتا ہے تو ہم اسے ایڈریس کرتے ہیں اور وہ اس کو ایڈریس کیا گیا۔ لیکن جیسے کہا گیا کہ not zero tolerance for کہ ہم نوکریاں cell کریں گے this is الحمدللہ میں سمجھتی ہوں کہ سی ایم کی لیڈرشپ میں ہم لوگوں نے یہ کوشش کی کہ ایک نوکری بھی نہ بک جائے اور next بھی coming میں ہماری یہی کوشش ہے کہ یہ نہیں ہونے دیں گے کہ چیزیں ہوں اور ہم نے اُن کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ کوشش یہی ہے جو نیو ویژن ہے میرے خیال میں یہ چھوٹی allocation چیزیں اُس سے بھی ہٹ کے اگر ہم بات کریں کہ ابھی نیو ایریا ہے۔ رحمت بلوچ صاحب نے اپنی تقریب میں بڑی اچھی باتیں کیں کہ اِس وقت دوسرے ممبرز نے بھی کہا کہ ہمیں اے آئی اِی کی طرف جانا چاہیے the world is the going to the AIE artificial intelligence کی طرف جا رہی ہے کچھ عرصے دنیا میں تو paperless چیزیں ہو جائیں گی کچھ بھی پیپرز کے ساتھ نہیں ہوگا۔ کیا ہم نے اپنی اس کے لیے تیاری کی ہے؟ کیا ہم اِس طرف جا رہے ہیں؟ اکیلے ایجوکیشن منسٹر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے ہٹ کے اس میں آئی ٹی بھی

شامل ہے اِس میں اور بھی بہت سے، ہمیں اِس میں مل کے ایک seriously اِس ایشو کو ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے بیٹھ کے پورا ایک ہمیں ورک کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے آج بھی بیٹھ کے اِس پر کام نہیں کیا یقین کریں ہم دنیا میں بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم اپنے آپ کو hopeless position پر کریں کہ ہم بالکل ہی ختم ہوگئے اور ہمارے ٹیلنٹ سے بھرے ہوئے لوگ ٹیلنٹ سے بھرے ہوئے youth ٹیلنٹ سے بھرے ہوئے سٹوڈنٹس وومن سب ہیں اور ہم سب مل کے اِس سے جو ہمارے ایشوز ہیں ہم اِس پر بہتر انداز میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ میرے کالج سائیڈ پر ہمارے بی آر سیز بھی ہیں اور ہمارے کیڈیٹ اور جنرل کالجز بھی ہیں ہم نے اِس میں بھی کافی ترقی کی اور اِس میں ہم نے بہت سی ایسی چیزیں لائیں I believe also not only the buildings development but also in believe that the human resource development ہماری human resource development بہت ضروری ہے۔ اُس کے لیے ہم نے ایک اسکیم suggest کی تھی thanks again the Government of Balochistan اُنہوں نے ہمیں اِس کے لیے فنڈنگ کی اور میں پہلی دفعہ اس میں خود inauguration میں گئی میں اُس کی closing ceremony میں نے attend کی یہ اسلام آباد میں پہلی دفعہ بلوچستان کی male, female, principles and lecturers for the first time that they attended in the NUST training program اور اُنہوں نے کہا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) thanks to you CM sahib but this is کہ یہ فرسٹ ٹائم جب اُنہوں نے وہاں attend کیا تو اُن کے الفاظ تھے کہ ہم نے اپنی لائف میں فرسٹ ٹائم بہت سے جو ہیں چاہے وہ تربت، گوادر، نوشکی، پشین، چمن اور کہیں سے تھیں اور تھے اُنہوں نے کہا فرسٹ ٹائم لائف میں ہم نے NUST یونیورسٹی کا دورہ کیا ہے۔ تو ہم نے اُنہیں موقع دیا دیکھیں ہمیں we have to prepare brains ہمیں اِنکی قدر کرنی چاہیے۔ جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا یہ عام لوگ نہیں ہیں یونیورسٹیز اور کالجز یہ اسکالرز پیدا کرتے ہیں یہ اسکالرز بناتے ہیں یہ عام ا، ب، پ یا ABC نہیں سکھاتے یہ ایک پورے ایک مائنڈز ہوتے ہیں جو آگے کے لیے ہوتے ہیں تو وہ ہم نے اُس پر بھی کافی کام کیا ہے اور الحمدللہ اُس میں یہ تھا ہمارا کہ سکول سائیڈ پر تو ہو رہی ہیں ٹریننگ لیکن کالج اور ہائیر ایجوکیشن کی طرف ذرا کم تھی تو جس کو ہم نے اس main streamline میں لایا گیا ہے باقی۔

(خاموشی۔ عصر کی اذان)

جناب اسپیکر: جی میڈم! continue please

وزیر تعلیم: ہماری یونیورسٹیز کے لیے اِس دفعہ جب ہم آئے تو میں بحیثیت ایجوکیشن منسٹر ہماری گورنمنٹ بلکہ پوری آئی تو ہماری یونیورسٹیز کی اساتذہ جو تھے وہ سڑک پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنی pays کے لیے بات کر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کو صرف 1.5 from the Balochistan Government اور 1.5 from HEC کی طرف سے یعنی 2.5 بلین مل رہے تھے۔ لیکن ہم نے آتے ہی ان کی 5 بلین کی جو کہ بلوچستان کی history میں پہلی دفعہ اِس کو ڈبل کیا گیا یہ بھی ایک ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ہائر ایجوکیشن کے لیے بہت اچھا ٹیسٹ ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی پھر جب ہم نے ورک آؤٹ کیا۔ میں نے آتے ہی وائس چانسلر کی کونسل بنائی ہم اُن کے جو ساتھ الگ الگ بیٹھ کے بات کرتے تھے ہم اُس کونسل میں بیٹھے۔ ہم نے آگے کے لیے ورک کیا کہ آخر ہم کہاں کھڑے ہیں یونیورسٹیز کے حوالے سے۔ آج میرا ہر ممبر چاہتا ہے کہ اُس کے ڈسٹرکٹ میں یونیورسٹی ہو۔ لیکن ہم اُس طرح سے یونیورسٹیز کو جو existing ہے اُنہیں ہی ہم سپورٹ نہیں کر سکتے ہیں۔ اُن کے campuses ہمارے تقریباً 17 پہنچنے والے ہیں کہ ہمارے ایگزسٹنگ یونیورسٹیز کو full fledged سپورٹ کریں اُن کے ٹیچرز عزت کے ساتھ اپنا وقت گزاریں آج بھی ہمارے گرینڈ الائنس کا حصہ ہیں وہ اپنی اسی چیزوں کے لئے آئے ہیں ہم سے بات چیت بھی ہو رہی ہے۔ تو ہم نے سی ایم صاحب کی، اپنے تمام کیبنٹ ممبرز کی اور فنانس منسٹر کی خاص طور پر مشکور ہوں اور میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ہم اِن کے ساتھ بیٹھے ہم نے کوئی میرے خیال میں more than 25 to 30 meetings کی اور اُس کے بعد آج ہم نے کہا کہ ہماری ڈیمانڈ 14.5 بلین بنتی ہے۔ تو اُن کی سیلریز کے لیے آج گورنمنٹ آف بلوچستان نے almost 8 billion دیئے ہیں اور ایچ ای سی کے ساتھ مل کے وہ 11 بلین بنتے ہیں۔ this is the also very good news for this. اِس کے ساتھ ہماری اسکالرشپ اسکیمز جو کہ چل رہی ہیں اور اُس میں ہم تمام اپنے یوتھ کو encourage کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مَیں صرف اپنی conclude ایک دو چیزوں پر کروں گی جو ہمارے ممبرز نے questions کئے ہیں مَیں نے اُن کو جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اصغر رند نے ابھی جو بات کی کہ جی ہمیں criteria بتایا جائے چیزیں مجھے افسوس ہے کہ اُنہیں ابھی تک criteria ہی نہیں پتہ کہ criteria کیا ہے۔ ٹھیک ہے implementation تو یقیناً جس طرح سے ہو رہی ہے وہ بھی اسی سسٹم کا حصہ ہے ہم بھی اسی سسٹم کا حصہ ہیں لیکن criteria is very much there کہ کس طرح ہوتا ہے زمین بھی دیکھی جاتی ہے اُس کا فاصلہ بھی دیکھا جاتا ہے چیزیں بھی یہاں میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں بہت سی اسکیمز ہمارے ایم پی ایز خود دیتے ہیں۔ اپنی اپنی recommendation دیتے ہیں اب وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ touch ہی نہیں رہتے مجھے کچھ پتہ چلا کہ ایک ڈسٹرکٹ میں 98 سکولز بنے۔ 98 سکولز جو کہ آج سکولز نہیں ہیں یعنی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو confidence میں نہیں

لیا گیا۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے اگر آپ لوگ جو بھی اسکیم دے رہے ہیں، بہت اچھی بات ہے آپ کا interest ہے ایجوکیشن کی طرف آپ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو loop میں لیں۔ وہ آج بیٹھکیں بنے ہوئے ہیں۔ تو یہ چیزیں سب کچھ نہیں ہیں کہ ایک اکیلا کریں لیکن ہم مل کے کریں ہم سب نے مل کے ایجوکیشن کو آگے بڑھانا ہے۔ آخر میں کہوں کہ جو ہمارے گرینڈ الائنس کی بات ہو رہی ہے اس پہ ہماری میٹنگ وغیرہ سی ایم صاحب نے بنائی ہمارے اپوزیشن لیڈر نے بھی کہا اس کمیٹی میں تھے اور بخت کاکڑ اور ہمارے شعیب نوشیروانی صاحب فنانس منسٹر چونکہ وہ busy تھے اپنے بجٹ میں اس لیے وہ اس میں نہیں آسکے لیکن وہ ہم سے in touch تھے اُن کی demand جو بھی تھی اس میں زیادہ تر یہی تھا کہ آپ فیڈرل کی طرز پر increase کریں جیسے adhoc allowance ہے 10 پرسنٹ انہوں نے بڑھایا ہم نے بھی 10 پرسنٹ بڑھایا 7 پرسنٹ پینشن بڑھی ہم نے بھی 7 پرسنٹ پنشن کی۔ انہوں نے ڈسپیرریٹی الاؤنس پہ بات ہو رہی تھی کہ فرق ہے ہمارے ملازمین کی تنخواہوں میں۔ اُس پر 2022ء سے جو انہوں نے اس دن بات کی 22ء سے یہ فرق آرہا تھا، مَیں ڈاکٹر صاحب کی بھی attention چاؤں گی یہاں، کہ 2022ء میں ضرور کیا، یہ آرہا تھا آپ نے اپنی speech میں بات کی اس کے لیے وہ اس گورنمنٹ نے اس وقت فیڈرل گورنمنٹ نے 25 پرسنٹ دیا۔ ہماری گورنمنٹ نے 15 پرسنٹ کیا۔ کہا کہ 10 پرسنٹ بعد میں دیں گے۔ وہ مسئلہ وہاں سے چلتا ہوا آج 2025ء آگیا اور 2025ء میں ہم بیٹھے ہیں اور اس میں یہ مسئلہ ہم نے ان کے ساتھ پوری بات چیت کی اور اس پر ہم نے پریس کانفرنس کر دی۔ اس میں ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم نے 5 پرسنٹ فیڈرل کی طرف سے بڑھا دی۔ ہماری understanding یہ تھی کہ انہوں نے 25 پہلے دیا تھا اب انہوں نے اس کے 5%۔ یہ سارے مذاکرات ہوگئے۔ اور وہ کچھ مطمئن ہوئے اور پریس کانفرنس بھی ہوگئی۔ اُس دن شاید میرے بھائی جو speech کر رہے تھے، وہ فیڈرل طرز کی بات کرنی تھی انہوں نے، وہ speech میں بھول گئے انہوں نے یاد دہانی کی کوشش کی۔ اور ایک کمیٹی کی announcement کی، کمیٹی کی announcement انہوں نے باہر کر دی۔ پھر انہوں نے احتجاج کا راستہ دوبارہ اپنا لیا۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آئی میں بھی خفا ہوئی۔ سی ایم صاحب نے بڑے دل کے ساتھ انہوں نے بہت سی چیزوں کی announcement کی۔ آج پھر وہ strike پر چلے گئے۔ میں نے آج پھر اُن کو بلایا ہے۔ میں نے اُن سے بات کی۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ آج انہوں نے ایک بالکل نئی بات کی کہ نہیں جی یہ 2021ء کا قصہ ہے۔ اور ہم اب پنجاب اور سندھ وہ 40 پرسنٹ notified ہیں کہ لے رہے ہیں تو 30 پرسنٹ والا قصہ غلط ہے۔ میں نے کہا یہ اُس دن بات نہیں ہوئی تھی۔ یہ اُس دن بات بالکل نہیں ہوئی تھی اور آپ کی تو، اب یہ تھوڑا سا، اِس طرح مَیں نے اسکی یہ بات کی وضاحت اس لیے کی کہ میرے بہت سے ممبرز نے یہ بات کی ہے۔ اب وہ آج ایک نئی بات لے کے آئے

ہیں۔ میں اپنے تمام ممبران سے گزارش کروں گی چاہے وہ کسی طرح سے بھی اُن سے in-touch ہیں کہ اس سلسلے میں اُن سے بیٹھیں۔ میں نے نہیں کہا کہ آپ لوگوں کو نہیں چاہیے کہ آپ لوگ strike کریں یا کچھ کریں۔ سی ایم صاحب سے بھی میں نے ابھی بات کی۔ انہوں نے کہا یہ میرے بچے ہیں۔ میرے لوگ ہیں میں ان کے سر پر ہاتھ رکھتا ہوں۔ لیکن بات چیت کے ذریعے ہمیشہ راستہ کھلا رہنا چاہیے۔ بات چیت کے ذریعے آئیں۔ کمیٹی کے through ہم اِس پہ بات کریں گے۔ کمیٹی آئے، again this committee is there. میں اس فلور کے اور آپ کے توسط سے اُن سے بھی یہ request کروں گی کہ وہ آئیں بات چیت کریں سی ایم صاحب نے کہا ہے کہ میرے دروازے کھلے ہیں اور وہ آئیں ہم ان سے بات کریں گے کہ کس طرح سے ہم اِس issue کو دیکھ سکتے ہیں۔ بلوچستان اتنا امیر نہیں ہے یا اس حوالے سے اتنی بجٹنگ نہیں ہے کہ ہم ایک دَم سے اُن کے، اگر دیکھا جائے تو billions and billions میں جاتا ہے اس کا خرچہ۔ تو ہم اُس کو اُس طرح سے afford نہیں کر سکتے۔ میں آخر میں اپنے تمام ساتھیوں کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتی ہوں، ایجوکیشن منسٹر ہونا بخدا آسان نہیں ہے۔ اور اُس کی چیلنجز بہت زیادہ ہیں۔ بہت سارے میرے بھائی وہ رہ چکے ہوں گے۔ ایک بہن تو نہیں ہے ابھی، بحیثیت ایجوکیشن منسٹر مجھے آپ لوگوں کی support اور تعاون کی ضرورت رہے گی۔ understanding پیدا کریں بیٹھیں اکٹھے ہوں، میں نے ساری عمر نہیں رہنا۔ یا کسی نے بھی نہیں رہنا، ایجوکیشن منسٹر لیکن آپ نے ہم نے مل کے بلوچستان کی ایجوکیشن کو آگے بڑھانا ہے۔ اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز بن جائیں گی۔ But we have to give all our support to each other. تاکہ ہم بلوچستان کو ایجوکیشن کو کل فخر سے کہہ سکیں کہ یہ ہم سب کی محنت کا نتیجہ ہے۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔ اب 10 سے 15 منٹ کے لیے نماز عصر کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ چھ بجکر پندرہ منٹ پر دوبارہ ملیں گے، thank you

(نماز عصر کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: السلام علیکم۔ جی اصغر علی ترین صاحب۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! شکریہ شام کے وقت ایک دردناک واقعہ پیش آیا ہمارے ساتھی جمعیت علماء اسلام کے ڈاکٹر محمد صدیق، وہ اور اُن کے ساتھی اور اُنکا چھوٹا بیٹا جس کی عمر سات سال تھی، یہ گاڑی میں سوار کلی طورہ شاہ پشین سے کسی شادی میں شرکت کے لئے یارو عجوہ ہوٹل کی طرف آ رہے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُن پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی اور اُسی موقع پر وہ شہید ہو گئے۔ اُن کا ساتھی نصیر احمد کھرل اور اُن کے بیٹے کو ہسپتال لایا گیا۔ پھر پشین ہسپتال سے اُن کو کوئٹہ ٹراما سینٹر ریفر کیا گیا۔ جناب اسپیکر صاحب! کہنا یہ چا رہا ہوں کہ اِتنا بڑا واقعہ ہوا اور اِس واقعے میں نصیر احمد کھرل

صاحب، ڈاکٹر محمد صدیق صاحب، دونوں شہید ہوگئے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتاؤں کہ جب پشین سے اِن مریضوں کو یا ڈیڈ باڈیز کو جب کوئٹہ منتقل کیا گیا تو کوئی بھی ایک سنگل لیویز سپاہی بھی اِن کے ساتھ نہیں تھا۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے مُجھ سے رابطہ کیا۔ مَیں نے وہاں کے AC صاحب اور DPO صاحب سے رابطہ کیا کہ آپ پہنچیں۔ کیونکہ یہ بی ایریا کا واقعہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں تقریباً رات ڈیڑھ سے دو بجے تک اِن کے ساتھ ٹراما سینٹر میں وہاں موجود تھا۔ کوئی بھی انتظامیہ پشین کی کوئی بھی لیویز کا سپاہی، کوئی بھی وہاں کا ذمہ وار اِن کا پوچھنے تک نہیں آیا ہے۔ بعدازاں ڈاکٹر صدیق صاحب شہید ہوگئے۔ اُن کی ڈیڈ باڈی ہم نے روانہ کی کلی طورہ شاہ۔ اُن کا چھوٹا بیٹا جس کی عمر 7 سال تھی۔ اُن کو اللہ نے بچا لیا وہ زخمی اور زیر علاج ہے۔ اور جو اُن کا دوسرا ساتھی ہے نصیر احمد کھرل صاحب، وہ بھی کل شہید ہوگئے تھے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! صُبح کے وقت کل ڈاکٹر صدیق صاحب کو لایا گیا۔ اُن کے لواحقین نے DC آفس کے سامنے احتجاج کیا۔ اور اُن کا سوال یہ تھا کہ اِنہیں کیوں قتل کیا گیا ہے؟ کس بناء پر قتل کیا گیا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! ہم بلوچستان میں رہتے ہیں ہماری کچھ روایات ہیں اگر آپ کے آفس کے سامنے کوئی سوال گر آجائے کوئی فریادی آجائے تو میرا خیال میں بحیثیت مسلمان بحیثیت اسپیکر، بحیثیت ایک ذمہ دار شخص، آپ خومخوا اُس کو سُنیں گے لازمی سُنیں گے کہ بھئی وہ کہتا کیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ شہید کی لاش تقریباً چھ سے سات گھنٹے ڈپٹی کمشنر آفس کے سامنے پڑی تھی۔ کوئی بھی شخص وہاں آنے کو، بات کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اور وہاں جتنے بھی پشین کے شیخ الحدیث تھے۔ جتنے علمائے کرام تھے، جتنے نوٹ ایبلز تھے، جتنے مشران تھے، وہ سب اُس گرمی میں اُس دھرنے میں موجود تھے۔ بعدازاں DC کا کسی کو میسج جاتا ہے۔ DC صاحب فرماتے ہیں کہ کسی DSP اور AC کو بھیجو، یہ بیٹھ کے تھک گئے ہیں۔ یہ اُٹھ کے چلے جائیں گے

جناب اسپیکر: سر! یہ آپ اپنی کمزوریاں بیان کر رہے ہیں۔

حاجی اصغر علی ترین: اب آپ تو سُن لیں۔

جناب اسپیکر: DC صاحب آپ کا ہے۔

حاجی اصغر علی ترین: DC میرا نہیں ہے۔ DC حکومت لگاتی ہے ہم نہیں لگاتے۔ آپ نے اپنا DC لگایا ہے ہمارے پاس DC نہیں ہے۔ یہ حکومت کرتی ہے ہم نہیں کرتے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! پھر۔۔۔

جناب اسپیکر: تو پھر آپ لوگوں کو اُن کے خلاف کھڑا ہونا چاہیے۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! پھر سی ایم ہاؤس سے رابطہ ہوا۔ سی ایم ہاؤس سے ڈائریکشن گئی۔ اور وہاں سے پھر ڈپٹی کمشنر صاحب پشین آئے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس دوران دوسرا ساتھی بھی شہید ہوگیا۔ اُس کی ڈیڈ باڈی بھی لا کے اُس دھرنے میں رکھی گئی۔ تو جناب اسپیکر صاحب! مذاکرات شروع ہوئے۔ انتظامیہ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ باہر دو شہید

پڑے ہوئے ہیں یا کہ ایک شہید پڑا ہے۔ اور سوالوں پر سوال کیا جا رہا تھا کہ یہ واقعات رونما کیوں ہوتے ہیں؟ اور جناب اسپیکر صاحب! اس واقعے سے چار دن پہلے اُسی جگہ اُسی گاؤں میں ایک اور واقعہ ہوا تھا ایک شخص پر فائرنگ کی گئی تھی جو ابھی بھی سول ہسپتال ٹراما سینٹر میں زیر علاج ہے۔ اُس انتظامیہ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ چار دن پہلے کوئی واقعہ ہوا کہ نہیں ہوا۔ اور چار دن کے بعد پھر یہ واقعہ ہوا، جناب اسپیکر صاحب! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اِتنا بڑا ڈسٹرکٹ جس کی آبادی ساڑھے بارہ، تیرا لاکھ ہے۔ ایک ایسے شخص کے حوالے کر دیا گیا ہے جس کو یہ نہیں معلوم کہ پشین میں کتنی یونین کونسل ہیں۔ جس کو یہ نہیں معلوم کہ پشین کی پاپولیشن کتنی ہے۔ اور مَیں دعوے سے اسمبلی کے فلور پر کہنا چا رہا ہوں میرا خیال نہیں کہ اُس نے پورے پشین کی تحصیلوں کا وِزٹ کیا ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری حکومت سے ریکویسٹ ہے ہماری کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صدیق صاحب وہ پیشے سے ڈاکٹر تھے۔ اور آپ خدا پر یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! وہ شخص بے لوث، بے لالچ، لوگوں کی خدمت کرتا تھا۔ ایسے مریض اُس کے پاس آتے تھے جس کا وہ علاج فری کرتا اپنی کلینک میں اور جناب اسپیکر صاحب! جو دوسرا شخص نصیر احمد ان کے ساتھ گاڑی میں سوار تھا۔ وہ جو شہید ہوا۔ جناب اسپیکر! اسکا ایک غریب گھرانہ سے تعلق تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! میری حکومت سے ریکویسٹ ہے کہ خدارا پشین کو ایک بچے کے حوالے کر دیا ہے کہ نا تجربہ کار شخص کے حوالے کیا گیا ہے آپ اِس ڈیڑھ سال میں آپ وہاں کی چوری کا ریشو نکالیں، قتل وغارت کا ریشو نکالیں، واقعات کا ریشو نکالیں۔ جس کی مثال آپ کو پشین میں اور کہیں نہیں ملے گی جناب اسپیکر! میری حکومت وقت سے سی ایم صاحب! سے ریکویسٹ ہے کہ خدارا ہماری کسی کے ساتھ کوئی اَن بن نہیں ہے خدارا پشین پر رحم کھائیں اور پشین پر امن ضلع ہے۔ پشین وہ ضلع ہے، جو امن کی مثال دیتا ہے۔ ہمیں یہ خدشہ ہے ہمیں یہ نظر آ رہا ہے کہ اگر اس کو کنٹرول نہ کیا گیا تو خدانخواستہ خدانخواستہ یہ پشین بھی امن کی طرف پھر دوبارہ لوٹنا اس کے لئے بڑا مشکل ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرا یہ مطالبہ ہے کہ ڈاکٹر صدیق اللہ کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ انتظامیہ سے کہا جائے اور جناب اسپیکر صاحب! کم ازکم اگر ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں حکومت وقت کو چاہیے کہ جناب اسپیکر صاحب! اُس پر کمیٹی بنائیں۔ اُس پر ایکشن لے کہ ایسے واقعات کیوں ہو رہے ہیں اور اُس میں کس کا ہاتھ ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ ایک بات میں کہنا چا رہا تھا۔ آپ کی مہربانی آپ نے ٹائم دیا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: ok ok thank you. جی میر عاصم کُردگیلو صاحب بجٹ سپیچ پلیز۔

میر محمد عاصم کُردگیلو: thank you. جناب اسپیکر صاحب! 2025-26ء کے بجٹ پر لیڈر آف دی ہاؤس، میر سرفراز بگٹی، ہمارے فنانس منسٹر میر شعیب نوشیروانی، ہمارے پی اینڈ ڈی کے منسٹر ظہور احمد بلیدی اور اُس کے پورے اسٹاف کو مَیں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں یہ سرپلس بجٹ پیش کیا۔ جناب اسپیکر!

تقریباً سب دوستوں نے اِس پر نظر ڈالی ہے۔ اور اپنی اسپیچ میں بھی جتنے بھی بلوچستان کے سیکٹرز تھے اُن کا ذکر کیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو اہم بلوچستان کے منسٹریاں تھیں، تعلیم، صحت، زراعت، ایگریکلچر، اریگیشن، ساری مدات میں ہمارے فنانس منسٹر نے، سارے جتنے حق دار تھے، اُن کو فنڈز دیئے گئے ہیں۔ ایک دو شاید لائیو اسٹاک کی شکایت کر رہے تھے، ان کو فنڈ کم ملا ہے۔ میں اُس کے لیے سی ایم صاحب سے ریکویسٹ کرتا ہوں کیونکہ لائیو اسٹاک بلوچستان کی ریڑھ کی حیثیت رکھتی ہے، اُس کے لیے اگر وہ کچھ فنڈز اور دیتے ہیں، تو بہتر ہے۔ تعلیم کو بھی اچھے خاصے فنڈ دیئے گئے ہیں، 19 ملین something اور صحت کے لیے بھی 16 ارب روپے، زراعت کے لیے 10 بلین دیئے ہیں۔ فوڈ کے لیے 2.69 ملین، امن و مان کے لیے 51 اور آئی ٹی کے لیے 12.6، حیوانات کے لیے میں کہہ رہا تھا کہ 1.2 بلین دیئے گئے ہیں، یہ کافی کم ہے، کیونکہ بلوچستان کی گزر بسر ہمارے جو B-areas میں ہیں۔ لوگوں کا انحصار مال مویشی پر ہے۔ اسپیکر صاحب! تعلیم کی بہتری کے لیے تقریباً دس ہزار سینتیس اساتذہ کے کنٹریکٹ پر، تقریباً 3 ہزار غیر فعال کو فعال کیے گئے ہیں۔ میں اس گورنمنٹ کو اپنی گورنمنٹ کو appreciate کرتا ہوں۔ ہیلتھ کارڈ پر لوگوں کو علاج دیا گیا، لورالائی یا خضدار میں، برن یونٹس کو کوئٹہ میں کینسر ہسپتال بنانا ایک خوش آئندہ بات ہے۔ اسپیکر صاحب! گرین ٹریکٹر اسکے لیے 3 ہزار ٹریکٹرز غریب کاشتکاروں کو دیئے گئے ہیں، میں اس کے لیے سی ایم کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے زمینداروں کے لیے رقم دی ہے تا کہ وہ اپنے لئے ٹریکٹرز لے لیں، اسپیکر صاحب! کوئٹہ میں بلیلی اور کچلاک سے لے کر ہزار گنجی تک ٹرین سروس فاسٹ، مَیں نے اُس دن سی ایم صاحب سے appreciate کیا اور ان کو کہا بجائے اُدھر بھی ہزار گنجی سے دے دیں، اگر اسکو اسپیز نڈ تک دیں گے، تو ادھر کافی لوگوں کی پاپولیشن ہے اس سے مستفید ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں یہ کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! ہمارے جو ضلع ہیں، گوادر، کوئٹہ، پشین اور تربت، اس میں ہم نے بورڈ آف ریونیو کو کمپیوٹر رائزڈ سسٹم کیا گیا ہے تا کہ جو غریبوں کے ریکارڈ وغیرہ ہیں وہ اُس میں محفوظ ہوں اور ہر آدمی جائے کمپیوٹر سے اپنا ریکارڈ نکالیں اور دوسرے سات اضلاع کو ہم نے اس کے بھی کمپیوٹر رائزڈ کر رہے ہیں، اس نئے سال میں اور انشاء اللہ اس کا سہرا بھی وزیر اعلیٰ کے سر جاتا ہے۔ محکمہ PHE جو 454 واٹر سپلائی کو سولر سسٹم پر اس سال کیے گئے، جو ہمارے دیہاتوں میں غریب علاقوں میں جو backward areas تھے اُن میں لوگ پانی کے لیے ترستے تھے ابھی سولر سسٹم لگ گئے ہیں، وہ اپنا پانی ادھر سے باسانی لے سکیں گے کیونکہ بجلی ہمارے حلقوں میں دو گھنٹے سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کے لیے وہ پریشان تھے اور آنے والے وقت میں سی ایم صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جتنے بھی اہم واٹر سپلائزر ہیں، اس کو بھی سولر سسٹم پر لایا جائے گا۔ میں سی ایم صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں جیسے اسلام آباد میں ہمارے سیکرٹریٹ میں سارے آفسز سولر سسٹم پر ہیں اس طرح بلوچستان کے سیکرٹریٹ کو بھی سولر سسٹم پر لایا جائے۔ اس میں بہت ہی ہمیں فائدہ

ہوگا۔ اوراس ٹائم بجلی تقریباً برابر ہے۔ اُس کی وولٹیج بھی برابر ہے۔ اور fluctuation وغیرہ بالکل اس میں نہیں ہے ، پہلے ایک دفعہ ڈِم ہوتی تھی اور چلی جاتی تھی۔ ابھی ایک ہی اُس پر کھڑی ہے اور تقریباً 440 وولٹ اس میں آتی ہے۔ اس کے لیے ہم وزیراعلیٰ کو appreciate کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں پہلے بھی کئی دفعہ وزیراعلیٰ صاحب سے کہہ چکا ہوں کہ ہمارے ایریاز میں سارے سال اُن کے جانو وہ تالابوں سے پانی پیتے ہیں۔ میں نے سی ایم صاحب سے کہا تھا۔ پھر بجٹ میں رکھیں کچھ اگر ان کو زیادہ کیا جائے تاکہ ہمارے غریب لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ اُن کا سال کا میرے پاس فوٹو بھی ہیں، میں نے تقریر میں وزیراعلیٰ صاحب کو بھی بھیجے ہیں، ان کا سارے سال کی گزر بسر جو وہ رہتے ہیں، ہمارے جو سیلابی پانی آتا ہے، جو فلڈ کا ہے جو بارشیں ہوتی ہیں مون سون کی اُس سے وہ اپنی زمینوں کو آباد کرتے ہیں۔ اور وہاں سے وہ پانی بھی پیتے ہیں سال بھر اپنے مال مویشیوں کو دے رہے ہیں۔ اگر وہ تالاب نہیں ہوں گے۔ پچھلی دفعہ جو فلڈ آیا تھا 2022ء کا اس میں بالکل silt-up ہو چکے تھے، ابھی اُن میں پانی کی گنجائش نہیں ہے کہ اسٹور کرسکیں۔ اس کے لیے میں نے سی ایم صاحب کو ریکویسٹ کی تھی کہ ڈوزرز ہاورز یا یہ تالاب بنایا جائے، تو بہت بہتر ہوگا اور میں اُن سے دوبارہ بھی on the Floor میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ یہ لوگوں کے مفاد میں ہیں، اس کو کیا جائے۔ ہمارا ایک روڈ تھا سی ایم صاحب نے بھی کافی کوشش کی، بولان، ڈھاڈر سے کوئٹہ تک ڈبل وے کیا جائے۔ اس کے لیے ہمارے پرائم منسٹر نے پچھلی دفعہ لکھ کر بھی دیا تھا کہ اس بجٹ میں اسکے لیے فنڈ مختص کیا جائے۔ مگر میں ابھی جب چائنا سے آیا تھا تو میں اَحسن اقبال سے ملا سی ایم بھی غالباً اُدھری تھے۔ اُنہوں نے بھی کہا۔ کہ اس کی feasibility report وغیرہ سارا ہے کہ اس دفعہ ہم اس میں رقم رکھیں گے۔ اور انشاءاللہ ہمیں اُمید ہے، کہ سی ایم صاحب کوشش کریں گے تو اس کا بھی انشاءاللہ ہوجائے گا، جب ہمارے ڈاکٹر صاحب کے بھی، جو ہمارے مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے ایریا میں نہیں دیا گیا ہے۔ تو ہمارے سی ایم صاحب نے جو ژوب سے مرغہ کبزئی روڈ ہے جو NWFP کو ملاتا ہے۔ روڈ کی بھی منظوری دے دی ہے۔ اُس کے لیے 15 ارب ریلیز ہوگئے ہیں ہم appreciate کرتے ہیں۔ اسپیکر صاحب! ہمارا ویژن اور سی ایم صاحب کا ہمارے پرائم منسٹر شہباز شریف اور آصف علی زرداری صاحب جو پریزیڈنٹ آف پاکستان ہے ایک ہے کہ عام لوگوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جتنے بھی غریب اور نادار لوگ ہیں وہ اُس سے مستفید ہوں۔ اور پچھلے سال سے جب حکومت آئی ہے۔ اُس کیلئے ہمارے سی ایم، ہم پوری کابینہ اُس کیلئے کوشاں ہیں۔ اور انشاءاللہ ہماری کامیابی سے ہمکنار ہوں گی۔ ہم عام لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہم سادہ آدمی ہیں۔ اور ہمیشہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ عام لوگوں کو جو معیار ملے وہ بلندی پر ہوں۔ اور اُس کیلئے جو ہماری خدمت ہے ہم کرتے ہیں۔ اور انشاءاللہ کرتے رہیں گے۔ ایجوکیشن کا مسئلہ ہے اسپیکر صاحب! سی ایم نے ابھی جو اسکالرشپ دیئے ہیں وہ میں سمجھتا

ہوں میری نظر میں کافی کم ہیں۔ اِسمیں مَیں سی ایم صاحب کو تجویز دینا چاہتا ہوں ہم گئے تھے، گورنر اور ڈاکٹر مالک صاحب بھی ایک ڈیلیگیشن کی صورت میں چائنا گئے تھے، تو وہ چائنا کے لوگ کہہ رہے تھے کہ ہم نے اِتنے کام کیے ہیں، لیکن لوگ ہم سے ہمارے کاموں کو اپریشیٹ نہیں کرتے ہیں وجہ کیا ہے؟ ڈاکٹر مالک صاحب بیٹھے ہیں۔ ہم نے کہا آپ نے ایک سی پیک بنائی ہے۔ بلوچستان میں اُس کی ایک اینٹ نہیں لگی ہے۔ آپ نے ایئر پورٹ بنایا ہے۔ ہمارے عام لوگوں کو اُس سے فائدہ نہیں ہے۔ نہ ایک فلائٹ اُترتا ہے۔ نہ ایک پرواز کرتا ہے۔ بقایا پورٹ ہے۔ نہ ایک شپ آتی ہے نہ ایک شپ جاتی ہے۔ ہمارا مقصد ہے کہ جو آپ عام لوگوں کو فائدہ دیں گے تو لوگ آپ کو اپریشیٹ کریں گے آپ کی گورنمنٹ کو کریں گے کہ یہ ہمارے بلوچستان کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اِس سے عام لوگوں کو کیا فائدہ ہوگا؟ میں نے اُس کو کہا ڈاکٹر مالک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ آپ لوگ ہر ڈسٹرکٹ سے پانچ سو نوجوان یا ہزار نوجوان آپ ایجوکیشن کیلئے اسکالرشپ پر لے جائیں۔ وہاں انکو چائنا میں پڑھائیں۔ اُس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ بلوچستان کا جو رویہ ہے یا نظام ہے یا جو جاہل لوگ ہیں جس طرح ڈاکٹر مالک کہتے ہیں کہ یہ سارے جاہلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہر ڈسٹرکٹ میں جیسے ہمارے ابھی سی ایم صاحب نے تین سو ٹریکٹرز دیئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ ہر ڈسٹرکٹ کو ہزار ٹریکٹر دیں۔ آپ دیکھیں جو غریب اور نادار زمیندار ہیں اُن کے ہاتھوں میں آپ لوگ، آپ کی حکومت کو لوگ اپریشیٹ کریں گے کہ نہیں کریں گے۔ آپ جو سمرسیبل یا سولر سسٹم ہزار بور ہر ڈسٹرکٹ کو دیں آپ دیکھیں لوگوں کی حالاتِ زندگی بدل جائے گی یا نہیں بدل جائیں گی۔ جب لوگوں کو فائدہ آنے شروع ہونگے تو سارے آپ کو اپریشیٹ کریں گے۔

جناب اسپیکر: میر صاحب! ٹائم کی بہت کمی ہے۔ مہربانی کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): میرا کہنے کا مقصد ہے بلوچستان میں ناخواندگی زیادہ ہے جب ناخواندگی ختم ہوگی تو بلوچستان کے حالات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہاں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: میں تو بار بار اِن کو بتا رہا ہوں۔

وزیر مال: یونس بھائی آپ کو کیا تکلیف ہے۔ ہاں۔ اچھا۔ اسپیکر صاحب! بلوچستان ایک پر امن صوبہ ہے۔ 78ء، 80ء کی دہائی میں جو ایران میں انقلاب آیا تو یہاں اِس خطے پر اثر پڑا۔ جو افغانستان میں 80ء کے دہائی میں RUSSIA آیا۔ تو اِس صوبے پر کیونکہ ہمارا ہمسایہ ملک تھا۔ اُس پر اثر ہوا۔ ابھی جو آنے والا وقت ہے۔ نہ پہلے یہاں کلاشنکوف کلچر تھا نہ ہیروئن کلچر تھا۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ سارے لوگ پر امن ماحول میں رہتے تھے۔ اور کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ جب یہ ہمارے ہمسائے ممالک میں جو انقلاب آیا تو آٹومیٹک ہم پر بھی اثر پڑا۔ اُس کیلئے ہمارے ملک نے بہت سی قربانی دی ہیں۔ بہت سے ہمارے آفیشلز اور فورسیز شہید ہوئے۔ لوگوں کو دھماکوں میں مارا گیا۔ یہ اِن خطے کی

اثرات کی وجہ سے ہوئے۔ ابھی جو نئے خطے میں ایک بدامنی اسرائیل کی وجہ سے آئی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اِس کا انجام کیا ہوگا۔ ایک پرامن ملک پر اسرائیل نے حملہ کیا۔ اور اُس کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ہمارے جو وِیٹو پاور ہے امریکہ اس نے بھی اُس کا ساتھ دیا۔ شاہد یہ پہلے سے ملا ہوا تھا۔ اسپیکر صاحب! جب بھی اِس ملک میں ہمارے ہمسائے ممالک کے حالات خراب ہونگے تو لامحالہ ہم پر آٹومیٹک اثر پڑیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you

وزیر مال: میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ہمارے خطے کے حالات صحیح نہیں ہونگے تو ہم صحیح نہیں ہونگے۔ جتنی بھی دہشتگردی ہورہی ہے۔ انڈیا، دیکھیں۔ ابھی یہ خوامخواہ ہمارے اُوپر ایک جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی۔ اچھا ہوا وہ ختم ہوئی۔ جیسے پہلے امریکہ نے عراق میں، مصر میں، اور شام میں کیا، اِس طریقے سے وہ خطے کے بھی حالات کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ اُس کی بالادستی رہے۔

جناب اسپیکر: تھینک یو conclude. پلیز۔

وزیر مال: اسپیکر صاحب! دو منٹ۔ پہلے ہمارے سلیم کھوسہ صاحب نے بات کہی کہ ابھی کچھ لوگ ہیں جو ابھی اِس اسمبلی میں نہیں ہیں۔ وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ یہ ممبر، وہ خود فارم 47 کے پیدوار تھے ابھی اُن کی پذیرائی لوگوں نے، عوام نے نہیں کی۔ وہ اِس دفعہ رہ گئے۔ وہ پہلے ہمارے اتحادی تھے جب سے چھوڑا ہوا ہے تو وہ اُس کے بعد وہ ممبر اسمبلی نہیں بنے۔ تھینک یو جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you very much.۔ مختصراً لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے آپس میں بیٹھ کے کچھ تقریریں جو ہمارے ممبرز تھے، اُن کو skip کیے ہیں، ٹائم کی کمی کی وجہ سے۔ اَب مَیں اُنہی کی recommendation ہے۔ اُنہی کی recommendation پر مَیں جن جن حضرات کا نام لوں گا وہی بولیں گے، and then we will conclude this.

جناب اسپیکر: جی شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ continue کریں پلیز۔

محترمہ اُم کلثوم: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: دیکھیں آپ کی ذمہ داری جناب خیر جان بلوچ صاحب نے لے لی ہے۔

محترمہ اُم کلثوم: نہیں نہیں یہ میرا آئینی حق ہے میری ذمہ داری ہے۔ کوئی نے دے سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا چلیں آپ نے بولنا ہے؟

محترمہ اُم کلثوم: جی بالکل۔

جناب اسپیکر: ok.

محترمہ شاہدہ رؤف: thank you

جناب اسپیکر: ٹائم بالکل۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! میری بات سنیں ایک منٹ۔ یقین کریں اگر آپ کہیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گی۔ آپ یقین مانیں میں بیٹھ جاؤں گی۔ میں اِس ہال کا بالکل ٹائم نہیں لینا چاہتی ہوں۔ سر! آپ کو پتہ ہے خواتین تین سے چار منٹ سے زیادہ نہیں بولتی ہیں پلیز یہ ساری خواتین جو بیٹھی ہوئی ہیں، یہ گیلو صاحب کے برابر بھی ٹائم نہیں لیں گی، میں آپ کو لکھ کر دے رہی ہوں۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: دیکھیں کہ پھر ہوگا کیا میڈم میں گزارش کردوں کہ یہ سیشن ابھی مزید at least مزید تین گھنٹے چلے گا اگر آپ اس کے لیے تیار ہیں، لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن فیصلہ کرلیں تین گھنٹے چلانا ہے تو چلیں تین گھنٹے ہی چلتا رہے گا سارے ممبرز حضرات بولیں۔ لیکن آپ کی تھوڑی سی شارٹ کرنے کی وجہ سے اگر پانچ پانچ منٹ لیں یا تین تین منٹ لیں تو پھر تو سب کی حاضری ہوجائے گی۔ پلیز مہربانی کریں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: I shall try my best. کہ اس کو تین سے چار منٹ میں ختم کردوں۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ۔ رَبِّ اَشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ. وَ یَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ. وَاَحۡلُلۡ عُقۡدَةَ مِّنۡ لِّسَانِیۡ . یَفۡقَهُوا قَوۡلِیۡ ۔ یہ جو تلاوت میں نے کی اور اِس کے لیے مَیں نے جو آخری آیت ہے یَفۡقَهُوا قَوۡلِی کہ وہ میری بات کو سمجھ جائے۔ تو اللہ کرے کہ یہ سب لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری بات کو سمجھ جائیں۔ میں بجٹ میں آنے سے پہلے صرف تھوڑی سی دو باتیں کروں گی۔ ایک ہمارے ہمسایہ ملک ایران کے بارے میں ضرور کہنا چاہوں گی کہ اِس ہاؤس کی طرف سے آج کے دن اُسکی بھرپور مذمت ہونی چاہیے کہ اسرائیل نے جس طرح سے اُنکے اوپر attack کیا اور اُس کے بعد امریکہ نے بھی اِس جنگ کے اندر کُود کر جو اپنا رول پلے کرے گا تو یہ بلوچستان اسمبلی کا ہاؤس وہ اِسکو condemn کرتا ہے۔ ہم اپنے برادر ملک ایران کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہم دعا گو ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہونے کے ناطے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ حضورﷺ نے ہمیشہ امن کی دعا کی ہے۔ تو ہم بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک اِس خطے کے اندر امن رکھے۔ ایک اور چیز اسپیکر صاحب! جو میں آپ کے اور اِس ہاؤس کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچانا چاہوں گی۔ ہم جلد بازی میں ایک فیصلہ کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے انسان ہیں کبھی غلطی ہوجاتی ہے۔ ٹرمپ کو ایک ایسے بندے کو ہم امن کا وہ nominate کر چکے ہیں تو kindly میری ریکوئسٹ ہوگی اِس ہاؤس کے تھرو کہ اِس کو review کیا جائے اور اِس کو واپس لیا جائے۔ وہ بندہ جو 8 مرتبہ۔۔۔۔

جناب اسپیکر: میڈم! آپ نے اِس پر میرے خیال میں ایک قرارداد بھی جمع کی ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں میں صرف ٹرمپ کی بات کر رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں ناں! ہم آپ سے پہلے سے گزارش کر رہے ہیں کہ تین منٹ اور پانچ منٹ آپ پانچ منٹ تو صرف ایران اور امریکہ پر لے رہی ہیں تقریباً۔ پھر آپ نے بجٹ speech کرنی ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: آٹھ مرتبہ ٹرمپ وہ انسان ہے جو غزہ پر جب جنگ بندی کی قرارداد آتی ہے تو اُس کو مسترد کر دیتا ہے۔ اور ہم اُس بندے کو nominate کر رہے ہیں امن کے نوبل انعام کے لیے۔ ہم اِس پر شرمندہ ہیں۔ اور میرے خیال میں again میں یہ کہوں گی کہ فیڈرل گورنمنٹ اِس کو ضرور review کریگی۔ سر! اب میں آجاتی ہوں بجٹ کی طرف۔ اُس سے پہلے تھوڑا سا ایک یہ کہوں کہ جب یہ بجٹ بن کے آیا اور اِس ہاؤس میں پیش ہوا۔ سارے منسٹرز کے ساتھ جب بات ہوئی اور اِس ہاؤس میں بھی بات کی گئی کہ پری بجٹ سیشن ہونا چاہیے تھا۔ پوسٹ بجٹ سیشن ہونا چاہیے تھا۔ تو مجھے جب لگا کہ یہاں تو منسٹرز بھی onboard نہیں ہیں۔ مجھے تھوڑا دکھ ہوا لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ جب فیڈرل میں ایک اور قصہ ہوا۔ اور وہ ہم تک پہنچا تو اُس کے بعد میری ساری reservation ہی ختم ہوگئی۔

☆☆☆☆☆۔ ☆☆☆☆☆☆☆۔ ☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ اِن کو حذف کرائیں۔ یہ بات بالکل fake ہے۔ کہیں آنریبل پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر کے پاس نہیں گئے۔ یا پرائم منسٹر اُدھر گئے۔ یہ ایک لطیفہ کسی ایک سیاسی لیڈر نے سنایا۔ آج اِس ہاؤس سے بھی بولا جا رہا ہے۔ This is fake news. ۔ یہ کیا بات ہے۔ یہ کونسی ایسی بات ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: آپ نے اِس کو کلیئر کر دیا، بڑا اچھا ہوگیا کیونکہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات تھی۔ سر! اِس کے علاوہ ادھر میں آجاتی ہوں اپنے بجٹ کی طرف۔ بجٹ پر میں بات کروں تو بہت in-detail بات ہوگئی لیکن میں یہ بات کہوں گی کہ کسی بھی صوبے کی یا کسی بھی ملک کی معاشی ترقی وہ related ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل مَیں کہتا ہوں کہ یہ speculations ہوں اور speculations پر بات کرنا میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر صاحب! مَیں نے آپ سے ریکوئسٹ کی ہے کہ اس کو حذف کر دیں۔ ورنہ وہ ریکارڈ کا حصہ بنے گا۔

جناب اسپیکر: جی exempted۔ جی exempted بالکل۔ جو بھی میڈم صاحبہ نے بات کی ہے وہ کارروائی

سے حذف کر لیں۔

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! چلو ٹھیک ہو گیا۔ اگر ہمارے سی ایم صاحب یہ کہہ رہے ہیں تو یقیناً وہ authentic بات ہوگی۔ مَیں اِسی لیے ہاؤس میں لے کر آئی تھی کہ وہ چیزیں کلیئر ہو جائیں۔ مَیں معاشی ترقی کی بات کر رہی تھی۔ تو معاشی ترقی وہ لاء اینڈ آرڈر کے situation کے ساتھ directly proportion ہے۔ اگر کسی جگہ میں لاء اینڈ آرڈر کی کنڈیشن اچھی ہے تو وہاں معاشی ترقی ہوگی۔ میرے صوبے کے اندر المیہ یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation بہت خراب ہے۔ اِس ہاؤس کے اندر سے بارہا آواز اُٹھی کہ law enforcement agencies کا بجٹ وہ increase کیا گیا اور in-return ہمیں کیا مل رہا ہے۔ سر! اگر میں یہ کہتی ہوں کہ یہ پورے کا پورا بجٹ بھی law enforcement agencies کو دے دیں آپ یقین کریں میرے سمیت اِس ہال میں بیٹھا ہوا کوئی ایک شخص بھی اعتراض نہیں کریگا اِس پر کہ اگر میرے صوبے کے اندر امن بحال ہو جائے۔ ہمیں اپنی فورسز کے جوانوں کی قربانی پر کوئی شک نہیں۔ ہم اُن کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہماری پولیس آئے دن اِسی دہشتگردی کا نشانہ بن رہی ہے۔ لیکن اِن کے ساتھ ساتھ ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ میرے صوبے کے جو نادار اور غریب عوام وہ بھی اِس کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ سر! ابھی ابھی یہاں ذکر ہوا میرے خیال میں شاید سلیم کھوسہ صاحب نے کہا کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کا اتنا ایشو نہیں ہے۔ سر! میں اُن کی بات کو کیسے مان لوں۔ گورنمنٹ کی رِٹ کیوں ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ چالیس، پچاس بندے آتے ہیں روڈ کو بلاک کر دیتے ہیں۔ مسافروں کو لُوٹ لیتے ہیں اغوا کر لیتے ہیں اور ہماری حکومت یہ کہتی ہے کہ آپ رات کے ٹائم سفر بند کر دیں۔ یہ تو کوئی حل نہیں ہے سر۔ پھر بھی اگر میں یہ سوال نہ کروں کہ اتنے جو ہم پیسے دے رہے ہیں لاء اینڈ آرڈر کی مد میں تو اُس میں in-return ہمیں کیا مل رہا ہے۔ kindly سر! اِس کو ہمیں دیکھنا پڑیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اُن کو بھی ضرور خراجِ تحسین پیش کروں گی سوراب کے اندر جو واقعہ ہوا۔ اور ہمارے ایک ڈی سی صاحب سر! وہاں ان کی شہادت ہوئی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ State ماں کا رول ادا کرتی ہے تو یہ وہ ساری فیملیز جو اِن crisis سے گزرتی ہیں، میری صرف سی ایم صاحب سے یہ ریکوئسٹ ہے کہ جب بھی کوئی ایسا incident ہو جاتا ہے، AC تمپ ابھی تک لاپتہ ہے۔ کیا گورنمنٹ اُن کو بازیاب کرا سکی ہے؟ سر اُن کی فیملی پر کیا کچھ گزر رہی ہے میں اور آپ ہم میں سے کوئی بھی بیٹھا ہوا شاید اُس چیز کو محسوس نہیں کر سکتا۔ شعبان سے ایک سال پہلے ایک ہی باپ کے تین بیٹے اغوا ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کی فیملی کو آج تک یہ پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ میری State یہاں ہے میری گورنمنٹ یہاں ہے اگر گورنمنٹ کی رِٹ ہے تو kindly آپ فوری طور پر اُن لوگوں کو بازیاب نہیں کرا سکتے لیکن آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ اُنکی

فیملیز کے سروں پر ہاتھ رکھ دیں۔ ایسے موقع پر اُن کی امید، اُن کی آس، دیکھیں جب آپ کی فیملی میں سے ایک مرد چلا جائے تو آپ پر کیا گزریگا تو اُس کے اندر یہ ہماری responsibility بنتی ہے کہ اُن فیملیز کے ساتھ ہم کھڑے ہو جائیں تو میرا یہ کہنا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation کو ضرور ہمیں ایڈریس بھی کرنا ہے۔ اِس کے لیے short term solution and long term solution. دونوں کی طرف جانا پڑیگا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں حالات خراب ہیں تو کم از کم آپ یہ تو مان لیں کہ خراب ہے آپ اِس چیز کو ایڈمٹ کریں گے تو اس کے solution کی طرف جائیں گے ہم آنکھیں بند کرلیں اور ہم کہیں کہ all is well سر! ایسا نہیں ہے سب چیزیں ٹھیک نہیں ہیں۔ آپ اپنی روڈز پر سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو باہر نکالتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ بچہ اغوا ہو جائے تو وہ بازیاب نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: conclude please Madam.

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! مصور خان آج تک لا پتہ ہے آپ مجھے بتائیں کہ میں کیسے کہہ دوں کہ گورنمنٹ کی رِٹ وہ یہاں چل رہی ہے۔ سر! دوسری بات سی ایم صاحب اُٹھ کر چلے گئے مَیں چاہ رہی تھی کہ وہ اس وقت یہاں ہوتے۔ کیونکہ جب میں اُنکو appreciate کرنے لگی ہوں تو اُن کی کسی بات پر تو وہ یہاں نہیں ہیں۔ گورنمنٹ جب بھی کوئی اچھا کام کرتی ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ I appreciate CM Sahib کہ اُنہوں نے ایجوکیشن کے معاملے میں جو reforms لے کر آئے ہیں، وہ ہمیں نظر بھی آ رہی ہے اور وہ ہم سب کو محسوس بھی ہو رہی ہے۔ appreciate مَیں یہ کروں گی کہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے دَور میں ہماری ایجوکیشن بہت اچھے لیول پر چلی گئی تھی۔ لیکن اُن کے جانے کے بعد ایجوکیشن کا جو سسٹم بالکل ڈاؤن ہو گیا۔ تو اُس کو اِن پچھلے دو تین مہینوں میں جس طرح سے سی ایم صاحب نے ایک بولڈ فیصلہ لے کے اُس پر قابو پایا ہے چاہے نقل کی روک تھام ہو چاہے وہ ایگزامز کے اندر جو سب کچھ چلتا تھا ایک مافیا اُسکی روک تھام ہو تو I would like to appreciate کہ ہمارا جو یہ چیئرمین لایا گیا ہے بورڈ کا اُنہوں نے بہت اچھا deliver بھی کیا ہے اور hopefully وہ اسکو آگے بھی لے کے چلیں گے۔ سر! جب ہم اس ہاؤس میں آج بھی بات کرتے ہیں بنیادی ضرورتوں کی۔ بنیادی ضرورتوں میں کیا ہے پانی بجلی گیس صحت تعلیم۔ یہ ساری وہ ہیں جو بنیادی ضرورتیں ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم اس صدی میں بھی کھڑے ہو کے ان بنیادی ضرورتوں کو رو رہے ہیں۔ تو مہربانی کر کے آپ نے جو ایلوکیشن جس بھی ڈیپارٹمنٹ میں کر دی بہت اچھا ہے وہ بلوچستان کے لوگوں کو deliver ہو جائے گراس رُوٹ لیول تک اسکا فروٹ چلی جائے تو اس سے زیادہ خوش آئند بات اور کوئی نہیں ہوگی۔ سر! ایک چیز اور مَیں نے اسمیں دیکھی پچیس سے تیس سال ہو گئے ہیں ہماری اس اسمبلی کے اندر اسی بحث کو چلتے ہوئے کہ اے

ایریاز کو بی میں convert کرنا ہے بی کو اے میں convert کرنا ہے لیویز کے ساتھ کیا کرنا ہے پولیس کے ساتھ کیا کرنا ہے یعنی ہم اس تک نہیں پہنچ سکے کہ اس کو ہم نے کیسے ہینڈل کرنا ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جس پر ڈسکس اور اپنی مکمل پلاننگ کی جائے بجائے کہ ایک روز ایک ایشو ہو جاتا ہے آرڈر کہ اِن ایریاز کو اے بنا دیا جائے اور اِن کو بی بنا دیا جائے تو اِن چیزوں کو بھی address کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرا یہ کہ میگا پروجیکٹس خواتین آپ کے خود admit کر چکے ہیں یہ جو اسپیچ ہم پڑھتے ہیں جس میں اُنہوں نے لکھا ہوا ہے کہ خواتین ہماری آبادی کا پچاس فیصد ہیں۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ اس پچاس فیصد آبادی کو جس طرح ignore کیا جا رہا ہے کوئی میگا پروجیکٹ خواتین کے لئے اس پی ایس ڈی پی میں حصہ نہیں بنایا گیا ہے۔ تو اسی سب کے ساتھ مَیں صرف اِتنا ہی کہوں گی کہ بلوچستان کے حالات بہت خراب اس لئے ہیں اور دیکھیں اس میں دو باتیں ہیں جناب! کہ ہم اپوزیشن میں ہیں ہم جس طرح سے اس حکومت وقت کا ساتھ دے رہے ہیں آپ کو نہیں لگتا ہے کہ ہمیں بار بار یہ سننا پڑتا ہے کہ یہ اپوزیشن friendly ہے ہمارا ووٹ بینک اس سے کتنا متاثر ہو رہا ہے کہ لیکن ہم یہ realize کر رہے ہیں کہ اس وقت بلوچستان کو ایک ایسے قیادت کی ضرورت ہے کہ جو مل بیٹھ کے یہ سارے فیصلے کریں بلوچستان کے حق کے لئے بلوچستان کے مستقبل کے لئے ہم اس حکومت کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے اس کے اچھے کاموں میں۔ لیکن جہاں ہمیں تھوڑی flaws نظر آئیں گے تو ہم اُسکو highlight ضرور کریں گے اور اُسکا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں ہم اس capacity میں تنقید کر رہے ہیں حکومت اسکو مزید improve کر سکتی ہے۔

جناب اسپیکر: تھینک یو میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! بہت شکریہ thank you once again سی ایم صاحب کا اس کے لئے شکریہ کہ وہ اس صوبے کا وہ واحد سی ایم ہیں جو کہ one message پر آپ کو available ہوتا ہے appreciate اس چیز کو مَیں ضرور کروں گی۔

جناب اسپیکر: ok.

محترمہ شاہدہ رؤف: باقی یہ چیز ہے کہ اگر گورنمنٹ اِس crisis سے گزر رہی ہے تو اپوزیشن اُسکے کندھے کے ساتھ کندھا اس لئے ملا کے کھڑی ہے کہ ہم بلوچستان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے سیریس ہیں۔

جناب اسپیکر: جی زرین مگسی صاحب! short and to the point.

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور):

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ اسپیکر صاحب وقت دینے کا شکریہ اگر ہم بجٹ Book کھول کر دیکھ لیں تو کچھ salient features نظر آئیں گے ہم کو اور اِن salient features کو مَیں hsighlight کرنا چاہ رہا ہوں آج تھوڑا سا۔ پہلے achievement جو ہے، مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس حکومت کا جو پی ایس ڈی پی فنڈز کا سو فیصد استعمال ہونا ہے۔ اِس فنڈ کو پورا اور بروقت استعمال ہونا مَیں سمجھتا ہوں کہ ایک کامیابی ہے۔ اگر یہ مثال بن جائے اور یہ اگر یہ precedent set ہو جائے آنے والی حکومتوں کے لئے، آنے والی گورنمنٹس کے لئے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کافی فنانشل اور ڈویلپمنٹل ایشوز حل کی طرف جا سکتے ہیں۔ یہ ایک اور چیز second achievement کہ skilled development کے لئے سولہ ارب روپے رکھنا اور ساتھ ہی ساتھ محترمہ بینظیر بھٹو سکالرشپ پروگرام، دیکھیں یہ وہ چیزیں ہیں جو اپنی یوتھ کو ہم ایک fighting chance, national اور internationally دے سکتے ہیں مقابلے کا ایک chance دے سکتے ہیں۔ دوسری چیز، ایک additional safe city project جی کہ اس سے یہ ہوگا کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے۔ اس سے یہ ہوگا جی کہ جو کرائم ہے یہ کرائم ریٹس اس سے کم ہوں گے کرائم کی deterence ہوگی اور اگر کرائم کم نہیں ہوا تو track and trace مجرم کو track and trace کرنا آسان ہو جائے گا۔ اِس کے علاوہ آخر میں جی ایک ضروری پوائنٹ مَیں highlight کرنا چاہوں گا ریونیو میں land revenume management system اسپیکر صاحب اگر ہم پالیسی ایکٹ میں addition کی بات کر رہے ہیں یا reforms and good governance کی بات کر رہے ہیں تو پہلا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ What is good governance. اب good governance کا short summary مَیں دوں تو transparency, accountability, reponsibilty, efficiency, so on and so for. مگر good governance کا سب سے بڑا اہم نقطہ، اس انفارمیشن gathering and data collection جب آپ کے پاس data ہو اسپیکر صاحب تب آپ ایریز آف امپرومنٹ آئیڈنٹیفائی کر کے آپ ٹیکل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جی جب آپ کے پاس data آپ کے سامنے پڑا ہو تو آپ درست اور بروقت فیصلے بھی کر سکتے ہیں جس کو ہم کہتے ہیں کہ informed and timely policy decision. تو مَیں گزارش کروں گا آنرایبل سی ایم صاحب سے کہ ہم across the board ہر سیکٹر میں ہر ڈیپارٹمنٹ میں انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم انٹروڈیوس کریں تا کہ چیزیں مزید اسٹریم لائن ہو سکیں۔ مَیں جی اسکا Lilve example دیتا ہوں۔ ایگریکلچر سیکٹر کو دیکھ لیں کہ ڈوزرز ہاورز چلے ہیں جی one hundred and sixy seven thousand، اور one hundred and ninety four اور اسمیں جی چوبیس ہزار سات سو اٹھتر ایکڑ جو ہیں تیار ہوئی ہیں زمینیں۔ اب سوال پہلے یہ اُٹھتا ہے کہ چوبیس ہزار سات سو اٹھتر ایکڑ میں سے کتنی زمین اِس خریف سیزن میں زیر کاشت ہوگی۔ اگر

آپ کے پاس ڈیٹا ہوتا اگر آپ کے پاس mapping ہوتا یہ آپ کے سامنے ہوتا اِسکا جواب۔ دوسری بات اور دوسرا سوال لازمی یہ ہے کہ یہ کافی اہم پوائنٹ ہے جی۔ لازمی سرکار نے فنڈز مختص کی ہوگی ڈوزرز ہاورز کے لئے، ٹھیک ہے، چلنے کے لئے۔ ایسے سمجھیں کہ سرکار نے انویسٹ کی ہے ڈورزرز ہاورز میں اور زمین کو برابر رکھنے کے لئے۔ اب مَیں یہ کہوں گا کہ اِس انویسٹمنٹ کی مد میں بلوچستان حکومت کو کتنے ریونیو کتنے پیسے جنریٹ ہو رہے ہیں۔ تو This is basically investment سرکار نے یہ فنڈ رکھا ہوا ہے اُس سے output اور revenue generation کتنی ہو رہی ہے تو یہ سوال اگر ہمارے پاس data ہوتا تو یہ چیزیں سامنے ہوتیں اور اِس لئے مَیں یہ گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ ہم جی We are passing through a financial crunch. ہم ایک financial crunch سے گزر رہے ہیں اور اس کے علاوہ فنانشل constraints آتی ہیں تو مَیں سمجھتا ہوں میری تجویز یہ ہے کہ اُن پروجیکٹس میں انویسٹ کرنی چاہیئے جن میں جی revenue generate ہوں اور impactful schemes ہوں ایجوکیشن میں جی ایک تجویز ہمارے تین ہزار پچیس اسکولز بند اسکولز جو فنکشنل ہو چکی ہیں ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہوتی ہے جی یہ اسٹارٹ ہوتا ہے۔ یہ جو اسکولز ہیں تین ہزار پچیس اِنکو مینٹین کرنا اسپیکر صاحب it is the real question اور جو اصل چیلنج ہے یہ نہ ہو کہ ہم ایک سال چھ مہینے کے بعد کوئی مانیٹرنگ میکنزم یا سسٹم inplace نہ ہو جائیں اور وہ بند ہو جائیں۔ تو اس لئے مَیں کہہ رہا تھا کہ یہ تین ہزار پچیس اسکولز جو ہیں ان کو مانیٹر کیئے جائیں۔ اور اس سسٹم میں اس کی supervision کے لئے۔ آخر میں جی SDG Goals یہ Sustainable Development Goals کے مطابق ایک معیاری تعلیم کے اوپر فوکس ہے goal ہے ہمارا۔ اور اس معیاری تعلیم کے اوپر فوکس کرنا پڑے گا اسپیکر صاحب۔ اس کی ضرورت بھی ہے تاکہ ہمارے بچے ہر شعبے میں اور nationally بھی اور internationally بھی مقابلہ کر سکیں۔ آج کل کا جو دور ہے اسپیکر صاحب بہت مشکل ہو گیا ہے دنیا بہت competative ہو چکی ہے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ کامیابی کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے three approaches. یعنی معیاری تعلیم اور اسکے ساتھ اچھی تربیت اور تیسرا جو ہے جی skilled tallent تو یہ تینوں These three are approach for recepy of success. کہ تعلیم، ٹیلنٹ اور تربیت۔ یہ تین چیزیں ہیں اگر اِن کے اوپر ہم فوکس کریں تو ہمارے مسئلے اور مسائل کافی حل ہو سکتے ہیں۔ اسپیکر صاحب! I know کہ ٹائم کی کمی ہے مَیں تھوڑا سا ایک دو Last Points پر بولنا چاہوں گا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے اسپیکر صاحب کہ ہیومن ڈویلپمنٹ کے اوپر ہم کو توجہ دینی پڑے گی۔ اور مَیں آپ کو تھوڑا سا explain کروں کہ ہیومن ڈویلپمنٹ ہے کیا۔ اکثر ہم بلوچستان کی ترقی ایک Lens سے دیکھتے ہیں۔ And that Lens is PSDP, finances, funding and monoritory lenses. اب دیکھیں یہ تھوڑا سا important ہے ابھی کیونکہ وہ مَیں سمجھتا ہوں finances ایک بڑا اہم پہلو ہے ڈویلپمنٹ اور ترقی کے لئے۔ مگر ہیومن ڈویلپمنٹ جس کو ہم اکثر neglect کرتے ہیں۔ It is equally importment and we can not afford to neglect this aspect. تو بدقسمتی سے ہم نے یہ neglect کی ہے۔ اور مَیں جی آپ کو example دیتا ہوں اسکا ہیومن ڈویلپمنٹ کا۔ کہ کیا ہم پیسوں کے ساتھ پیسے پمپ کر کے کیا ثقافت ہم بڑھا سکتے ہیں یا ثقافت کو ہم فروغ دے سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنے پیسوں کے ساتھ اپنی تربیت دلا سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنی روایتیں اور طور طریقے تہذیب چینج کر سکتے ہیں پیسوں کے ساتھ یا بہتر کر سکتے ہیں یا بڑھا سکتے ہیں؟ The answer is no. تو یہ جی intengable چیزیں ہیں جو ہم بلوچستان میں neglect کرتے ہیں اور اسکے اوپر ہمیں توجہ دینی چاہیئے But this is what builds Nations. اور اگر آپ Nation building کرنے کی بات کریں تو اِن چیزوں کو سامنے رکھنا پڑے گا پھر جا کر کے آپ کی قوم، آپ کی Nation بڑھے گی اور بنے گی۔ تو مَیں جی یہ چیزیں ہیومن ڈویلپمنٹ کی مد میں آتے ہیں، یہ scope میں آتی ہیں اور ایک step میں further کہوں گا کہ یہ میرے ہاتھ میں ہے جی۔ "Unleashing the potential of a young Pakistan". جی یہ 2017ء میں پبلش ہوا تھا مجھے یاد ہے مَیں 2018ء میں cover to cover پڑھا اور as I became MPA تین چار مہینے کے بعد مَیں نے واپس پڑھا۔ اب اسکو جی آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ This is a very important document مَیں سب سے گزارش کروں گا کہ یہ UNDP, National Human Development Report کو پڑھ لیں جو ہمارے یوتھ کو tackle کرنا۔

(خاموشی۔ اذان)

اگر یہ رپورٹ پڑھی جائے اور موجودہ حالات کو اگر دیکھیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم اسپیکر صاحب! ایک ہم بلوچستانی بلکہ پورا صوبہ بلوچستان ایک اہم، میرے انداز میں، میری نظر سے ایک اہم crossroads پر ہیں۔ اور سپیکر صاحب وہ وقت آ گیا ہے جہاں ہمیں youth and youth bulge کو utilize کر کے prioritize کر کے youth-centric policies بنائیں۔ اسمیں جی آٹھ سال پہلے اِس رپورٹ میں:

"Unleashing the potential of a young Pakistan"

اِس میں وہی چیزیں تھیں آٹھ سال پہلے، جو ابھی ہم کو نظر آ رہی ہیں۔ تو It's important کہ یہ ڈیٹا کو بھی پڑھیں۔ اور جی پھر ایک پختہ ایمان کے ساتھ ایک فیصلہ کریں کہ جی ایک وژن اور ایک مشن کے ساتھ کام کیا جائے۔ اسپیکر صاحب

! آخر میں اِس سرزمین، اِس دھرتی کے وارث، اِس اسمبلی کے وارث، یہ جو ہمارے طور طریقے ہیں، یہ جو ثقافت ہے ہماری، اس کے وارث جو ہیں نوجوان طبقہ ہیں، ہمارا یوتھ ہیں۔ تو تھوڑا سا ہم کو سوچنا پڑے گا، سوچنا چاہیے کہ کس قسم کا بلوچستان ہم چھوڑ کے جانا چاہ رہے ہیں اپنے یوتھ کو کہ بلوچستان ہم چھوڑ کے جا رہے ہیں بلوچستان کے، بلوچستان ایک پسماندہ علاقہ ہے اور violent علاقہ ہے، chaos ہے اِدھر۔ یا وہ بلوچستان جہاں ہم دکھائیں لوگوں کو کہ اِدھر ترقی پسند لوگ ہیں، امن پسند لوگ ہیں یونائیٹڈ لوگ ہیں اور forward-thinking لوگ ہیں۔ تو مجھے اور آپ کو جی یہ noble and the worthy House جو ہم کہتے رہتے ہیں مقدس اور معزز ایوان جو ہے، لوگ ہم کو دیکھتے ہیں اسپیکر صاحب۔ This is some thing very important. لوگ ہم کو role-model دیکھتے ہیں اور ہم کو follow کرتے ہیں۔ تو ہمیں رویہ اپنا، اپنا character اپنا، اور اِدھر سب گنہگار ہیں مَیں اپنے گریبان کو پہلے پکڑوں گا اور دیکھوں گا۔ اِدھر رویہ ٹھیک رکھنا چاہیے، We should focus on things like honour and integrity مہمان نوازی جو اصل ہماری ثقافت اور روایتیں ہیں اِس خطے کے، اُن کو دکھانا چاہیے اور عمل بھی کرنا چاہیے اس کے اوپر۔ تو جی آخر میں یہ جو ہمارے یوتھ ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اِن یوتھ کو decision-making process میں شامل کرنا چاہیے۔ یہ جو یوتھ ہے بلوچستان میں، یہ already disillusioned ہیں۔ یہ already کیا کہتے ہیں disenfranchised ہیں۔ تو اُن کو open کرنا پڑے گا۔ اسپیکر صاحب! meaningful engagement کے ساتھ، تو یہ ایک quote میں پڑھنا چاہ رہا ہوں۔ اور یہ ایک important quote بھی ہے اور ایک message بھی ہے:

“My young friends, I look forward to you as the real makers of Pakistan, do not be exploided and do not be misled. Create amongst yourselves complete unity and solidarity. Set an example of what you can do and what this youth can do. Your main occupation should be in fairness to yourself, to your parents, and in fairness to the State, and to devote your attention to your studies. یہ ایک quote ہے قائداعظم محمد علی جناح کا ہے ڈھاکہ میں 1948ء Thank you.

جناب اسپیکر: محترمہ غزالہ گولہ بیگم صاحبہ۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): Thank you اسپیکر صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں

اپنے سی ایم صاحب کی ٹیم، پی اینڈ ڈی کی ٹیم، فنانس، میر شعیب نوشیروانی صاحب اور ان کی ٹیم کو اور ساتھ میں اپنی اسمبلی کی ٹیم کو بھی مبارکباد دیتی ہوں جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا اور اس کے ساتھ میں اپوزیشن کو بھی thank you کہتی ہوں کہ جنہوں نے ان کا ریکارڈ ہے چاہے last year کا سیشن تھا یا اس سال کا سیشن تھا، انہوں نے جس فراخدلی اور خوش اسلوبی سے جو ہے Sessions کو چلنے دیا۔ کیونکہ جس طرح سے ہم نے دوسرے provinces کی Assemblies میں دیکھا جو کہ ایک مچھلی مارکیٹ کی طرح بنی ہوئی تھی وہ چیزیں تھیں لیکن اپنی روایات کو رکھتے ہوئے جس طرح سے اسمبلی نے بھی اپنا role play کیا اور ٹریژری بینچز نے، اِن سب کے لیے مبارکباد دیتے ہیں اپنی اسمبلی کو کہ یہ چیزیں کامیابی سے جو ہے وہ بجٹ پیش ہوا اور ایک balanced اور سرپلسڈ بجٹ تھا۔ اور جس کی خوبی یہ تھی کہ 95 پرسنٹ جو ہے بجٹ اس کے اوپر جو ہے یوٹیلائز ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسپیکر صاحب میں یہ کہوں گی کہ جس طرح سے یہ گلوبل چینجز آئی ہوئی ہیں۔ پھر میں اپنے چیئر پرسن بلاول بھٹو زرداری صاحب کو بھی مبارکباد دوں گی اور ساتھ میں thank you کہوں گی پرائم منسٹر صاحب کا جنہوں نے جو یہ delegation انہوں نے ترتیب دیا۔ جو یہ diplomatic delegation for key dialogues کے لیے جو ہے باہر مما لک میں گئے اور انہوں نے اپنے ملک کی سفارتی اور جنگی جو کامیابیاں کیں، اُن کو لے کر کے آگے چلے۔ اور اُنہوں نے بہت خوبصورت طریقے سے اپنے ملک کی جو ہے وہاں پر نمائندگی کی۔ جس کو ہم سراہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو ایران کے اوپر اور فلسطین پر جو اسرائیل کا حملہ ہے۔ اُس کے لئے بھرپور طریقے سے مذمت کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا ایک ہمسایہ ملک بھی ہے۔ اور ساتھ میں اسلامی ملک بھی ہے۔ اِن چیزوں کے اوپر ہم شدید طریقے سے مذمت کرتے ہیں کہ یہ چیزیں ختم کی جائیں۔ اور اِن کے اوپر جو ہیں وہ اسمبلی میں بھی قرارداد لا کے اسکو منظور کرایا جائے۔ اِس کے ساتھ اسپیکر صاحب مَیں یہ کہوں گی کہ بجٹ کے حوالے سے جس طرح سے ہماری ongoing schemes ہیں ان کو سی ایم صاحب کو یہ request کریں گے کہ kindly اُن کی allocation جو ہیں جو last year والی جو ہماری 2024-25 والی اسکیمات ہیں۔ اُن کی allocation مکمل کر کے دی جائے کیونکہ اس طریقے سے تین تین اور چار چار سال کے اندر جو ہیں وہ نامکمل ہوتی ہیں ہماری اسکیمات اور دن بدن جس طرح سے مہنگائی بڑھتی ہے تو جتنا بجٹ رکھا ہوتا ہے اس طرح ہمارے اسکیمات پوری بھی نہیں ہوتی ہیں۔ پھر مَیں reserved seats کی بات کروں گی۔ مَیں شکریہ ادا کرتی ہوں CM صاحب کا کہ اُن کا ایک پلس پوائنٹ بھی آئیگا اور تھوڑا سا اس کے اوپر ہمارے تحفظات بھی تھے کہ ہمارا بجٹ جو ہے خواتین کا وہ کیوں last year سے کم کیا گیا۔ لیکن بجٹ ہمارا کم کیا گیا جس طرح ہم کہتے ہیں کہ فلاں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہے یا دوسرا ہیلتھ ہے، یہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ تو خواتین بھی ہماری جو ہیں اسمبلی کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ اِن کے بغیر کوئی چیز جو ہے وہ

ممکن نہیں۔ لیکن جو پلس پوائنٹ یہ ہے کہ سی ایم صاحب نے تمام ہمارے جو 11 فیمل ہیں اُن کو ایک برابر بجٹ allocate کیا چاہیے وہ اپوزیشن کی تھی یا ٹریژری بینچ کی لیکن سب کو ایک جتنا جو ہے وہ بجٹ جو ہے وہ دیا گیا ہے خواتین کو۔ تو ساتھ میں مَیں یہ پھر دوبارہ یہ کہوں گی کہ reserve seats کے لئے کیونکہ سوائے چند ایک خوتین کے جن کے پاس ڈیپارٹمنٹس ہیں، بقایا تمام ہمارے جو ہیں ایم پی ایز ہیں اُن کے پاس کوئی نہ ڈیپارٹمنٹ ہے نہ کوئی اور اُن کے پاس بجٹ ہوتی ہے کہ جن کو وہ utilize کر سکے۔ اور ساتھ میں یہ کہیں گے کہ جس طرح ہماری چھوٹی اسکیمات ہوتی تھی۔ اب جو ہے کئی، اگر youngster کیلئے بات کرتے ہیں کہ اُن کے لئے چیزیں ہو، بے روزگاری ہے لوگوں کے لئے جو ہیں روزگار فراہم کئے جائیں۔ تو مَیں یہ کہوں گی کہ ہمارے جو خواتین ہیں جو ہمارے needy women ہیں اُن کے لئے بھی کوئی چھوٹی اسکیمات رکھنی چاہیے جس طرح پہلے ہم میڈیسن کی مد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے، کیمونٹی ہالز ہم یتے تھے۔ کمیونٹی ہال، میڈیکل کا تھا۔ اسکالرشپ تھی، مشین تھیں، یہ چھوٹی چھوٹی اسکیمات تھیں جن کے اوپر اگر ہم لوگوں کو روزگار فراہم نہیں کر سکتے تھے یا انہیں اور کوئی چیزیں نہیں دے سکتے تھے لیکن کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ ہماری عورتیں چھوٹی چیز کے اوپر بھی خوش ہو جاتی ہیں آپ نے ابھی ہمیں تین منٹ کا، چار منٹ کا ٹائم دیا تو ہم بہت خوشی سے کھڑی ہو گئیں کیونکہ آپ نے خواتین کو نمائندگی دی۔ تو خواتین کی چھوٹی جو سکیمات ہیں یا چیزیں ہیں وہ ہمارے نیکسٹ بجٹ میں ہم یہ سی ایم صاحب کو ضرور کہیں گے کہ ان کو consider کیا جائے بجائے یہ کہنے کے کہ عدالتوں سے جو ہے یہ چیزیں ختم ہو چکی ہیں انہیں جو ہے دوبارہ include کیا جائے اپنے بجٹ میں بقایا سی ایم صاحب ٹائم سپیکر صاحب نے زیادہ ٹائم نہیں لوں گی کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ٹائم لیٹ ہو گیا ہے یہ حیر دین ڈرینیج ہمارا ایک پروجیکٹ ہے تو میں اس میں مختصر یہ کہوں گی کہ اس کی رِی ماڈلنگ کی اس کی اشد ضرورت ہے کیونکہ وہاں ہمارے ایریا میں جو ہیں وہ سیلاب ہمیشہ آتے رہتے ہیں ان کے جو پشتے اور بینکس ہیں ان کی جو وہ اتنے کمزور ہو چکے ہیں اور depth بھی اس کی اتنی کم ہے کہ جب بھی کوئی بارش ہوتی ہے کوئی تو وہاں پر جو ہے وہ سیلاب آجاتے ہیں تو اس کی رِی ماڈلنگ کے لیے میں ضرور اس میں کہوں گی کہ دوبارہ اس کی رِی ماڈلنگ ہونی چاہیے اور واپڈا کی اسپیشلی میں اپنے علاقے کے لیے بات کروں گی کیونکہ ہمارا بہت گرم ترین علاقہ ہے۔ اور یہ واپڈا ٹرانسمیشن لائن جو ہے اب بھی صحبت پور کی طرف جو ہے وہ گڈو سے یہ لائن آتی ہے۔ ہم نے اِسے منظور کروائی یہ ہو چکی ہے یہ اوچ پاور پلانٹ سے approved ہے لیکن اب تک ڈیرہ اللہ یار تک یہ پہنچی ہے اور صحبت پور تک جو ہے اس کی لائن نہیں آئی۔ تو Kindly میں اسمبلی کی توسط سے اس سے یہ کہوں گی کہ کیونکہ ہمارا ایریا جو ہے بہت زیادہ گرم اور لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے الیکٹرک کی۔ تو اس کو جو ہے صحبت پور تک جو ہے اس کو لانا چاہیے اس واپڈا کی اُس کو اوچ پاور پلانٹ سے جو ہے اس کو کنیکٹ کرنا چاہیے۔ Thank you سپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: Thank you so much. جی ظفر آغا صاحب۔ میڈم ابھی ٹائم بہت ہے آپ بیٹھیں اور relax کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر۔ وَ اعتصبُ حب للہ جمیعاً ولا تفرّ قُو۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ honourable Speaker جیسا کہ ہم سب دوستوں کو بخوبی اندازہ ہے کہ بلوچستان میں اِس ٹائم 2025ء اور 2026ء کا بجٹ پیش ہوا ہے۔ جناب اسپیکر ہر ممبر نے اچھے اچھے تجاویز دیے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے تنقید کی ہے۔ بہت سے لوگوں نے بجٹ کو سراہا۔ جناب اسپیکر سب سے ہم بھی کوشش کریں گے جو اچھی اچھی چیزیں ہوں گی اس کو highlight کریں گے جو چیزیں debatable ہوں گی اس میں ہم بات کریں گے۔ جناب اسپیکر! منسٹر ہیلتھ چلے گئے ہیں اُن سے میری ایک گلا بھی ہے شکوہ بھی ہے۔ ہمیں میسج آتے ہیں کہ SNEs جمع کر دیں SNEs کے لیے ہمیں پورا ایک ٹائم لگتا ہے اپنے ضلع سے SNEs کو collect کرنا اس کے اعداد و شمار کو دیکھنا اور پھر وہاں پہ ایک ایک جگہ پہ جا کے جن ہاسپٹلز کا چوکیدار نہیں ہوتا جن ہاسپٹلز کا LHVs نہیں ہوتی ہیں۔ اس طرح کی بہت سی پوسٹیں ہیں جس پر طویل ڈسکشن کیا جاتا ہے کر سکتے ہیں بہرحال SNEs دے کے وہ نہیں آنا اور بجٹ میں مجھے کدھری نظر نہیں آیا البتہ یہ گلہ رہے گا کہ سرانان میرا ایک تحصیل ہے انڈس ہاسپٹل کو ہم نے دی ہے جناب اسپیکر۔ اور بہت ہی بہترین ایک ہاسپٹل ہے۔ اس میں یہ ہوا ہے کہ میں نے request کی تھی کہ اسکی tenure کو آگے بڑھایا جائے آج مجھے پتہ چلا ہے کہ اس کو بھی وائنڈ اَپ کر رہے ہیں تو یہ چیزیں میرے ساتھ تو زیادتی نہیں ہیں حلقہ پی بی 49 کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ اور اُس کے ہاسپٹل کی اگر آپ او پی ڈیز کو دیکھیں جناب اسپیکر تو دو دفعہ منسٹر صاحب خود آئے ہیں۔ ایک دفعہ جب سردار فیصل جمالی منسٹر تھے تو وہ آئے اور بڑا appreciate کیا۔ ایک دفعہ بخت محمد صاحب کو میں خود لے کر گیا انہوں نے بھی بڑا appreciate کیا۔ تو میری request ہو گی کہ اس کو وائنڈ اَپ نہ کیا جائے وعدہ تو کر لیا یہ باہر سی ایم صاحب کے سامنے اب دیکھتے ہیں کہ اس کا کیا بنے گا۔ دوسرا ایک بجٹ کے اوپر بحث کرنا میرے حساب سے بلوچستان کے کچھ روایات، کچھ ویلیوز، ہم اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیپارٹمنٹل وائز اگر میں چیدہ چیدہ آجاؤں اور اس کو اگر میں دیکھ لوں تو ایک ہزار پلس بجٹ پیش ہوا ہے جناب اسپیکر۔ ترقیاتی 250 اور غیر ترقیاتی 640 آپ دیکھیں جناب اسپیکر اس میں بہت سی چیزیں جو میں نے پڑھی ہیں۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ یوتھ کے لئے بہت کم چیزیں رکھی ہیں For example ہم سپورٹس کو لے لیتے ہیں پچھلی بار بھی میں نے منسٹر صاحبہ سے میں نے Request کی تھی کہ پشین بہت نزدیک ہے کوئٹہ سے آپ کچھ پشین کے لیے رکھ لیں۔ بہرحال مجھے اس دفعہ بڑی امیدیں تھیں کہ یہاں پہ مجھے ڈیپارٹمنٹل کچھ پشین کو ایک اسٹیڈیم ملے یا کچھ کھیل کے گراؤنڈ ملیں مجھے نہیں لگتا میں نے جب پی ایس ڈی پی چیک کیا تو میڈم کی

ڈیپارٹمنٹ کو میرے خیال سے 100 ملین یہ جو کچھ بھی نہیں ہے 100 ملین یعنی بالکل یوتھ کے ساتھ میرے حساب سے یوتھ بہت ہی اپ سیٹ ہے اس بجٹ کو سپورٹس کے حوالے سے اگر میں بات کروں۔ لائیو سٹاک کا بھی یہی پوزیشن ہے جناب سپیکر۔ میں گزارش کرتا ہوں اس میں بہت سی ایسی چیز وہ مجھے یہ دیکھنے کو ملی اس بجٹ میں کہ اس دفعہ پی ایس ڈی پی میں 100 پرسنٹ Allocation دیا گیا ہے جو کہ بہت ہی میں یہ کریڈٹ مجھے پتہ ہے کہ میر سرفراز بگٹی صاحب کو جائے گا کیونکہ ہمارے ہاں ہمیشہ جب ہم کچھ کام کرواتے تھے اس کو ادھورا چھوڑ کے پھر نیکسٹ پی ایس ڈی پی میں اس کی Allocation mark ہوتی تھی اور اس کے اوپر پھر کام سٹارٹ ہوتا تھا جناب اسپیکر یہ ہماری حلقے میں ہم تو سمجھ سکتے ہیں کہ بجٹ کے ایشوز ہیں مگر ہمارے حلقے میں ایسے لوگ ہیں جو وہ اس چیزوں کے اوپر باقاعدہ جملے کستے ہیں کہ میرے خیال سے یہ جو فنڈز ہیں جو سٹارٹ میں کوئی کام سٹارٹ ہوتا ہے for example اگر فور کلومیٹر ہے تو اس کو دو کلومیٹر ہم اس سال پورا کرتے تھے، دو کلومیٹر اگلے سال اس کو پورا کرتے تھے۔ اُس کی جو اچھی اقدام اس کی ہے وہ 100 پرسنٹ ایلوکیشن دینا ہے میں اس کو سراہتا ہوں دوسری بات جناب اسپیکر ہیلتھ کے بارے میں اگر میں بات کرسکوں تو ہیلتھ اور ایجوکیشن ہمارا امین وہ ڈیپارٹمنٹس ہیں جو اس ٹائم ہماری یوتھ اور بلوچستان کے جتنے بھی جوان ہیں وہ اس کو بڑی فوکس، یعنی ficuslly دیکھتے ہیں۔ یہ ایجوکیشن کو آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر یہاں پر construction of two rooms تین ہزار سکول دیئے گئے ہیں جس کے لیے چھ ہزار ملین رکھے گئے ہیں جناب اسپیکر۔ اب two rooms اِسکے بعد SNEs کے بعد ہمیں میسج آنا شروع ہو جائے گا کہ آپ Two rooms کہاں کہاں جاتے ہیں ہم اگر جگہ دے بھی دیتے ہیں for example میری constituency میں اگر 10 جگہ دے دیتا ہوں تو وہاں پر 10 جگہ کی بجائے دو جگہیں آجاتی ہیں یا تین جگہ اجاتی ہیں باقی رہ جاتے ہیں تو جناب اسپیکر اس میں میں یہ س suggest کروں گا کہ یہ جو rooms کے لیے پیسے رکھے ہیں اس کو آپ revonation کی طرف لے جائیں تا کہ یہ renovate ہو جائیں، ہائی سکول ہمارے مڈل اسکول ہمارے پرائمری سکول ہمارے اس ٹائم اس خستہ حال میں جناب اسپیکر کہ پشین کے حالات اس ٹائم یہ ہیں کہ 300 سکول میری constituency میں یا ضلع پشین کی میں بات کرسکوں، اس ٹائم پر بند پڑے ہوئے ہیں۔ اگر for-example ہم اس کے renovation پہ جاتے ہیں ہائی سکول کو ریلیویٹ کرتے ہیں تو میرے خیال ہے کہ جناب اسپیکر بہت سی چیزیں streamline ہوسکتی ہیں۔ جناب اسپیکر میں ایک دوسری چیزیں پہ آتا ہوں upgradation of fifty middle schools یعنی 50 مڈل سکول کے لیے ہائی لیول اس کے لیے پانچ ہزار ملین رکھا گیا ہے یہ بھی بہت کم ہے۔ میرے حساب سے یہ 15 ہزار ملین ہونی چاہیے تھی کیونکہ جو مڈل سکول ہماری جس پوزیشن میں اس ٹائم ہیں، ہر constituency اگر دیکھا جائے یہی حالات ہیں یہی پوزیشن ہے۔

upgradation of hundred schools ان لوگوں نے دیے ہیں مڈل لیول اسکولز کے، اُس کے لیے بھی تقریباً300 ملین رکھی ہیں وہ بھی کم ہیں۔ بہت ہی کم ہے جناب اسپیکر۔ سولرائیزیشن کے لیے پی ایچ ڈیپارٹمنٹ کے لیے ڈیپارٹمنٹل رکھا گیا ہے 1500 ملین۔ جناب اسپیکر یہ ایک بہت اچھا پروجیکٹ ہے جو بلوچستان کے طول وعرض میں پچھلے سال بہت سے ٹیوب ویلز جو سولرائزیشن پہ چلے گئے تھےاس کے لیے میرا ماننا یہ ہے کہ بلوچستان کو اگر ایریا وائز دیکھا جائے، ڈسٹرکٹ وائز دیکھا جائے، ڈویژن وائز دیکھا جائے تو یہ پیسے کچھ بھی نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! ڈیپارٹمنٹل سولرائز پر جانا اور ڈیپارٹمنٹل اِن بورز جو پی ایچ اِی نے پرانے جو پڑے ہوئے ہیں اُس کو سورائز کرنا میرے خیال سے یہ پیسے بہت کم ہیں۔ جناب اسپیکر مَیں appreciate کرتا ہوں، یہ پیپلز ٹرین کے بارے میں جو یہاں پر PSDP میں یہ رکھا گیا ہے 1500 million مَیں گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ کچلاک سے کوئٹہ چل سکتی ہے تو مَیں گزارش کرتا ہوں کہ اول تو چمن سے آپ کی constituency سے start ہو۔ اگر چمن سے نہیں ہوسکتی تو مَیں گزارش یہ کرتا ہوں کہ یارو سے start ہو کیونکہ یارو 12 لاکھ آبادی پشین کی ہے اِس سے پشین کے لوگ مستفید بھی ہوسکتے ہیں اور آپ کی ٹرین بھر بھر کر یہاں آئے گی اور بڑا بہترین اقدام ہوگا۔ مَیں یہ request کرتا ہوں گورنمنٹ آف بلوچستان سے CM صاحب سے کہ آپ اِس کو یارو تک لے جائیں۔ جناب اسپیکر! اریگیشن چیک ڈیمز جو بہت بڑا اِس کو جو مَیں نے نزدیک سے اِس PSDP کو دیکھا ہے check dams کے لیے 2000 million رکھے ہیں جناب اسپیکر check dams وہ dams ہیں جو پچھلے سے پچھلے tenure میں بھی بنے ہیں آپ یقین جانئے میری constituency میں ایسے dams بنے ہوئے ہیں جو پانی یعنی اُس کے اُوپر بہت کم خرچہ لگے گا کہ اگر ہم اُس کو بنا لیں اُس کی repairing کر لیں جناب اسپیکر اُس پر ہم بہت ہی زیادہ پانی کو secure کر سکتے ہیں۔ مگر اُس کے لیے خاطر خواہ پیسے نہیں رکھے گئے ہیں، میری CM صاحب سے پھر گزارش ہے P&D منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اریگیشن کے منسٹر صاحب نہیں ہیں ہوتے تو بڑا اچھا ہوتا مَیں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کہ گیلا صاحب نے اِس چیز کو بھی mention کیا ہے کہ بہت سے ڈیم leak ہیں۔ اُس کے لیے بھی پیسے رکھے جائیں، مَیں اِس چیز کو appreciate بھی کروں گا کیونکہ بہت سے ڈیم اِس ٹائم ہمارے سارے طول وعرض بلوچستان میں leak ہوچکے ہیں اگر ہم اِس کے 50% پیسے بھی اُس ڈیم پر لگالیں تو ہمیں نئے ڈیم بنانے نہیں پڑیں گے۔ جناب اسپیکر یہاں پر ایک اور چیز جو مَیں نے بہت ہی نزدیک سے سوشل ویلفیئر، سوشل ویلفیئر کے لیے ایک اسکیم اِن لوگوں نے رکھی ہیں RAMP، دس ملین رکھے ہیں۔ Ramp وہ چیز ہے جناب اسپیکر جہاں پر جو معذوروں کے لیے ایک ramp بنایا جاتا ہے ہسپتال کے سامنے وہ 10 ملین اِس کے کچھ بھی نہیں ہے یہ ہر ہسپتال میں ہر انٹرنیشنل ہوسپٹل میں ہر جگہ internationally طور پر

بھی آپ چلے جائیں تو آپ ایک wheel chair ہوتے ہیں وہاں پر Ramp ہوتا ہے اور اُن لوگوں کے لیے جو disable لوگ ہوتے ہیں وہ اِن چیزوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر مَیں گزارش کرتا ہوں یہ provision of TRI,motorcycles of disable ladies کے لیے رکھا گیا ہے جناب اسپیکر۔ اِس کے لیے 100million رکھے ہیں، why not ladies and gents both۔ کیونکہ جناب اسپیکر مَیں بس صرف آپ کے دومنٹ لوں گا میرے بہت یہ چیزیں بڑی نزدیک سے میں نے observe کی ہیں disable لوگ ہمارے they are very special people, they near and very close to our hearts. Thats why I am saying کہ اس کا بجٹ بڑھایا جائے اور اِس کو اِس کے جتنے بھی کوٹے ہیں جناب اسپیکر اِس کو ensure کیا جائے جس جس ڈیپارٹمنٹ میں ہیں اِن لوگوں کو ensure کیا جائے کہ تاکہ یہ لوگ اِس چیز سے مستفید ہوں۔ جناب اسپیکر! میری constituency میں اَجرم ایک بہت بڑا بہت بڑا علاقہ ہے جناب اسپیکر۔ یہ یہاں پر کچلاک سے DHA جونہی ختم ہوتا ہے اِن پہاڑیوں سے start ہوتا ہے پھر آ کر آپ کا سرانان بازار تک آتا ہے۔ اِسی طرح میں نے ایک روڈ وہاں کے لیے CM صاحب کو مَیں نے request بھی کی تھی C&W منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، مَیں اِن کو request کرتا ہوں کہ یہ request کرتا ہوں کہ یہ ایک اسکیم CAP میں چلی گئی ہے، یہ 2019 کی اسکیم تھی جہاں پر earth work ہو چکا ہے، box convert بن چکے ہیں، وہاں کے جتنے بھی water bound ہوا کرتا تھا aggregate base course اُس ٹائم نہیں ہوا کرتا تھا waterbound بھی روڈ کے shoulders پر پڑے ہوئے ہیں۔ مگر آپ یقین کریں 17 سے 18 کلومیٹر ہے وہ بالکل اُس کے اُوپر پھر کام نہیں ہوا ہے۔ مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں CM صاحب نے مجھے اُس کے لیے directive بھی دیئے کہ آپ بالکل اِس کو چلائیں یہ ایک بہت اپنی اہمیت کا حامل روڈ ہے مَیں گزارش یہ کرتا ہوں کہ جتنی بھی یہ CAP Schmes ہیں آپ اِس کے لیے ایک الگ سا debate رکھتے ہیں میٹنگ رکھتے ہیں بشمول ہم سارے پارلیمان جتنی جتنی CAP schemes ہیں اُس کو آپ ensure کروائیں دوبارہ اِس کو آپ run کروائیں اِس میں اور کچھ بھی نہیں اِس کے لیے کچھ فنڈ ز رکھنے ہیں اور اُس کام کو آگے چلانا ہے۔ جناب اسپیکر! تحصیل حرم زئی کے لیے مَیں نے گزارش کی تھی وہاں پر تحصیل بنی ہوئی ہے عرصہ دراز ہے THQ ہسپتال جو بنیادی حق ہے جناب اسپیکر اِس میں کوئی ابہام نہیں ہے مگر اُس کے اُوپر بھی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا ہے۔ باقی بجٹ مَیں appreciate کرتا ہوں ایک دفعہ پھر کہ پشین کے لیے buses کا جو green buses ہیں وہ ہمیں دیا گیا ہے پشین کے لیے مَیں تہہ دل سے مشکور ہوں CM بلوچستان صاحب کا CM صاحب کہ اُس نے اِتنے زبردست پشین کے لیے ایک بہت زبردست

ٹرانسپورٹ کا بندوبست green buses کی شکل میں کیا ہے۔ جناب اسپیکر! سوشل ویلفیئر دوبارہ دو points ہیں جو میرے بہت نزدیک سوشل ویلفیئر کے پاس اِس ٹائم بالکل فنڈ نہیں ہے۔ جب بھی ہم نے directives بنائے ہیں جب بھی ہم نے اِس کے اُوپر میٹینگز کی ہیں جب ہم patient کراچی بھیجتے ہیں جناب اسپیکر وہ patient وہاں پر admit نہیں ہوتا کیونکہ وہاں پر سوشل ویلفیئر کے پاس وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے کو فنڈ نہیں ملا ہے یہ لوگ ہمارے مقروض ہیں۔ جناب اسپیکر اِس کو مَیں highlight اِس لیے کرتا ہوں کہ بہت سے مریض اِس سے مستفید ہوتے ہیں طول وعرض۔ بلوچستان کے طول وعرض سے مَیں گزارش کرتا ہوں کہ سوشل ویلفیئر کو strengthen کیا جائے کیونکہ یہ آپ کا بنیادی جو health کے ساتھ related بھی ہے اور بہت سے اچھے اچھے کام کرتا بھی ہے دوسری بات جناب اسپیکر مَیں آخری بات اِنشاءاللہ آپ کا ٹائم نہیں لوں گا۔ جناب اسپیکر PPHI کے لیے گورنمنٹ آف بلوچستان نے پیسے رکھیں اِس ٹائم بہت سے ہوسپٹلز پر بند ہوسپٹلز پر کام شروع ہے مَیں اِس کو بھی appreciate کرتا ہوں کیونکہ وہ ہوسپٹلز عرصہ دراز سے بند پڑے ہوئے تھے اُس کے لیے SNEs بھی ہوگئی ہے میری گزارش صرف اور صرف ہیلتھ اور ایجوکیشن کے ہیں۔ جناب اسپیکر یہ بہت کم ہیں اِس کے لیے جتنا بھی ہم کریں میرے خیال سے آپ سے گزارش صرف یہ ہے کہ آپ بھی in a lighter mode کہ آپ بھی آئیں چمن کو represent کریں مَیڈم کو chance دیں۔ میڈم بھی آجائیں۔

جناب اسپیکر: وہ تو اگر اجازت ہو تو میں نیچے آنے کے لیے تیار ہوں۔

سید ظفر علی آغا: آپ بھی چمن کے لیے بات کرسکیں میر زابد کو یا۔

جناب اسپیکر: مَیں تیار ہوں یہ تو ہاؤس کا فیصلہ ہے لیکن I dont know قانونی طور پر اِس میں کیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: ہم آپ کو سننا چاہتے ہیں کہ آپ چمن کے لیے کیا لے کر گئے ہیں کیا کم ہے کیا زیادہ ہے کیونکہ آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے ہیں with a lighter mode، آپ میرے بھائی ہے thank you جناب اسپیکر۔ خوش رہیں آباد رہیں، thank you۔ وما علینا اِلا البلاغ المبین۔

جناب اسپیکر: محترمہ اُم کلثوم صاحبہ۔

محترمہ اُم کلثوم: بہت شکریہ جناب اسپیکر بہت جلدی مجھے موقع دیا بات کرنے کا مجھے افسوس یہاں پر بیٹھے اُن کچھ تنگ ذہنیت والے لوگوں پر ہوتی ہے جو خواتین کو برداشت نہیں کرتے ہیں اِس ایوان میں یا اُن کو بولنے نہیں دیتے ہیں، حالانکہ وہ آئین جس کے تحت ہم حلف لیتے ہیں اُس میں برابری کا جو ہے ہمیں وہ درجہ دیا گیا ہے لیکن پھر بھی ہماری بیچ میں بدقسمتی یہ ہے کہ جو ہے وہ ہمیں برابری کا درجہ اِس Supreme House میں نہیں دیا جاتا جہاں ہم کہتے ہیں کہ ہم باقی

خواتین کی حقوق کی بات کریں گے۔ جب یہاں پر ہمیں برابری کا حق نہیں ملے گا تو ہم grassroot level جا کر یا اپنی communities میں جا کر اپنی خواتین جو کیسے جو ہے وہ facilitate کریں گے یا کیسے اُن کو جو ہے وہ motivate کریں گے۔ بہت افسوس ہوا آج بہرحال۔ افسوس اس بات کا کہ آپ لوگ جو فیصلے کرتے ہیں کہ اِس خاتون نے بولنا ہے اُس نے نہیں بولنا اُس نے بولنا ہے اِس نے نہیں بولنا۔ یہاں پر ایک ایک گھنٹہ speech ہوتی ہے ہمیں to be honest اُن ممبران کی بات بھی سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا بات کر رہے ہوتے ہیں اور کس انداز میں بات کر رہے ہوتے ہیں، لیکن ہمیں پانچ منٹ hardly ہم پانچ منٹ بات کرنا چاہتے ہیں لیکن چار گھنٹے سے میں بیٹھی ہوئی ہوں چار دن پہلے مَیں نے اپنا نام لکھوایا اِس کے باوجود اگر ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا جاتا تو اِن خواتین کو formaility کے لیے آپ لوگوں نے اِس ایوان میں بٹھایا ہوا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ thank you so much۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کو 1948 سے ہی۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کو 1948 ء سے ہی ایک وفاقی اکائی کی بجائے ایک نوآبادیاتی کالونی ہی سمجھا گیا، روزِ اوّل سے ہی یہاں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور اِس صوبے کو جو ہے اُن غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے جو ہے ایک حالتِ جنگ اور حالت مایوسی کی طرف دھکیلا گیا۔ لیکن ایک خوش آئند بات یہ تھی کہ اٹھارویں آئینی ترمیم جب پاس ہوئی تو یہاں کی قوموں کو یہ لگا کہ اب ہمیں ہمارے حقوق ملیں گے۔ اب پارلیمنٹ سپریم ہوگی اب عدلیہ آزاد ہوگی اب جو ہے یہاں کی عدالتیں جو ہے وہ جو ہے خودمختار ہوں گی، یہاں کی میڈیا جو ہے، وہ آزاد ہوگی لیکن بجٹ کے حوالے سے ہمیں جو سنا، ہم نے جو سنایا ہمیں جو بتایا گیا یا ہم نے جو مشاہدات کیے کہ ہونا تو یہ چاہیے تاکہ بجٹ اِس پارلیمنٹ کی تمام ارکان کی مشاورت سے بنایا جاتا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ جو ہے وہ باہر سے چھپوا کر لایا گیا۔ اِس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پارلیمنٹ ایک ایسا پارلیمنٹ ایک وقت میں ہوا کرتا تھا جو نہ صرف اِس صوبے کے مفاد میں فیصلے لیتا تھا بلکہ پورے ملک کے مفاد میں اِس پارلیمنٹ کی توسط سے فیصلے ہوتے تھے۔ آج یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ پارلیمنٹ اپنی ساکھ اور اپنی وقار کھو چکی ہے۔ ہم ہمیشہ بات کرتے ہیں کہ بلوچستان میں جو ہے وہ major departments یا major sectors میں بنیادی ضروریات یا basic facilities کا فقدان ہے۔ آج دُنیا جدید technological سے گزر رہی ہے لیکن آج بھی ہم بلوچستان میں تعلیم کے لیے جو ہے وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہم یہاں پر جو ہے معیاری تعلیم کے لیے ترس رہے ہیں۔ بلوچستان میں آج بھی 77 سالوں کے بعد بھی معیاری تعلیم کا فقدان ہے۔ مَیں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ بات highlight کی تھی یہی ایوان تھا میں آج بھی یہ بات highlight کرنا چاہتی ہوں کہ خوش آئند بات ہے کہ آپ لوگوں نے تعلیم کا بجٹ increase کیا لیکن آپ اُس بجٹ کو خرچ کیسے کر رہے ہیں؟ آپ جو ہے بلوچستان میں کیا اُس چیز پر جو ہے focus کر رہے ہیں جس چیز کی بلوچستان کے نوجوانوں کو

ضرورت ہے؟ ہم جو ہے کتنے ہزاروں نوجوان جو ہے ایک سال میں بے روزگار پیدا کر رہے ہیں اُن کے ہاتھوں میں ڈگریاں تو ہوتی ہیں لیکن وہ روزگار کے لیے دربدر پھر رہے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ ہم بلوچستان میں ٹیکنیکل ایجوکیشن متعارف کرائیں؟ freelance artificial intelligence جیسے شعبے یہاں پہ متعارف کروائیں تا کہ یہاں روڈوں پر روز طلبہ کا احتجاج ہوتا ہے ملازمین کا ہوتا ہے وہ اپنے لیے بعد میں خود روزگار کے جو مواقع ڈھونڈ سکیں۔ تو میری گزارش یہی ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں اِس چیز کو جو ہے وہ focus کیا جائے اِس کی علاوہ ہماری far flung areas میں آج بھی بغیر ہی کسی سروے کے بغیر کسی جو ہے وہ strategy کے سکولز بنائے جاتے ہیں وہ سکولز کس لیے ہوتے ہیں صرف ہمارے جو ہیں وہ بیٹھک جو ہمارے نواب ہیں یا سردار ہیں یا جو ہمارے علاقوں کے عمائدین ہیں اُن کی بیٹھکیں ہوتی ہیں وہ سکولز نہیں ہوتے ہیں۔ ہم یہ suggestion دینا چاہے کہ سروے کیا جائے وہاں پر جو ہے اِس طرز پر سکول بنائے جائیں کہ جہاں ضرورت ہے وہاں سکول ہونا چاہیے سکولوں کے اندر آپ جو ہے ڈیجیٹل تعلیم کو متعارف کرائیں۔ ڈیجیٹل لائبریریز ہونی چاہیے اِسی طرح جناب اسپیکر! Balochistan Education Endowment Fund کے لیے جو پیسہ رکھا گیا ہے مَیں سمجھتی ہوں وہ بہت ہی کم ہے ایک تو اُس کو بڑھایا جائے دوسری ایک تشویشناک بات یہ سننے میں آئی ہے کہ اُس فنڈ کے تحت جو پیسے ہیں وہ دوسرے صوبوں کے طلبہ میں تقسیم ہو رہے ہیں اگر اِس بات میں کوئی صداقت ہے تو leader of the House kindly اِس کی انکوائری کروائیں اور ایوان کو جو ہے اِس کے متعلق آگاہی دیں۔ جناب اسپیکر! صحت کے حوالے سے بجٹ میں بہت سی چیزیں رکھی گئی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم! ایک منٹ میں ہاؤس سے رائے لینا چاہوں گا اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کے لیے جو dinner box یا running dinner کا بندوبست کیا جائے؟ تو اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، نہیں تو پھر continue کریں۔ جی؟ اچھا نہیں۔ ok, thank you. جی میڈم continue کریں۔ اِس کے علاوہ Civil Hospital, BMC اور بلوچستان کے جتنے ڈسٹرکٹس ہیڈکوارٹرز میں سرکاری hospitals ہیں اُن کے جو فنڈز ہیں اُس میں بھی کٹوتی کی گئی ہے یہ بھی ایک تشویش ناک بات ہے ہمارے تین میڈیکل کالجز ہیں جھالاوان میڈیکل کالج اِس کے علاوہ مکران میڈیکل کالج اور لورلائی میڈیکل کالج یہ ہمارا آثاثہ ہے میں سمجھتی ہوں ڈاکٹر مالک بلوچ کے دور میں جو ہے یہ میڈیکل کالج کا قیام لایا گیا لیکن اب تک ہم اِن کو fully طور پر functional کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اِن کا جو وقار ہے وہ اِتنا بلند کرے کہ یہ پاکستان کے باقی میڈیکل کالجز کے ساتھ اِن کے طلباء جو ہیں وہ compete کریں لیکن ہم آج بھی جو ہے وہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کو focus کر رہے ہیں اور جو ہمارے اثاثے

ہیں یا already جو ہیں وہ ہمارے میڈیکل کالجز ہیں سرکاری ہم اُن کو فوکس نہیں کر رہے ہیں۔ یہاں پر کنٹریکٹ ملازمین کی ایک بات add کی گئی تھی بجٹ میں۔ تو یہ بھی ایک ظلم ہے بلوچستان کے عوام کے ساتھ کہ آپ جو ہے وہ permanent کی بجائے ملازمین کو جو ہے وہ contract basis پر بھرتی کر رہے ہیں already بیروزگاری اِتنی زیادہ ہے already مایوسی اتنی زیادہ ہے اِس بات کے بعد مَیں سمجھتی ہوں کہ اِس فیصلے کے بعد مایوسی میں اور اضافہ ہوگا۔ مَیں مختصر کرنا چاہوں گی جناب اسپیکر! چونکہ میں نے points بہت لکھیں ہیں لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں تھوڑا مختصر کرنا چاہوں گی۔ ایگریکلچر جو ہے وہ بلوچستان یا پورے پاکستان کی economy کا backbone ہے اور بلوچستان کی آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ Pakistan institute of development Economics کے تحت 70% سے 75% جو poverty ہے بلوچستان میں اور income کے حساب سے 60% ہے۔ اور 70% سے above جو ہماری آبادی ہے اُن کا ذریعہ معاش یا livestock یا ایگریکلچر ہے یا پھر ماہی گیری ہے۔ ہم ماہی گیروں کا تو استحصال کر رہے ہیں لائیوسٹاک پر بھی ہم کوئی خاص توجہ نہیں دیتے ہیں اِس کے علاوہ ایگریکلچر میں جو ہمارے ساتھ مَیں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان basket of fruits ہیں جو export کر سکتا ہے fruits overall نہ صرف پاکستان کو بلکہ پوری دُنیا کو لیکن اُس صورت اگر زمینداروں کو جو ہے وہ facilitate کیا جائے اُنہیں آسان قسطوں پر کھادیں اور subsidy دی جائے ایگریکلچر سیکٹر کو جو ہے وہ specially focus کرنے کی ضرورت ہے ایک اور بہت اہم چیز ہے میں leader of the House کی جو ہے وہ توجہ چاہوں گی کہ ایگریکلچر کالج کوئٹہ جو 1987ء میں establish ہوا اور یہاں پر جو ہے سالانہ طور پر 800 سے زائد جو students ہیں وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں، گریجویٹ ہوتی ہیں لیکن 2014ء میں جو ہے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے 5 ارب سے زائد کا جو فنڈ ہے وہ allocate کیا وہاں کی یونیورسٹی کی بلڈنگ بنی لیکن اب جو ہے اُس بلڈنگ کو NUTECH کے حوالے کیا جا رہا ہے یہ ظلم ہے بلوچستان کے طلباء کے ساتھ یہ ظلم ہے اُس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اور یہ ظلم ہے یہاں کی جو عوام ہے یہاں کی جو اسٹوڈنٹس ہیں اِس فیصلے پر kindly نظرثانی کی جائے۔ Law and Order situation کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ law and order کے لیے خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن آج بھی۔

جناب اسپیکر: آپ کہہ رہی تھی کہ میں time کا خیال رکھ رہی ہوں۔

محترمہ اُمِّ کلثوم: جی بالکل۔

جناب اسپیکر: wind-up کریں جی پلیز۔

محترمہ اُمّ کلثوم: باقیوں کے حساب سے میں ٹائم کا خیال رکھ رہی ہوں۔ Law and order کے حوالے سے خطیر رقم law and order کے لیے رکھی گئی ہے لیکن آج بھی مَیں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان میں جو ہے وہ حکومتی رِٹ نہ ہونے کے برابر ہے نہ سیاسی کارکن آپ کا محفوظ ہے نا آپ کا student محفوظ ہے کوئی بھی جو ہے کسی بھی شاہراہ پر پرامن طور پر ہر ایک کو اپنی جان ومال سے جو ہے وہ خطرات لاحق ہیں تو kindly اِس چیز کو جو ہے وہ اِس پر نظر ثانی کی جائے حکومت اپنی رِٹ قائم کریں اور دوسرا یہ ہے کہ سیاسی کارکن بلوچ یکجہتی کمیٹی سمیت نیشنل پارٹی کے جو سیاسی کارکن، غفار قمبرانی ہے وہ گزشتہ تین ماہ سے جو ہے وہ پابند سلاسل ہے وہ بھی غیر آئینی طور، پر غیر قانونی طور پر، تو مَیں سمجھتی ہوں کہ سیاسی کارکنوں سے اُن کا آئینی اور جمہوری حق اگر چھینا جائے گا تو بلوچستان کے حالات مزید خراب ہوں گے۔ CM صاحب سے گزارش ہے کہ 70ء کی دہائی میں آپ کی پارٹی نے جو غلطی کی تھی وہ غلطی۔ وہ غلطی kindly آپ نہ دوہرائیں۔ بلوچستان کے عوام کی زخموں پر آپ مرہم رکھ سکتے ہیں۔ خدارا جو ہے ہر مسئلے کا حل نکلتا ہے ایک قدیم کہاوت ہے کہ اس مٹی پر کوئی بھی ایسا مسئلہ کبھی بھی نہیں اُبھرتا جس کا حل اس مٹی میں موجود نہیں ہو۔ تو بلوچستان کے مسئلے کا حل بلوچستان میں موجود ہے kindly آپ اس مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے اور یہاں پر امن و بھائی چارہ اور محبت سے ہر مسئلے کا حل تلاش کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you madam. مجید بادینی صاحب! بالکل short آپ نے speech کرنی ہے۔ دو سے تین منٹ آپ کے پاس ٹائم ہے۔

انجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق): اعوز باللہ من شیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب سب سے پہلے میں مبارک باد پیش کروں گا سی ایم بلوچستان کو اور فنانس منسٹر بلوچستان کو اور پی اینڈ ڈی منسٹر کو اور اُن کی پوری ٹیم کو کہ اُن لوگوں نے ایک تاریخ رقم کی ایک ہزار ارب سے زائد کا بجٹ پیش کیا بلوچستان میں اور اس کے بعد بھائی کو ایک اور مبارک باد میں سی ایم اور اُن کے ٹیم کو دینا چاہتا ہوں کہ اِن لوگوں نے جو، ہر سال ہم ہمیشہ حذب اختلاف کی سیاست کرتے رہے تو ہمیشہ ہم لڑتے رہتے تھے کہ بلوچستان کے وسائل پہلے سے بلوچستان تباہ ہے اور یہ پیسے ہر سال واپس کیے جاتے ہیں وفاق کو۔ الحمدواللہ اس دفعہ 100% پیسے یہاں پر خرچ ہوئے۔ اس پر بھی ہم اپنے وزیر اعلیٰ صاحب اور اُس کی ٹیم کو appreciate کرتے ہیں۔ اور میں کچھ تھوڑی سی باتیں آپ سب، صاحب نے ایک منٹ کا کہا ہے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ زمینداروں کو ensure کرائیں سی ایم صاحب کہ ہمیں rates ابھی آپ دیکھیں چاول میں نقصان، گندم میں نقصان، ٹماٹر میں نقصان، پیاز میں نقصان اللہ تعالیٰ کی قسم سر میں بھی چالیس ایکڑ کا زمیندار ہوں مر گئے ہمارے زمیندار اور کسان نصیر آباد میں۔ بالکل ہمیں اتنی طاقت

نہیں ہے کہ ہم ابھی خریف کا بیج خرید سکے یا زمینوں کو اپنا ہل لگوا سکیں خدارا اِن چیزوں کا پہلے سے ہمیں پتہ ہونا چاہیے کہ گندم دیکھو اگر آپ گندم کو اس طرح نقصان کریں گے زمیندار نہ آگے گندم کاشت کریں گے نہ چاول کاشت کریں گے۔ جب ہم کاشت نہیں کریں گے یہ چیزیں آپ کو دُنیا سے اور زیادہ مہنگائی سے خریدنے پڑیں گے اور اس ملک پر بوجھ بڑھے گا۔ اپنے لوگوں کو سنبھالے اپنے زمینداروں کو سنبھالیں۔ مجھے بہت سارے دور ہیں میرے بہت سارے زخم ہیں میں بہت سارا بات کرنا چاہتا تھا مگر سی ایم صاحب کہہ رہے ہیں کہ جلدی بند کرو تو میں نے ختم کر دیا والسلام جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: thank you very much. جی زاہد علی ریکی صاحب short بالکل short کریں۔

میر زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! دل تو پہلے کرتا تھا کہ میں short کروں اور دو تین منٹ بات کروں مگر مجبوری ہے کچھ دوستوں نے واشک کا نام لیا اسی وجہ سے سر آپ سے اور ہمارے سارے دوست colleagues وغیرہ بیٹھے ہیں۔ یہ میرا ذرا speech تھوڑا غور سے سن لیں کہ میں speech اپنے زات کے لیے کر رہا ہوں یا واشک کے عوام کے لیے کر رہا ہوں یا اپنے مفاد کے لیے کر رہا ہوں۔ ذرا ہمارے سارے جتنے colleagues ہیں بشمول ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جو یہ تین دنوں سے بحث ہو رہی ہے بجٹ کے بارے میں 2025-26ء کے جناب اسپیکر صاحب بات یہ ہے بجٹ بہت سے گزر گئے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ پاکستان کا وجود 1947ء سے لے کر جو آج تک جو بجٹ پیش ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے واشک کو ہر حوالے سے نظر انداز کیا گیا ہے سوائے یہ جو بجٹ آیا ہے 2025-26 کا میں سی ایم صاحب کو appreciate کرنا چاہتا ہوں سی ایم صاحب کا۔ یہ جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب یہاں پر بیٹھیں یا نہیں بیٹھیں اُنہوں نے واشک کے عوام کے لیے کیا ہوا ہے۔ واشک کے مظلوم عوام کے لیے یہ جو بجٹ میں ایک ڈیم دیا ہوا ہے 25 ارب روپے کا اور 5 ارب روپے کا اُس نے پیکج دیا ہوا ہے یہ ٹوٹل 30 ارب روپے بن جاتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ اگر اس میں آپ دیکھ لیں میرا ذات کا ایک اسکیم نہیں ہے۔ یہ واشک انڈیا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب، یہ واشک افغانستان نہیں ہے کہ سی ایم نے یہ فنڈ دیا ہوا ہے۔ ہمارے colleagues مولوی نور اللہ صاحب قابل احترام ہے قابل قدر ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب اسپیکر صاحب میں تنگ نظری نہیں کر رہا ہوں قلعہ سیف اللہ ہو، چاہے آپ کا خضدار ہو، چاہے آپ کا پنجگور و تربت ہو چاہے جو بھی بلوچستان کے districts 32 ہیں۔ میں اُس میں تنگ نظری نہیں کروں۔ جس کو ملا ہے جتنا ملا ہے وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ مگر مولوی نور اللہ صاحب قابل احترام ہیں ہمارے حضرت مولانا واسع صاحب پی اینڈ ڈی کے دس پندرہ سال وزیر رہا ہے الحمد واللہ قلعہ سیف اللہ اللہ تعالیٰ کا مہربانی ہے آپ جا کے دیکھ لیں گلی گلی میں روڈ ہے ہر جگہ میں ہسپتال ہے ہر جگہ میں الحمد واللہ اُس کے بدولت ہم نے کبھی

تنگ نظری مولوی نوراللہ صاحب نہیں کیا ہوا ہے کہ مولانا واسع صاحب آپ نے پی اینڈ ڈی کا منسٹر ہو کے دس سال پندرہ سال یا بیس سال آپ نے سارا پیسے قلعہ سیف اللہ کو لے گئے ٹھیک ہے قلعہ سیف اللہ والے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے حلقے کے ہیں حق اُن کا بنتا ہے بلوچستان میں کہتا ہوں سی ایم صاحب آپ بیٹھے ہیں میں کہتا ہوں ہر district کا جو backward ہے ہر district جو ہر حوالے سے پیچھے ہیں چالیس ارب پچاس ارب ساٹھ ارب دے دیں میں اس میں تنگ نظری نہیں کرنا چاہتا ہوں وہ بلوچستان کا ایک حصہ ہے بلوچستان کا ایک حلقہ ہے محبّ وطن ہے اس بلوچستان کے لیے اس سرزمین کے لیے اُن لوگوں نے قربانی دیا ہوا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارے دوست ہر جگہ میں سی ایم صاحب آپ کے علاوہ جب اُس دن جب بجٹ پیش ہوا اور جب چیمبر میں ہم جا کے بیٹھ گئے تو آپ کے تین چار منسٹرز سی ایم صاحب میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں ہمارے اپوزیشن چیمبر میں آ کے اُن لوگوں نے کہا کہ ہم یہ بجٹ کو نہیں مانتے ہیں میں نے کہا دیکھ لو اگر لوگوں کو بجٹ قبول ہے یا نہیں ہے بجٹ پیش ہوا ہے بجٹ صحیح ہوا ہے اگر لوگوں کو بجٹ میں کوئی بات کرنا ہے تو اسمبلی فورم ہے آپ منسٹرز ہیں آ کے بات کرلیں۔ ☆☆☆☆☆۔ ☆☆☆☆☆۔ ☆☆☆☆☆☆۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) سی ایم صاحب بات یہ ہے کہ اسپیکر صاحب آپ لوگ سب بیٹھے ہیں میں آپ لوگوں کو خدارا آپ لوگ سارے میرے بھائی ہیں۔ آپ لوگ مہربانی کریں سی ایم صاحب! یہ میرے دوست جتنے ہیں جن بندوں کو اعتراض ہے کہ واشک کو اتنا فنڈ ملا ہے آپ اپنا ہیلی کاپٹر اِن لوگوں کو دے دیں یہاں سے واشک، پلانتاک، گھڑان، جنگیان وہ جا کے اس علاقے میں دورہ کریں بعد میں آجائیں پھر پتہ چلے گا کہ واقعی واشک ضلع پسماندہ ہے یا میں خدانخواستہ یا سی ایم صاحب آپ نے اس ضلع کو اتنے پیسے دیے ہیں میں یہ جو تیس ارب روپے ہیں وہ آپ واپس لے لیں اور اُسی لوگوں کو دے دیں۔ میرا جناب اسپیکر صاحب میرا ہمسایہ یہاں پر پنجگور بھی ہے آپ کا خاران منسٹر فائنانس یہاں پر بیٹھا نہیں ہے یہ کچھ آس پاس پنجگور کے جتنے بندے وہاں پر واشک میں آئے ہیں 48 ہزار اسکوائر کلومیٹر ہے جناب اسپیکر صاحب۔ بلوچستان میں پہلا district آپ کا چاغی ہے رقبے کے حوالے سے دوسرا district آپ کا واشک ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اگر یہ پیسے کل جائیں گے یہ appreciate پیپلز پارٹی اور سی ایم صاحب کو ملے گا۔ یہ میں بحیثیت عوامی نمائندہ میرا حق یہی تھا کہ میں سی ایم صاحب کو واشک لا کے سی ایم صاحب واشک آپ نے خود دیکھ لیا بشمول چار پانچ منسٹرز اُس کے ساتھ تھے۔ اور میں چیف سیکرٹری صاحب کا بہت مشکور و ممنون ہوں کہ اُس نے باقاعدہ کہا کہ جو واشک کا فائل آئے گا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آنکھیں بند کر کے میں یہ فائل سی ایم صاحب کو بھیج دوں گا اُس کو بھی میں appriciate کرتا ہوں اُس نے بھی واشک کے عوام کے ساتھ بہت تعاون کیا ہے۔ جو حق کی بات ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں

نے پہلے بھی کہا ہے اگر اپوزیشن میں بیٹھ کے گورنمنٹ صحیح کام کرے ہم اُس کو appreciate کرتے ہیں۔ میں اپوزیشن بنچ میں بیٹھا ہوں مگر آج جو میں تعریف کرر ہا ہوں۔ سی ایم سرفراز کا اُس کی کابینہ کا اُس نے واشک کو انشاءاللہ، اللہ نے زندگی دی۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ دو تین سالوں کے بعد آپ واشک آجائیں انشاءاللہ واشک کی تقدیر انشاءاللہ رب العالمین نے زندگی دی آپ خود دیکھ لیں گے، جناب اسپیکر صاحب! یہ 25 ارب کا ڈیم ہے، جناب اسپیکر صاحب! یہ ایران کا پانی پنجگور کا پانی واجہ سب بیٹھے ہوئے ہیں رخشان کا پانی تربت کا پانی یہ سارا پانی آ کے وہاں پر جذب ہوتا ہے ضائع ہو رہا ہے آمون ماشکیل میں جناب اسپیکر صاحب! یہ پانی جناب اسپیکر صاحب! یہ جب ڈیم نہیں تھا ہمارے تین مہینے چار مہینے ماشکیل کے زمینی راستے منقطع ہوتا تھا جناب اسپیکر صاحب! زمینی راستے منقطع ہوتا تھا جناب اسپیکر صاحب! یہ پانی مفت ضائع ہو رہا تھا۔ اگر آج ڈیم بنیں گے ماشکیل واشک آس پاس کے جتنے زمیندار ہیں وہ آباد ہوں گے۔ وہ اُس میں آپ کے آپ لوگوں کے علاقے کا فائدہ ہے، آپ لوگوں کے بلوچستان کا فائدہ ہے میں کہتا ہوں ہم لوگ ہر جگہ میں تعریف کرتے ہیں کہ حب کا ڈیم پورا بلوچستان میں نمبر ایک ہے جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں فرسٹ ڈیم یہ ٹنک کی ضرورت تھی آپ کا ہوگی انشاءاللہ مقابلے میں پورا بلوچستان میں یہ ڈیم یہ معمولی ڈیم نہیں ہے یہ سب علاقے کا عوام کے لیے ہے ابھی آپ جا کے واشک میں کتنے تعریفیں سی ایم سرفراز کی ہو رہے ہیں یہ بجٹ کے حوالے سے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہماری colleagues میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔☆☆☆☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) بابا زاہد نے نہیں لے گیا ہوا ہے یہ بابا واشک کی عوام کے اوپر خرچ ہو رہا ہے۔ چاہے ایگریکلچر ہے چاہے ہیلتھ ہے چاہے ایجوکیشن ہے خدارا مت ☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) خدارا رسول کی وجہ سے۔

جناب اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ expunge کئے جاتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: سپیکر صاحب صاحب بات سنیں۔ اگر آپ لوگوں کو اگر کم ملا ہے میں سی ایم کا ہاتھ چوموں گا خدارا اِن کو بھی پیسہ دیدو۔ کیا میرے جیب سے تو نہیں جار ہا بلوچستان کے خزانے سے جا رہے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں جناب سپیکر صاحب! وفاق نے کیا دیا ہوا ہے؟ وفاق نے کچھ بھی نہیں دیا ہوا ہے۔ اگر جو بھی کیا ہوا ہے ہمارے سی ایم صاحب نے آپ لوگوں کو سب کو راضی کیا ہوا بھائی۔ جس کا حق بنا ہے اُسی کا حق کے مطابق آپ لوگوں کو ملا میں سلیم صاحب ہمارے پارلیمانی مسلم لیگ (ن) کے، مَیں اُس کا بہت مشکور و ممنون ہوں اِس اسمبلی فلور پر اُس نے شکریہ ادا کیا کہ بھائی اگر واشک کو ملا ہے جس کو ملا ہے ہم اِس میں تنگ نظری نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you

میر زابد علی ریکی: اِس میں بالکل اُس کا حق بنتا ہے جناب اسپیکر صاحب! اِسی وجہ سے جناب اسپیکر صاحب! میں نے اِس وجہ سے یہ بات کیا۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہی تھا کہ بلوچستان کا ہر ڈسٹرکٹ کا ہم چاہتے ہیں کہ آباد رہے اور ہر ڈسٹرکٹ کو جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں ترقی ملے ہر بلوچستان کے کونہ کونہ میں کہتا ہوں ہیلتھ، ایجوکیشن کمیونیکیشن ہر حوالے سے ہم کہتے ہیں آباد رہے۔ بلوچستان کا آبادی ہم سب کا آبادی ہے۔

جناب اسپیکر: thank you

میر زابد علی ریکی: بلوچستان کے ہر حلقے کا جناب اسپیکر صاحب! ہم اُس کو کہتے ہیں appreciate کرتے ہیں۔ جناب سی ایم صاحب، قائد ایوان صاحب! مہربانی کریں☆☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆ (**بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے**)۔۔۔۔ (**مداخلت**) نام نہیں لوں گا جناب اسپیکر! نہیں لوں گا۔

جناب اسپیکر: thank you

میر زابد علی ریکی: نام نہیں لوں گا جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you

میر زابد علی ریکی: سی ایم صاحب مذاق کر رہے ہیں نام نہیں لوں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! نہیں نہیں نام نہیں لوں گا نام لینا ناجائز ہے۔ اُس نے باقاعدہ اُس نے باقاعدہ اپوزیشن چیمبر میں ایسا سوختہ ہوگیا کہ اُس دن بجٹ کے دن میں کہتا ہوں میرا گلہ پکڑے۔ میں نے کہا بابا میرا گلہ نہیں پکڑو۔۔۔ (**مداخلت**)۔ بھائی نام نہیں لیتا ہوں اسپیکر صاحب کہتا ہے میرا نام لے لو شاید میں ہوں۔ نہیں اسپیکر صاحب میں آپ کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں بہر حال۔

جناب اسپیکر: thank you very much that's its ok. آپ کا point آ گیا۔ مینا مجید صاحبہ، مینا مجید صاحبہ آپ پلیز۔ please take your seat مینا مجید صاحبہ کا Mic on کریں۔ مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و امور نوجوانان): جی اسپیکر صاحب! please restore order in the House. پلیز۔

جناب اسپیکر: پلیز۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و امور نوجوانان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے مَیں سی ایم بلوچستان میر سرفراز بگٹی، وزیر خزانہ میر شعیب نوشیروانی صاحب، پی اینڈ ڈی کی ٹیم بلوچستان حکومت کی cabinet اِن سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ اُنہوں نے عوام دوست بجٹ پیش کیا منسٹر پی اینڈ ڈی ظہور بلیدی صاحب۔ وَن ٹریلین بجٹ پیش کرنے کا جو سہرا ہے وہ میر سرفراز بگٹی کے سر جاتا ہے۔ اور بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہے کہ وَن ٹریلین ہماری جو

بجٹ ہے وہ پیش ہوئی ہے۔ یقیناً اِس میں بہت سارے اس طرح کے strategic منصوبے شامل ہیں جس میں کچلاک سے لے کر آپ کی یہ سریاب تک جو ٹرین سروس ہے پیپلز ٹرین سروس س especially میں اِس پروجیکٹ کی تعریف کرتی ہوں appreciate کرتی ہوں۔ جو عام عوام کی فائدے کے لیے جس کا براہِ راست فائدہ عوام کو پہنچے گا۔ کہ اِس ٹرین سروس کے ذریعے معیاری سروس اور کم ریٹ پر بلوچستان کی عوام کو کوئٹہ کی عوام کو دی جائے گی تو اس کو مَیں appreciate کرتی ہوں۔ مَیں مختصراً بات کروں گی کیونکہ بجٹ پر بہت ساری speeches ہوئی ہیں اور ہر سیکٹر ہر ڈیپارٹمنٹ پر تفصیلی بات ہوئی ہے۔ تو میں صرف شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ Minister Finance شعیب نوشیروانی صاحب کا اور ہیلتھ منسٹر راحیلہ دورانی صاحبہ کا کیونکہ میرے sorry ایجوکیشن منسٹر راحیلہ دورانی صاحبہ کا کیونکہ میرے علاقے کے دو تین ایسے عوامی مطالبات ہیں ایجوکیشن سے related جو ایجوکیشن اینڈ فنانس کی jointly efforts سے ممکن ہوئے ہیں۔ اگرچہ اِس میں میری بہت کوشش تھی تقدو تھی daily basis پر اُن کا follow-up لینا میٹنگز کے بعد جا کے اُن کا follow-up لینا اور کوشش کرنا کہ ہر میٹنگ میں وہ ٹیبل ہوں۔ لیکن وہ بالآخر اِس پی ایس ڈی پی میں شامل ہے میں شکریہ ادا کرتی ہوں شعیب نوشیروانی صاحب کا اور راحیلہ دورانی صاحبہ کا وہ یہ ہے کہ creation of new post Government Girls Inter College مند ہماری کالج پچھلے tenure میں جب پچھلے سے پچھلے tenure میں جب اصغر صاحب تھے اُن کی ایک یہ بجٹ ہے اب جا کے یہ complete ہوئی ہے لیکن فنکشنل نہیں ہے وہاں کلاسز نہیں ہو رہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ job creation نہیں تھی وہاں پرنسپل کی job نہ لیکچرر کی job تو اِس پی ایس ڈی پی میں یہ چار پوسٹ منظور ہوئے ہیں۔ جن میں ایک پرنسپل اور تین جو ہیں آپ کے وہ لیکچرار ہیں۔ اِس کے بعد ہمارا انشاء اللہ کالج فنکشنل ہوگا بات رہی کلاس فور کی تو وہ کنٹریکٹ پر مجھے فنانس اینڈ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے یقین دہانی کرائی ہے کہ کنٹریکٹ پر وہ کلاس فور کے ملازمین دیں گے ہم اپنے کالج کو انشاء اللہ اگست کے مہینے میں فنکشنل کریں گے۔ اِس کے علاوہ ہمارے سکول ہیں مند کا سکول ہے گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری اسکول ہے یہ مند کا جب سے اسکول بنا ہے تب سے آج تک یہ پہلی دفعہ ہے کہ سکول کے لیے چار نئے پوسٹ create ہوئے ہیں اِس کے لیے بھی شکریہ ادا کرتی ہوں شعیب نوشیروانی صاحب کا اور راحیلہ دورانی صاحبہ کا۔ ڈاکٹر مالک صاحب کے حلقے میں کالج ہے گرلز ڈگری کالج وہاں فل فلیج ہماری ایک گرلز ہاسٹل تیار ہے۔ لیکن جب میں نے جا کے visit کیا وہاں تو پتہ چلا کہ وہاں وارڈن کی اب تک پوسٹ نہیں ہے جس کی وجہ سے گرلز کالج کی جو ہاسٹل ہے وہ فنکشنل نہیں ہو پا رہا تو اس پی ایس ڈی پی میں اُن کے لیے بھی پوسٹ create کیا گیا ہے گرلز ڈگری کالج تربت کے لیے۔ یہ ایک پوسٹ کو میں بہت بڑے مسئلے کا حل سمجھتی ہوں کیونکہ اتنے سالوں سے وارڈن کی پوسٹ نہ ہونے کی وجہ سے یہ ہاسٹل بند تھا گرلز ہاسٹل۔ تو اس پوسٹ کے بعد انشاء اللہ

ہاسٹل فنکشنل ہوگا۔ end پر میں بلوچستان حکومت کی cabinet کو، سی ایم صاحب کو، منسٹر P&D ظہور بلیدی صاحب کو اور منسٹر فنانس کو ایک دفعہ پھر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔ ہیلتھ کے، میں youth affairs کے حوالے سے ایک دو سوالات جو صرف میں اس پر مختصراً بولنا چاہوں گی کہ ہم نے اِس دفعہ یوتھ کے لیے یہ پچھلے ہماری اُس میں بھی تھی بجٹ میں اور اِس بجٹ میں بھی یہ reflect کر رہی ہے کہ youth socio economic project کے نام سے ایک پروجیکٹ ہے۔ یہ پروجیکٹ ہماری یوتھ پالیسی کی عکاسی کرتا ہے۔ اِس پروجیکٹ کے تحت بلوچستان میں جتنے ڈیپارٹمنٹ یوتھ سے related ہیں چاہے، وہ ایجوکیشن ہو، وہ ہیلتھ ہو لیبر اینڈ مین پاور ہو وومن ڈیویلپمنٹ ہو جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس related to youth ہے۔ اُس کے ساتھ ایک liaison committee بنے گی under this project ہم سپورٹ کریں گے اُن تمام ڈیپارٹمنٹس کو کہ وہ پالیسی یوتھ کے لیے بنائیں جو یوتھ کی بہتر مستقبل کا ضامن ہو تو انشاءاللہ under this project ہم اپنے بلوچستان کے نوجوانوں کو digital ہنر دیں گے۔ digital skill development اُن کی ہوگی بلوچستان کے نوجوانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ ان کی job مارکیٹ میں ان کی demand ہو۔ under this پروجیکٹ انشاءاللہ ہم اس کو یقینی بنائیں گے۔ سپورٹس کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی جیسے کہ میرے بھائی نے کہا بالکل آپ صحیح کہتے ہیں۔ کہ جو بجٹ ہمیں ملا ہے ہمارے لیے بھی چیلنج ہے کہ ہم بلوچستان کے 36 ڈسٹرکٹس میں ایک ارب کی بجٹ کو کیسے utilize کریں۔ کہاں کہاں تک اس کو پہنچائیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ بلوچستان کی جو آدھی آبادی ہے وہ rural areas پر ہے۔ جہاں پہ سپورٹس باقی ڈیپارٹمنٹس کی طرح سپورٹس کی بھی ہم اگر دیکھیں infrastructure باقی ساری چیزیں نہیں ہیں تو یہ جو بجٹ ہمیں ملا ہے اس میں after the tax deduction جو amount رہ جاتی ہے۔ وہ میرے لیے بھی ایک چیلنج ہے کہ میں نے ہر ڈسٹرک کو ہر تحصیل کو ڈویژن کو پھر کوئٹہ جو ہمارا سینٹر ہے یہاں ہم نے یوتھ کو اپنے سپورٹس مین کو نہ صرف وہ تمام تر سہولیات دینے ہیں بلکہ ان کو engage کرنا ہے تو یہ میرے لیے بہت بڑا چیلنج ہے آپ سب کے ساتھ مل کے ہم انشاء اللہ اپنا calendar بنائیں گے اور وہ calendar پھر جائے گی ہماری میں cabinet میں جب اُس کی approval ہوگی مل کر انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔

مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ کھیل وامور نوجوانان: جب اُس کی approval ہوگی مل کے انشاءاللہ کام کریں گے۔

جناب اسپیکر: wind up.

مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ کھیل وامور نوجوانان: end میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ بلوچستان کی

law & order situation کو maintain کرنے میں ہم سب کا بھی ایک اہم رول ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے گھروں کے ساتھ ہمارے گلی محلوں میں جب دہشتگردی کے واقعات ہوتے ہیں تو ہمیں بھی نشاندہی کرنے کا میں سمجھتی ہوں ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم جا کے نشاندہی کریں کہ دہشتگرد حملہ کرتے ہیں پھر کدھر جاتے ہیں۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں پہ پٹی باندھی ہوئی ہے کانوں پہ ہم نے روئیاں ٹھوسی ہوئی ہیں منہ ہم نے اپنا سیا ہوا ہے۔ ہم نہ کچھ دیکھتے ہیں نہ سنتے نہ کچھ بولنا پسند کرتے ہیں تو اس law & order کبھی maintain نہیں ہوگا ہمیں بھی اپنی ذمہ داری سمجھنا ہوگی۔

جناب اسپیکر: میڈم wind up کرے wind up کرے please۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل وامور نوجوانان: پاکستان ہمیشہ زندہ باد thank you۔

جناب اسپیکر: thank you very much جی میر اسد اللہ بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین جناب اسپیکر میں نے تو اپنا ویسے ہی کہا تھا کہ last میں میرا speech رکھیں کہ میں کچھ سیکھوں دانشور بیٹھے ہوئے ہیں قلمکار بیٹھے ہوئے ہیں تو اپنے علم میں تھوڑا اضافہ کروں اور میں نے بہت کچھ سیکھا آج اس اسمبلی کے ہاؤس میں ایک چیز بہت جو message جاتا ہے باقی صوبوں میں یہ پاکستان کے 25 کروڑ عوام میں بجٹ کے شروع اور آج کے دن میں خوش اسلوبی کے ساتھ سنتے رہے دلیل کے ساتھ۔ یہ مجموعی طور پہ کچھ چیزیں قدر مشترکہ ہوتی ہیں یہ ہمارا قدر مشترکہ اثاثے ہیں ان کو بحال رکھنا ہماری قومی ذمہ داری ہے۔ جناب اسپیکر آج جس حالات میں یہ بجٹ ہم پیش کررہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ مائک تھوڑا سیدھا کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جس حالات میں یہ بجٹ ہم پیش کررہے ہیں عالمی سامراج اپنی توسیع پسندانہ عزائم استحصالی نظام کو طول دینے کی خاطر جنوبی ایشیا پوری دنیا کے امن کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا ہے۔ میزائلوں کے رقص نے انسانیت کو تباہ و برباد کردیا اور اس توثیق پسندانہ عزائم میں مڈل ایسٹ، جنوبی ایشیا اور اس خطے میں جہاں سے بلوچستان کی 900 کلومیٹر ایران کے ساتھ وابستہ ہیں اس وقت وہ اپنی جیو پولیٹیکل حیثیت کے حوالے سے ان چنگاریوں کے زد میں ہیں بادل کے زد میں ہے۔ ہم عالمی سامراج جب اپنے پوری دنیا کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے ایک دفعہ پھر دنیا کو نو آبادیاتی طرز اور کالونی پہ چلانا چاہتے ہیں اس کو قبضہ کرنا چاہتے ہیں ایسے حالات میں جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں اُن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس جنگ میں بڑے سمجھداری کے ساتھ اپنے حکمت عملی کو آگے بڑھائیں اور شعوری طریقے سے بڑھائیں کیونکہ ہماری زندگی اور موت اس وقت ہماری فیصلوں پر منحصر ہوگی۔ کہ ہم فیصلہ کیا کریں گے آنے والے مستقبل کے خاطر۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ بلوچستان کے اپنی حیثیت اوران کے اپنے ایئرپورٹ جو ہیں اس وقت ہماری ایئرپورٹ اس جنگ میں اگر استعمال نہ ہوتو اس قوم کے لیے نیک نامی ہوگی۔ اس وطن کے لیے نیک نامی ہوگی۔ جناب اسپیکر صاحب اس کے ساتھ میں بجٹ پہ آجاؤں ہماری کچھ بجٹ کے اصولی موقف کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ایک ڈیپارٹمنٹ 300,400 اُس کے ملازم ہیں اگر اُن میں کوئی کوتاہی ہے کوئی کمزوری ہے اس کی اصلاح ہم کر سکتے ہیں بہتری اس میں ہم لا سکتے ہیں۔ چیجکہ اگر P&D کو ہم سائیڈ لائن کر کے دوسری طریقے سے ہم جائیں بجٹ بنانے کی خاطر یہ ایک۔

(خاموشی۔ آذان عشاء)

میر اسداللہ بلوچ: پی این ڈی ڈیپارٹمنٹ میں جو لوگ کمیشن پاس کر کے آئے ہیں اسی صوبے کے قابل لوگ ہیں اُن کو نظرانداز کرنا نیک شگن نہیں ہے صوبے کے لیے۔ اگر کسی ایک دو بندے میں کوئی کمزوری ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ پورے پی این ڈی ڈیپارٹمنٹ کو آپ bypass کریں۔ یہ اُس کا مینڈیٹ ہے اُس کی domain ہے۔ اور اس طریقے سے اگر روایات برقرار رہی تو آنے والے وقت میں ایک بہتر معمول پیدا نہیں ہوسکتی ہے مجھے CM سے بالکل میں گزارش کرتا ہوں۔ کہ اس سے چیزیں جب ہوتی ہیں ان کو بہتر طریقے سے cover کریں۔ تا کہ کسی کو موقع نہ دیں یہی بہتر ہے اس میں مارکیٹ میں تو باتیں آتی رہتی ہیں۔ جتنا ہم اس کو secrecy پہ رکھ کے جتنا رازداری پہ رکھ کے وہ آتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ یہ ہوا تھا کہ پی این ڈی کے جانب سے جو authorization تھی اس authorization کو بالکل روک لیا گیا direct Finance department میں یہ چیزیں سلسلے چلتی رہی اصولی طور پر Finance department ایک بینک کا رول ہوتی ہے وہاں سے چیک آتا ہے وہ یہاں سے پاس ہوتی ہے۔ اس چیز کو میں آگے مزید ٹائم اپنا خراب کرنا نہیں چاہتا ہوں آگے مجھے بولنا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب مرکز کے جو بجٹ تھے 17573 کا جو بجٹ تھا یہ 17 ہزار میں بلوچستان کا کتنا حصہ بنا یہ آنے والے وقت بتائے گا۔ پی ایس ڈی پی بھی دیکھ رہے ہیں فیڈرل پی ایس ڈی پی بھی دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان کا حصہ کتنا بنا بلوچستان کا استحصال ہوا نہیں ہوا بلوچستان کا حق مارا گیا یا نہیں گیا۔ اسی طریقے سے بلوچستان کا جو بجٹ ہے 1028 ارب جس میں رکھے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب اس میں کچھ ایسی تشنگیاں ہیں ساتھیوں نے کچھ یہاں باتیں کی کہ کسی نے تنقید کیا ہے یا کسی نے اعتراض کیا ہے نہ کسی نے تنقید کی ہے نہ کسی نے اعتراض کیا صرف نشاندہی کی گئی ہے۔ چیزوں کی نشاندہی کیے گئے اور اپوزیشن کی ذمہ داریے کی چیزوں کی خوبصورت طریقے سے نشاندہی کریں تا کہ اصلاح ہو جائے۔ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ چیزوں کی خوبصورت طریقے سے نشاندہی کریں تا کہ اصلاح ہو جائے اِس ہاؤس کی

اور آنے والے دنوں میں اِس گورنمنٹ کی تو اس میں کچھ تشنگی ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہاں ایک سو تیرا ارب روپے محکمہ کو گرانٹ کی صورت میں دیا جا رہا ہے۔ اِس میں آنے والے وقت میں اِن کی وضاحت ضروری ہے۔ کہ کس ڈیپارٹمنٹ کو گرانٹ دی جائے گی۔ اور یہ ڈیپارٹمنٹ کو جب ملیں گی۔ پھر ڈیپارٹمنٹ کن کن ڈسٹرکٹس کو یہ دے گا اس میں کچھ سوالات ہے۔ تو اِس میں CM صاحب! بعد میں جب Wind Up کریں گے ایسے چیزوں کی وضاحت ضروری ہے۔ اسی طریقے سے یہاں ایک مزید آٹھ شہروں کو سیف سیٹی پروگرام کے قیام۔ جناب اسپیکر صاحب! پچھلے دفعہ کوئٹہ میں سات ارب روپے اسی سیف سیٹی پروگرام میں رکھے گئے ہیں۔ اور سارے کیمرے خراب ہے جتنے بھی majority کیمرے ہیں وہ سارے خراب ہیں۔ اِس میں ایک دفعہ ایک ٹریفک والے کو مارا گیا تھا جس میں یہ ویڈیو آئی تھی۔ جام صاحب کی cabinet میں ہم نے اس بات کی وضاحت کی کہ اِن کیمروں کی قانونی کیا حیثیت ہے۔ تو اُنہوں نے کہا اِن کی قانونی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جو ٹریفک والے کو مارا پوری دُنیا نے ویڈیو دیکھی وہ تو بری ہوئی ا، اُس پر تو کوئی کیس ہی نہیں ہوا یہ کوئٹہ کے اِن کیمروں کے دوران کتنے چور کتنے ڈاکو پکڑے گئے ہیں، کتنے لوگ ایسے پکڑے گئے ہیں جو سماج کے لئے اچھے نہیں ہیں۔ کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں ایسی چیزوں پر ابھی مزید اٹھارہ ارب روپے جو رکھے گئے ہیں۔ اِس پر تھوڑی سی اگر نظر ثانی کی جائے تو بہتر ہوگا۔ ابھی جناب! میں آتا ہوں ایک ایسے موضوع پر جو قدر مشترکہ ہے۔ اور اِس میں استیصال کی بو اس میں بھی ہے اور اگر ایسی چیزوں کو ہم cover کریں تو آنے والے وقت میں بلوچستان کی پسماندگی کے جو باتیں بڑے پیمانے پر ہو رہی ہیں یہ cover ہوسکتی ہیں۔ مَیں آتا ہوں سی پیک پر۔ جناب پچھلی دفعہ جو first phase CPEC کا ہوا اس میں پچیس ارب ڈالر کا جو یہاں استعمال ہوئے ہیں یہ خود چائینا کے اپنے سفیر نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس کر کے یہ کہا کہ پچیس ارب ڈالر ہم نے یہاں خرچ کئے ہیں۔ اگر اِس پچیس ارب ڈالر first phase کو بلوچستان پر خرچ کرتے تو یہ پچیس ارب ڈالر کو جب ہم convert کرتے ہیں پاکستانی روپے میں سات ہزار ایک سو پچیس ارب بنتے ہیں۔ اور اِس کو اگر پھر ہم convert کریں تقسیم کریں اپنے 35 اضلاع پر ہر ضلع پر اِن پیسوں میں سے ایک سو اٹھانوے ارب ہر ڈسٹرکٹ میں آتے ہیں۔ اگر ایک ہی دفعہ یہی سی پیک کے پیسے صحیح انصاف کے ساتھ جس مقصد کے لئے سی پیک بنایا گیا تھا اگر یہ صحیح طریقے سے خرچ ہوتے آپ کا تعلیمی نظام ایسے پیسوں میں ہوتا آپ کا روڈ یہاں highways بھی بنتیں super highway بھی بنتیں، یہ آپ کے ہاسپٹل بھی صحیح ہوتے آپ کی جتنی بھی ضروریات زندگی تھیں جو جدید دنیا میں جو جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ اسی سی پیک کے پیسے سے یہ cover ہوتے بیشک دوسرے phase آپ اسلام آباد میں بھی کرتے، پنجاب میں کرتے، ساہیوال میں کرتے، لیکن ایک سوال ہے جیسے گیلو صاحب نے کہا کہ جب وہاں ہم گئے تو اُنہوں نے اسی delegation پر خود بتا رہے ہیں کہ آپ

ہمیں appreciate کیوں نہیں کرتے پیسے آئے بلوچستان کے نام پر خرچ ہوئے پنجاب پر تو پھر appreciate بلوچستان کے لوگ کہاں سے کریں گے۔ تو اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ عمل یہاں سے انصاف کے تقاضے کے ساتھ ہوتا سی پیک کے بلوچستان آج دبئ بنتا۔ پانچ ارب کے لئے ہر بندے کا ہاتھ اُٹھ رہا ہے۔ کہ زاہد نے بہت زیادہ لئے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں سی پیک کے پیسے سے دوسو ارب ہر ڈسٹرکٹ میں بھی ہوتے دوسو ارب جہاں کسی کو یہ تکلیف نہیں ہوتا کہ علاج نہیں ہو رہے ہیں۔ یونیورسٹی نہیں ہے، سکول نہیں ہے روڈ نہیں، تمام چیزیں اسی کے حوالے سے ہوتی ہیں۔ کاش! اِس پر ہم سب بیٹھ کے ایک ہوتے سر جوڑ کے بیٹھتے کہ بلوچستان ہم سب کا ہے۔ اور اِس کی ترقی ہم سب کی ہے، اسی کی خوشحالی ہم سب کی، لیکن اس سلسلے میں ہم نے کوئی دیہان نہ دی کمزوری ہوئی اور آنے والے وقت میں دوسرا phase جو شروع ہوا ہے۔ بلوچستان کے پورے ہاؤس سے ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں، دوسرے phase پر بلوچستان کے لئے کچھ کریں دوسرے phase کے لئے بلوچستان کے لئے کریں. وقت گزر جاتا ہے پیسے خرچ ہوتے ہیں اور بلوچستان کی پسماندگی اپنی جگہ ٹہر جاتی ہے۔ دوسری جناب ایک ایسے سلسلے میں جو باقی لوگوں کی جو تقریر تھی اُسے تھوڑا مختلف ہے۔ میری باتیں IMF کی میں بات کروں شروع سے لیکر IMF کے loan سے ہم اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ اِس میں کوئی شک نہیں آپ کا وزیر خزانہ اس وقت برملا کہا یہی اپنی speech میں کہ IMF سے اگر ہم loan نہ لیتے ہم وفاق میں بجٹ بنانے کے قابل نہیں ہوتے، جتنے بھی loan لیئے گئے شروع سے لے کر آج سو بلین ڈالر ہیں، دوسو بلین ڈالر ہیں ایک ایک سوال بنتے ہیں سارے بلوچستان کے لئے سارے تعلیم یافتہ دانشور یہ سوال کرتے ہیں اِس دوسو ارب میں جتنے بھی loan لئے گئے ہیں IMF سے کتنے پیسے بلوچستان میں خرچ ہوئے اِن میں سے۔ اگر جناب اسپیکر صاحب! پانچ فیصد بھی اِس IMF کے loan بلوچستان میں خرچ ہوتے آج بلوچستان کا چہرہ بہت خوبصورت ہوتا۔ لیکن وہ خرچ بلوچستان کے لئے نہیں ہوئے اب اِن loan کو adjust کرنے کی خاطر آپ نے بھی سُنا ہوگا ہاؤس کے سارے دوستوں نے بھی سنی ہوگی کہ ہم بلوچستان کی معدنیات اور اُس کے وسائل کے اپنے loan پر adjust کریں گے۔ تو مَیں یہی سمجھتا ہوں جہاں خرچ ہوئے ہیں اُن پیسوں سے خرچ کریں۔ جو پیسے بلوچستان کے لئے پیدا ہوتے ہیں وہ بلوچستان پر خرچ کریں یہی بہتر ہے۔ یہی ہمارے خیال میں بہتر رہے گا۔ ابھی مَیں آتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اپنے پنجگور کے علاقے میں اپنے یہ جو بجٹ کے حوالے سے جو کچھ ملا ہے مُجھے۔ جناب اسپیکر صاحب! پنجگور میں پچھلی دفعہ مجھے ایک ٹیڈی بھی نہیں ملی ہے۔ مَیں نے جمہوری طریقے سے ہم سیاسی لوگ ہیں چیزوں کو سیاسی طریقے سے لیتے جاتے ہیں آگے ہم نے پریس کانفرنس کی ہم نے بازار میں pamphlets تقسیم کیے ہم روڈوں پر نکل گئے، بعد میں کچھ نہیں ہوا مَیں عدالت گیا۔ اُس عدالت نے میرے حق میں فیصلہ دیا اور فیصلے میں واضح طور پر اِس کو مَیں آپ کے ریکارڈ کا حصہ بھی بنانا چاہتا ہوں یہ

بھی آپ رکھ لیں عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ چونتیس اراکین اسمبلی کو جو ملا ہے۔ اُن کے حلقوں کے لئے ایک کو کیوں نہیں ملا ہے۔ تو اُس کے verdict یہ تھے کہ 24 اور 25 اور 25 اور 26 کے جتنے بھی باقیوں کے حصے بنتے ہیں۔ لہٰذا اِس حلقے کو نظر انداز نہیں کیا جائے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے سی ایم صاحب اُس روز آئے میرے پاس کہتے ہیں ہم نے آپ کی سکیم لئے ہیں۔ 54 اسکیم مَیں نے دیئے تھے۔ عوامی لوگوں کی ضرورت ہے، عوامی معیار کے تھے۔ اُن میں سے پانچ اسکیم لئے ہیں، پینتالیس کروڑ کی لیکن میرے پچھلے ادوار کی جو اسکیم تھے پچھلے ادوار میں میرے 55 کروڑ CAP کئے گئے ہیں۔ 55 کروڑ مطلب مجھے دیا 45 کروڑ اور 55 کروڑ CAP کئے گئے ہیں اُن میں ایسے اسکیم ہیں۔ دیکھیں ناں جب CAP کئے جاتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اُس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ اُس اسکیم کے خلاف لکھیں۔ لوگ اُس کے خلاف نکلیں، یا کورٹ میں اُس کا کوئی کیس چلے، کوئی ایک وجہ تو ہو آپ اُس کو CAP کر سکتے ہیں بغیر وجہ کے نہیں کر سکتے۔ اُن CAP والی اسکیم میں سے ایک اسکیم ہے ایک سٹی میں boarder solerization کا جو 12 ڈسٹرکٹوں کا ہے اس میں پنجگور بھی شامل ہے ان 12 ڈسٹرکٹوں کے ساتھ ساتھ پنجگور کے بھی 20 کروڑ یہاں سے CAP کیے گئے ہیں پھر میرے ایک لیپ ٹاپ کے سکیم تھی 10 کروڑ کا یہ بھی CAP کیا گیا ہے میرے پھر EC Bridge کے 11 کروڑ روپے یہ بھی CAP کیے گئے ہیں۔ اور کاریزات کے جو پیسے تھے 10 کروڑ وہ بھی CAP کیے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی میرے حلقے کے ساتھ جو چار لاکھ کی آبادی ہے یہ کافی زیادتی ہے ان کے ساتھ میں اپنے لیے تو نہیں لے رہا ہوں حلقے کے لوگوں نے ووٹ دیے لوگوں نے مینڈیٹ دیے ہیں۔ اس لیے جب کبھی کبھی یہاں بات ہوتی ہے کہ گڈ گورننس، یہ گڈ گورننس کا لفظ اس وقت یہاں گونجے گا جب اس ملک میں انصاف کے تقاضے سے 25 کروڑ عوام کی مینڈیٹ کو تسلیم کیا جاتا ہے one hit one vote کے حساب سے جب لوگ مینڈیٹ کے ساتھ یہاں آتے ہیں تو گڈ گونس بھی ہوتی ہے یہاں ایک اچھا ماحول بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب افسوس کی بات یہ ہے کہ جن جن لوگوں کو پیسے ملے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم بلوچستان کی ہماری سیاست کا محور ہی بلوچستان ہے ہم کہتے ہیں بلوچستان کے لوگ خوشحال ہو جائیں ان کی زندگی میں بہتری آئے ان کی ایجوکیشن میں بہتری آئے ہر مکتب فکر یہاں ایک بہتر زندگی گزارے ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے کسی کو 11 ملا کسی کو 12 ملا کسی کو 14 ملا مبارک ہو ان کو ہمیں ان سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کی قمیص کو آپ کاٹ کے کسی کے گلے میں ڈال دیں، یہ بھی نہیں یہ انصاف نہیں کم از کم پنجگور کے چار لاکھ عوام کے اگر حق نہیں بنتا ہے تو بتائیں میرٹ اور معیار اس پی ایس ڈی پی کا کیا ہے؟ کس طریقے سے لوگ ہوں اس کو فنڈ ملتے ہیں وہ معیار بتایا جائے تاکہ ہم اس معیار پر اتریں، اسی کے ساتھ جناب سپیکر صاحب! ابھی یہی اُمید کرتا ہوں کہ ان کو نوٹ کر رہے ہیں سی ایم صاحب law & order situation کے حوالے سے اگر چیزوں کو ہم دیکھیں 25 ارب جو law & order situation کے لیے رکھے ہوئے ہیں مہربانی پورے بلوچستان کے Law & order کے حالات کا آپ سب کو پتہ ہے صبح اٹھتے ہیں آپ ٹی وی بھی دیکھتے ہیں اور باقی دنیا کی چیزیں دیکھ رہے ہیں اخبار بھی پڑھتے ہیں

جناب اسپیکر: conclude please.

میر اسد اللہ بلوچ: غیر یقینی کیفیت میں اپنے ڈسٹرکٹ کا آپ کو بتا دوں روزانہ دو بندے قتل ہوتے ہیں، 10 موٹر سائیکلیں چوری ہوتی ہیں، 10 گاڑیاں چھینی جاتی ہیں آج کل یہ حالت بنی ہوئی ہے، کہ وہاں آتے ہیں گاڑی بازار میں دکانوں کو مکمل صاف کر کے لے جاتے ہیں۔ ٹھہر کے دکانوں کو دو دو چار چار گھنٹے لگتے ہیں، اس کے بعد جب پولیس کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے ہمارے پاس تو ایک لاٹھی ہے بندوق بھی نہیں ہے۔ ڈی پی او صاحب نے تو ہماری بندوقیں بھی چھپا کے رکھ لی ہیں ایک ایک لاٹھی ہمارے ہاتھ میں دی ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے موٹر سائیکل ہماری پتہ ہے کون لے گیا لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ لوگوں کو مارنے کا سینکڑوں لوگ ابھی تک مارے گئے ہیں کچھ ایسے لوگ مارے گئے ہیں، جن کو dril کیا گیا جناب اسپیکر صاحب لیویز کا ایک سپاہی جس کو dril کیا گیا آپ اس کی اگر لاش دیکھتے آپ کہتے کہ یہودیوں نے بھی ایسا قتل نہیں کیا ہے ان کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا ہے تو اس طریقے سے اگر law & order یا ڈسٹرکٹ کی situation پہ وہاں ڈپٹی کمشنر کہ کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ ڈی پی او کی کیا ذمہ داری وہاں بنتی ہے؟ صرف ناکوں میں بیٹھ کے پیسے کمانا باقی پورا انہوں نے ہاتھ اوپر کیا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے. تو law & order situation وہاں یہ ہے کہ writ بالکل پنجگور میں نہیں ہے حالات اس طریقے سے آ گئے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ ان DCs کو پھر ایک ایک ارب روپے ان کے حوالے کیا جا رہا ہے یہ جو ڈپٹی کمشنروں کو جیسے ڈاکٹر صاحب نے بتایا یہ کس کھاتے میں دیے جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ سے مخاطب ہوں جو لوگ اونٹ لیتے ہیں۔ ان پر بھروسہ نہیں ہے جو لوگ اپنی زندگی میں سیاست کر رہے ہیں لوگوں سے وابستہ ہیں اپنی زندگی کی وابستگی ہے تکلیفیں کاٹتے ہیں ان کے دل میں درد عوام کی خاطر ان پہ کوئی بھروسہ نہیں ہے ایک ڈپٹی کمشنر جو ملازم ہے وہ آتے ہیں چھ مہینے کے لیے اس کو ایک ارب روپے دیا جاتا ہے کہ آپ خرچ کریں ان کو اس علاقے کا پتہ نہیں ہے کہ کتنی یونین کونسل ہیں کتنے وارڈ ہیں کتنی میونسپل کمیٹی ہیں۔ اس کے لیے پتہ کسی کو نہیں ہے ایسے فرمائشی پیسے اس غریب صوبے کے لیے کیوں ایسے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں، جس سے کوئی رزلٹ نہیں آئے گا اس کا کوئی رزلٹ نہیں آئے گا۔ اس میں سر! حیرانگی، میں پھر ایجوکیشن پر آتا ہوں بے روزگاری پر آتا ہوں، اب آپ کی تعلیم کا معیار یہ ہے کہ آپ کے 20 لاکھ نوجوان اسکول میں نہیں جا رہے ہیں۔ 20 لاکھ نوجوان جن میں گنجائش ہی نہیں ہے لوگوں کو آپ کے shelterless اسکول ایسے ہیں جو لوگ سائے میں پڑھتے ہیں۔ سائے ختم

ہوتے ہیں، پھران کو بھاگنے کا ذریعہ نہیں ہوتا ہے جھونپڑیوں میں بیٹھ بیٹھ کے ان کی زندگیاں جا رہی ہیں۔ ان لوگوں کے لیے ہزاروں ایسے سکول ہیں، ایک دفعہ کے لیے ہروقت بجٹ بنا جاتا کہ shelterless اسکولوں کے لیے ہم نے اتنا رکھا ہے تو یہ ختم ہوتے ہیں، لیکن اب بھی ہمارے علاقوں میں ایسے 30020 سکول ہیں جہاں لوگ سائے میں پڑھتے ہیں۔ اس دفعہ الیکشن کے دوران کچھ علاقوں میں گیا انہوں نے کہا جناب آپ ہمارے ادوا اسکول پرائمری کا دودو کمرے بنیں گے پھر ووٹ دیں گے جب لوگ اکٹھے ہوں گے سو کے قریب میں نے کہا میں بنا تا ہوں، ہم نے بنا کے دے دیا۔ کوئی سرکار کے فنڈ سے نہیں یہ لوگوں کا بنیادی جو حق کے جو fundamental rights ہیں یہ کب پورے ہوں گے تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یوتھ کو اس طریقے سے نظرانداز کرنا بہت بڑی تباہی ہوگی ۔ جہاں تک نوکریوں کا تعلق ہے ہمارے بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! صرف پونے تین لاکھ لوگ ملازم ہیں دو کروڑ 25، 30 لاکھ کی آبادی میں پونے تین لاکھ ملازم ہیں، باقی تو سارے بھی روزگار ہیں باقیوں کے لیے کیا ہے؟ دو کروڑ 20 لاکھ کی آبادی میں پونے تین لاکھ پونے تین لاکھ ملازم ہیں سرکار کے ان میں سے بھی کچھ ڈومیسائل غیر علاقے کے ہیں 50 ہزار یہ بھی ہیں باقی تو بلوچستان کے لوگ کیا کر رہے ہیں۔ یہی زمینداری یہی بارڈر تھے ان کی زندگی گزر رہی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ایسی چیزوں کو نوٹ کر کے۔ دوسری سر! صحت کے حوالے سے میں آپ سے بات کروں میری دو تین چیزیں رہ گئے ہیں ان کو فائنل کرتا ہوں۔ مہربانی کریں تو روزگار کے حوالے سے سر! میں بتاؤں بنگلہ دیش میں حالیہ 32 لاکھ لیڈیز کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔ پالیسی دیکھیں کیسا پالیسی بناتے ہیں 32 لاکھ لیڈیز بنگلہ دیش میں کارخانوں فیکٹریوں میں کام کر رہی ہیں۔ اور ہمارے ہاں کیا ہے ہمارے ہاں 52 لاکھ 52 لاکھ پانچ پانچ ہزار کی بھکاری ہم نے بنا لیے وہاں کارخانوں میں کام کر رہی ہیں فائدہ دے رہی ہیں قوت پیداوار ذرائع پیداوار پیدا ہو رہی ہے اور یہاں 52 لاکھ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے پانچ پانچ ہزار روپے ہر مہینہ میں دے رہے ہیں اور ہم خوش ہیں۔ تو اسی لیے ہم سمجھتے ہیں پچھلے دنوں نلسن منڈیلا نے کہا تھا کہ خیرات کے ذریعے ترقی نہیں ہوتی انصاف کے ذریعے ملک ترقی کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہیلتھ کے حوالے سے میں آپ کو بتا دوں ہمارے جو سندھ میں لوگ علاج کے لیے جاتے ہیں بڑی تکلیف ہوتی ہے، پنجاب میں کوئی نہیں جاتا سندھ میں کے پی کے سے کوئی سندھ میں نہیں جاتا ہے پورے بلوچستان کے لوگ سندھ میں علاج کے لیے جاتے ہیں۔ ہمارے لوگ بسوں میں جاتے ہیں، یہاں سے وین میں جاتے ہیں ایک ایک لاکھ روپے یہاں قرضہ لیتے ہیں اس کے بعد پرائیوہٹ ہاسپٹل میں جا کے ان کے پیسے ختم ہوتے ہیں پھر لاش لانے کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ سینکڑوں لوگ یہاں سے جاتے ہیں علاج کے لیے وہاں سے سینکڑوں لوگ واپسی میں اپنے اپنے لخت جگر کو ایمبولینس میں لے کر اپنے گھر لے جاتے ہیں یہ کب تک ہم سندھ کے آسرے پر بیٹھیں گے۔ اس لیے

میری request یہی ہے کہ میری recommendation بھی یہی ہے کہ ہر ڈویژن ہیڈ کوارٹر میں ہسپتال بنائیں کہ جو یہاں کے غریب لاچار مسکینوں کا علاج ہو ہر ڈویژن میں۔ اِسی سلسلے میں ایگریکلچر پر میں آتا ہوں۔ 2022 میں جناب اسپیکر صاحب! 2022 میں ایک سیلاب ہوا جس میں اُس وقت میں خود منسٹر تھا اِس میں 30 ارب کا نقصان ہوا بلوچستان کے زمینداروں کو۔ 30 ارب کا اس سے پھر جب وزیر اعظم اس وقت بھی وزیر اعظم ہیں جناب شہباز شریف صاحب یہ آئے تھے 10 ارب کا ایک دفعہ نصیر آباد میں اعلان کیا پھر 10 ارب کا قلعہ سیف اللہ میں اعلان کیا آج تک اُن پیسوں کے زمیندار انتظار میں ہیں وہ پیسے آج تک نہیں آئے اس لیے زمینداروں کو آپ اِس طریقے سے relief دے دیں اس دفعہ جو پیاز کی فصل ہے ہمارے علاقے کے لوگ وہ کہتے ہیں کہ ہم اِس کو نکال نہیں سکتے ہیں نکالنے کے لیے مزدوری اگر ہم دے دیں یہی بھی ہمارے اُوپر بوجھ ہو اسی لیے وہ زمین میں پڑے رہیں کیونکہ اُس کی ٹماٹر پیاز کی کوئی تو یہ زمینداروں کے لیے relief کیا 4 ارب روپے اِن کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا ہم 80% لوگ زمینداری سے وابسطہ ہیں۔ اگر ہم اپنی زمینداری میں زیتون اِس وقت جو زیتون کی اہمیت ہے ایک لیٹر تین ہزار روپے پر بکتا ہے۔ جہاں ہمارے دس ڈسٹرکٹوں میں زیتون کی بہترین ایسی زمین ہے جہاں سے ابھی اُنہوں نے انٹرنیشنل لیول پر بھیج گیا ہے۔ لورالائی میں، ہمارے علاقے میں، واشک، پنجگور، اور خضدار ہیں۔ اگر ہم زیتون کاشت کریں۔ آنے والے وقت میں جہاں یہ تیل اور عرب دُنیا میں جب تیل دو سو روپے لیٹر کی ہم بات کرتے ہیں۔ تین سو روپے تین ہزار روپے ایک لیٹر زیتون کا ہے۔ اِسی طریقے سے ہمارے مکران میں زیتون اور دوسرے جو ہماری کھجور کی جو فصل ہے۔ چار سو روپے ایک کلو اگر ہم اپنے زمینداروں کو تھوڑی بھی ریلیف دے دیں۔ آنے والے وقت ایک بہتر سے بہتر ماحول ہم نے اِس صوبے کیلئے ایک ریونیو بہتر طریقے سے generate کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں ٹائم بہت کم لے رہا ہوں۔ تو باقیوں کو ٹائم دیں۔ آپ بھی تھک گئے۔ تو اِس کے حوالے سے آخر میں کیونکہ آپ کے ٹائم میں سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو سی ایم صاحب سے میری ایک ریکوئسٹ ہے جب بھی بجٹ کے windup میں تقریریں ہوتی ہے تو کچھ آپ کے ملازمین کی بھی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔ آپ کے اسمبلی کے کچھ دوسرے ملازمین کی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔ اِس دفعہ پولیٹیکل فیصلہ کریں دل کو بڑا کر کے وہ political فیصلہ کریں کہ بلوچستان میں جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں، ڈاکٹر ماہ رنگ، بیبو، آپ کے شاہ جی، جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں۔ اِس ایوان میں اِس مجلس میں اِس ہاؤس میں اِن کی رہائی کا اعلان کریں۔ ایک بہت بڑا good message جائے گا بلوچستان میں آپ کو یقین سے بتاؤں۔ بہت اچھا message جائے گا۔ تو اِسی لئے میں سمجھتا

ہوں کہ بلوچستان میں جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں بشمول عمران خان یہ سب کو رہا کیا جائے۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you very much اسد بلوچ صاحب۔ Minister for P&D conclude please

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): thank you۔ جناب اسپیکر! اَب میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ کیونکہ سی ایم صاحب نے کل وضاحت اور وضاحت Policy Statement دینی ہے اور بجٹ پر ساری باتیں کریں گے۔ لیکن چونکہ آج ہمارے ممبران نے بڑی سیر حاصل بحث کی بجٹ پر اور بجٹ کو جھنجھوڑا۔ بجٹ کے تمام پہلوؤں بغور جائزہ لیا۔ اور یہ خوش آئندہ بات ہے کہ بجٹ ہمیشہ اسمبلی میں آتا ہے۔ discuss ہوتا ہے۔ اور تمام پہلو کا جائزہ لیا جاتا ہے اور تب جا کر اُس کو اسمبلی منظور کرتی ہے۔ لیکن میں کچھ عرض ضرور کروں گا کہ ہم tax payers کے پیسوں کے حوالے سے budgeting کے حوالے سے کچھ اصطلاح ہے اُن کو درست کریں سب سے پہلی اصطلاح یہ ہے کہ یہ جو بجٹ سازی ہوتی ہے۔ یہ tax payers کے پیسے ہیں۔ جس کا majority of the house اُس کا custodian ہے majority of the house کا مطلب گورنمنٹ ہے قائد ایوان اور وہ اختیار Consitutional of Pakistan نے ہاؤس کی majority کو دیا ہوا ہے کہ وہ عوامی پیسوں کو اُس کیلئے budgeting کریں اُس کی فلاح و بہبود کیلئے کام کریں۔ اور حکومتی مشینری کو چلائیں اور صوبے کی تمام affiars کو چلائیں۔ لیکن بدقسمتی سے یہاں تقریباً اکثر ممبران کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ جی میرا فنڈ، سی ایم صاحب کا فنڈ، منسٹر P&D کا فنڈ، ڈاکٹر مالک صاحب کا فنڈ، بھئی یہ فنڈ کسی کا نہیں ہوتا ہے۔ یہ tax payers کے پیسے ہیں۔ برائے مہربانی ہماری جو جمہوری اقدار ہے جمہوریت ہے جمہوریت کا پہلا جو سبق ہے وہ یہ ہے کہ آپ custodian ہیں پبلک فنڈ کے۔ تو یہ کسی کا کوئی ذاتی فنڈ نہیں ہوتا ہے۔ دوسری میری یہ گزارش ہے۔ کہ ہم صرف بجٹ کو اکثر بیشتر ہمارے جو نمائندگان ہیں وہ پی ایس ڈی پی کو سمجھتے ہیں۔ ہم نے تین دن بحث و مباحثہ کیا۔ صرف پی ایس ڈی پی اور اس کی اسکیمات کے پیچھے ہم گھومتے رہے۔ جو ہمارا 80% recurrent بجٹ تھا ایک بھی ممبر نے شاہد کسی ایک نے کیے ہونگے لیکن کسی نے بات نہیں کی۔ اصل جو بجٹ ہے وہ recurrent بجٹ ہے۔ جس میں آپ کے socail protection بھی ہے جو آپ کی ڈیپارٹمنٹس کی expenditures ہے جس میں آپ کی ایجوکیشن کو سپورٹ کیا جاتا ہے۔ جس میں آپ کی ہیلتھ کو سپورٹ کیا جاتا ہے۔ جس میں آپ کی تمام مشینری کو چلایا جاتا ہے۔ خیر یہ کچھ عرض ہے۔ ایک ہمارے نمائندہ نے ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن کمیٹی کے حوالے سے بات کی۔ بنیادی طور پر اِس کا spirit ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے پاس تین چار parameters ہیں کہ ہم اسکیمات conceive کریں ایک parameter ممبر صوبائی اسمبلی ہے دوسرا

parameter ڈیپارٹمنٹس ہے تیسرا چیف ایگزیکٹو صاحب ہے جو خود جاتے ہیں مختلف بلوچستان کے اضلاع میں دورے کرتے ہیں۔ وہاں لوگوں سے ملتے ہیں, لوگوں کی ضروریات پوچھتے ہیں۔ یہ ایک parameter ہے تو اِن تمام جو mechanism ہے اُس میں ایک چیز دیکھی گئی کہ کچھ چیزیں وہ missout ہو جاتی ہیں۔ اور اُس چیز کو مدِنظر رکھ کر سی ایم نے پوری کمیٹی بنائی تھی۔ پہلی دفعہ جو Budget Making Committee ہے حکومتی بنچز سے ممبران لئے گئے تھے تو اُس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ہم کچھ ایسے فنڈز وہ ڈسٹرکٹ میں رکھیں اور اُس کی کمیٹی ہو جس کا سربراہ ایک ایم پی اے ہو وہ جا کے اِس فنڈز کے حوالے سے دیکھے کہ کہاں کہاں کوئی چیز miss ہو گئی ہو یا کوئی اسکیم بڑی اُس کی ضرورت تھی اگر وہ رہ گئی ہو۔ تو اُس کو کیسے پورا کیا جائے یہ خدانخواستہ کوئی غیر جمہوری یا کوئی غیر پارلیمانی کام نہیں ہوا۔ جس پر اتنی زیادہ تنقید کی جائے۔ جہاں تک ہماری ایک خاتون ممبر نے بجٹ سازی کے حوالے سے فرمایا کہ یہ بجٹ کہیں اور بنتا ہے۔ تو میں اُن کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ یہ جو ہم سارا کچھ کر رہے ہیں یہ بجٹ سازی کا ایک حصہ ہے۔ بجٹ جب بنتا ہے تو ساری جو demand of grants ڈیپارٹمنٹ سے آتی ہے وہ ایک جگہ calculate ہوتی ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں، P&D میں، سی ایم سیکرٹریٹ میں, چیف سیکرٹری آفس میں پھر اُس کو اسمبلی میں present کیا جاتا ہے۔ پھر با قاعدہ اُس کو scrutinize کیا جاتا ہے اور اُس پر بحث کی جاتی ہے۔ اُس کے demand of grants منظور کیے جاتے ہیں۔ پھر جا کے فنانس بل approve ہوتا ہے۔ یہ کہیں خدانخواستہ کہیں اور نہیں آیا اور شائد تجربہ بھی ایک چیز ہے جس میں وقت لگے گا چیزوں کو سیکھنے اور سمجھنے میں۔ ہمارے ایک ممبر نے ایک بات کی کہ solar energy پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ تو میں اُن کی اطلاع کیلئے عرض کروں کہ بلوچستان میں تقریباً 2 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جارہی ہے جس میں 1200 میگاواٹ حبکو، اُوچ پاور پلانٹ اور ایک دو ذرائع اور ہیں۔ اور بلوچستان کے لوگوں کو بھی پانچ، چھ سو میگاواٹ مل رہا ہے، اب اُس کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان کے اکثر اضلاع اکثر نہیں کم ہی ہوں گے بلکہ بیشتر ہماری یونین کونسلز اور تحصیل جہاں ٹرانسمیشن لائن ہے ہی نہیں۔ آواران ایک بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے بڑا مشہور ہے insurgency کے حوالے سے اور پورے بلوچستان کے بیچ میں ہے ابھی جا کر وہاں ٹرانسمیشن لائن بن رہی ہے۔ اگر جہاں ٹرانسمیشن لائن نہ ہو تو لوگوں کو off grid بجلی فراہم کرنا کوئی اتنی ہچپنے کی بات نہیں ہے۔ دنیا یہ precedent ایک لوگ جو ہیں renewable energy کی طرف جارہے ہیں۔ تو ہم as a گورنمنٹ آف بلوچستان اسی طرف جارہے ہیں۔ اِس دفعہ چیف منسٹر صاحب نے ایک اچھا Idea concieve کیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جی ہم لوگوں کو solar grid دیں گے۔ کوئی 8 تحصیل کو identify کیا کہ جہاں پانچ میگاواٹ سے کم بجلی کا استعمال ہو وہاں بجائے ہم ٹرانسمیشن لائن پہنچائیں زیادہ وقت لگے تو ہم اُن پر ایک تجربہ کر لیتے ہیں بڑا کامیاب تجربہ ہے ہم اُن کو off grid solar energy دے دیتے

ہیں۔ یہ ایک اچھا اور ایک بہترین اقدام ہے باقی صوبوں نے بھی یہ کرنا شروع کر دیا ہے گورنمنٹ آف بلوچستان نے اِس دفعہ اِس کا آغاز کر دیا ہے۔ اور اس کے tarrif کے حوالے سے بھی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ بات چیت کی جائے گی اور کوشش یہ کی جائیگی کہ یہ tarrif میں جو کچھ concession دیئے جائیں۔ اسی طرح ہمارے ایک، دو ممبرز نے سی پیک کو تنقید کا نشانہ بنایا بلوچستان کا وطیرہ رہا ہے بلکہ پورے ملک کا ہے کہ ہم ترقیاتی پروجیکٹ کو اپنی سیاست سمجھتے ہیں۔ سی پیک 98% یہ ایک loan ہے اُس وقت کی حکومت میں جب energy crisis چل رہا تھا چین سے جا کر معاہدہ کیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو economic corridor دیتے ہیں آپ ہماری crisisenergy پر قابو پانے کے لیے مدد کریں جس پر چینی بینکوں نے RPP Projects وہ establish کر دیئے کوئی 45 ارب ڈالر کی۔ اور کچھ اہم شاہرائیں جو connect کرتی ہیں پورے پاکستان کو۔ تو وہ یہ کوئی grant نہیں ہے البتہ اِس میں grant کے دو، تین پراجیکٹ ہیں۔ ایک گوادر ائیر پورٹ ہے اور گوادر کا ہاسپٹل ہے۔ وہ اِس grant میں آتے ہیں جہاں تک اِس کی جو distribution کی بات ہوئی کہ فنڈز وہ کچھ زیادہ گئے ہیں کچھ کم گئے ہیں کچھ حلقے رہ گئے کچھ میں زیادہ گئے ہیں دیکھیں اب ایک بات آئی زابد ریکی صاحب کا جو پروجیکٹس تھا اب واشک کو جا کر اگر آپ دیکھیں تو آپکو ایسا لگے گا کہ خدانخواستہ وہاں کسی نے بمباری کی ہے کوئی ادھر social protection سے اور کچھ بھی نہیں ہے infrastructure کچھ بھی نہیں ہے ایجوکیشن کا نظام تباہ ہے ہیلتھ کا نظام تباہ ہے سی ایم صاحب خود گئے ہیں وہاں لوگوں سے ملے ہیں اور لوگوں نے اُن کی جو خدمت میں عرض کیا ہے کہ واشک پر توجہ دی جائے تو میرا یہ خیال کہ اُس پر اتنی تنقید کی کوئی گنجائش بچتی ہے۔ البتہ جو تنک زرف کی جو ڈیم ہے وہ بنیادی طور پر ایک تو عوام الناس کو فائدہ ہے وہاں کا کیونکہ جس side پر ماشکیل میں بنائی جا رہی ہیں وہاں پنجگور اور ایران سے پانی اور کوئی آٹھ، دس territories ہیں جو وہاں آ کر آموز ماشکیل میں جذب ہو جاتے ہیں۔ تو چونکہ وہاں ریکوڈک کا پروجیکٹ start ہونے والا ہے اور جو ریکوڈک کی جو Raw material اُس کی concentration کے لیے لاکھوں لیٹر پانی کی ضرورت ہے تو حکومت بلوچستان نے یہ دیکھا کہ اگر یہ ریکوڈک کمپنی بنا کر دے تو شاید اُس کی افادیت گورنمنٹ آف بلوچستان کو نہیں ملے گی تو گورنمنٹ آپ لوگوں کو بھی نہیں ملے گی ہاں اِس وجہ سے اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ ڈیم بنا کر جو اُس کا جو پانی ہے وہ ہم جو TCCP کمپنی ہے اُس کو ہم بیچ دیں گے جو بیرک gold ہے اُس کو ہم بیچیں گے TCP تو نہیں ہے وہ تو dissolve ہو گیا اور اُس کی آمدنی گورنمنٹ آف بلوچستان کو ہو گی۔ اور اُس سے CSR علاقے پر خرچ کریں گے۔ تو میرا خیال ہے کہ ایک اچھی منصوبہ بندی کی گئی ہے اور ایک futuristic پراجیکٹ ہے تو اُس کو تنقید کا نشانہ بنا کر ہمارے معزز دوست کو اُن کا بلڈ پریشر ہائی کر کے زیادہ کر کے مناسب نہیں ہے کہ small portio۔ نہیں، نہیں عوام کے لیے اُس کا پانی ریکوڈک کو بیچیں گے وہ تو

پبلک کے لیے ہے۔ اچھا میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا جو گورنمنٹ آف بلوچستان میں یونیورسٹیز کے حوالے سے جو آٹھ ارب کا grant جو دیا ہے اِس دفعہ۔ یہ بنیادی طور پر پچھلی گورنمنٹ میں جب میں وزیر خزانہ تھا تو اُس وقت ہم Universities Finance Commission بنائی اور وہ ڈیڑھ ارب سے شروع ہوئی اور پچھلی دفعہ سی ایم صاحب نے پانچ ارب تک پہنچائی ہے اس دفعہ آٹھ ارب تک پہنچایا ہے مقدس یہ تھا کہ جو ہماری Higher Education sector ہے اُس میں زیادہ invest کیا جائے کیونکہ ہمارا جو future ہے صوبے کا۔ وہ تو یونیورسٹیز میں ہے وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو اُس پر گورنمنٹ آف بلوچستان جتنا بھی invest کریگی اتنا ہی زیادہ اُس کا return آئے گا۔ تو میں انہی گزارشات کے ساتھ اپنی بات کو conclude کرتا ہوں اور سب کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ budget making میں جو انہوں نے تعاون کیا ہے اور جو اُن کا contribution رہا ہے اُس کو گورنمنٹ آف بلوچستان حکومت acknowledge کرتی ہے اور اُن کے جو مفید مشورے ہیں اُن کو definitely، سی ایم صاحب نے بھی نوٹ کیے ہیں اور باقی جتنے یہاں جو لوگ concerned بیٹھے ہیں انہوں نے نوٹ کیے ہیں اور اُنکو زیرغور لائیں گے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ جی ہم عقل کل ہیں ہمیشہ کوئی بندہ اچھا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن مزید اُس میں بہتری کی گنجائش ہوسکتی ہے تو اُس چیز کو مدنظر رکھ کر تمام ممبران کی ہم مشاورت اُن کی گزارشات اُن کی تجاویز وہ جو نوٹ کرلیا گیا ہے میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you very much. جی قائد ایوان۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): Mr.Speaker, I want to add one small point that needs to be clarified. اُس کی وضاحت بہت ضروری ہے because everything is recorded here, اور honorable Minister P&D کی بات کو میں سمجھا ہوں شاید باقی دوست بھی ویسے ہی سمجھیں۔ جس ڈیم کا انہوں نے ذکر کیا ہے Number 1 it is purely for the public، اور Number 2 یہ کہ اُس کا ایک small حصہ ہے، ایک کم حصہ ہے وہ ظاہر ہے جو ہماری industrial Estate جو چاغی میں بننے جا رہی ہے ہماری ایک ریکوڈک آ رہی ہیں باقی کمپنیز آ رہی ہیں وہ اُس کا ایک small حصہ small portion we will be selling that water to those companies as well, so that ہم اُدھر Agriculture products کو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے جو ہم نے پالیسی بنائی ہے اُس پالیسی کا حصہ ہوگا کہ جو پانی ہم بیچیں گے اُن کمپنیز کو وہ پیسے وہاں واشک میں زمینداری کے لیے agriculture purpose کے لیے استعمال ہوگا- so کل کلاں اِس کو ایک اور نئی controversy نہ پیدا کی جائے کہ this is for

Recodic or someone else, purely purely this is for public of Washuk , for the public of Chagi and for the public of Balochistan. Thank you.

جناب اسپیکر: Washuk is lucky enough for getting lot of amount.

ماشاءاللہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 24 جون 2025 بوقت سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 10 بجکر 05 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆